بھوک اور فاقہ نفسی کے فوائد

اور

بسیار خوری کے نقصانات

اردو ترجمہ

کتاب الجوع

مصنف

ابن أبي الدنیا رحمہ اللہ

ترجمہ و اضافات

مفتی ثناء اللہ محمود

بیت العلوم

۲۰۔ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۴۸۳

بھوک اور فاقہ نفسی کے فوائد
اور
بسیار خوری کے نقصانات

بھوک اور فاقہ نفسی کے فوائد
اور
بسیار خوری کے نقصانات

اُردو ترجمہ

کتاب الجوع

مصنف

ابن أبي الدنیا رحمہ اللہ

ترجمہ و اضافات

مفتی ثناء اللہ محمود

بیت العُلوم

۲۰۔ نابھہ روڈ، پرانی انار کلی لاہور۔ فون: ۳۵۲۲۴۸۳ ۔

کتاب	بھوک اور فاقہ نفسی کے فوائد اور بسیار خوری کے نقصانات
اردو ترجمہ	كتاب الجوع
مصنف	ابن أبي الدنياؒ
ترجمہ واضافات	مفتی ثناءاللہ محمود
باہتمام	مولانا محمد ناظم اشرف
ناشر	بیت العلوم۔۲۰ نابھہ روڈ، چوک پرانی انارکلی، لاہور
	فون: 042-7352483

﴿ملنے کے پتے﴾

بیت العلوم = ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات = ۱۹۰ انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات = موہن روڈ چوک اردو بازار، کراچی
دارالاشاعت = اردو بازار کراچی نمبرا
بیت القرآن = اردو بازار کراچی نمبرا
بیت الکتب = گلشن اقبال، کراچی
ادارۃ المعارف = ڈاک خانہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴
مکتبہ دارالعلوم = جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴
مکتبۂ قرآن = بنوری ٹاؤن، کراچی
بک سنٹر = 32 حیدر روڈ راولپنڈی

فہرست

دیباچہ

الحمد لله و کفی و الصلاة و السلام علی عباده الذین اصطفی!

امابعد!

موجودہ کتاب: ''بھوک اور فاقہ نفسی کے فوائد اور بسیار خوری کے نقصانات''

آپ کے سامنے ہے یہ کتاب دراصل علامہ ابن الدنیا کی معروف کتاب 'الجوع'' کا ترجمہ اور اس کا مقدمہ ہے جو احقر نے تحریر کیا ہے۔ یہ کتاب درحقیقت ایک نئی دنیا سے آشنا کراتی ہے جو ہمارے اسلاف نے اپنے نبی ﷺ اور ان کے جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم کی اتباع میں قائم کی تھی۔ اور وہ ہے دنیا کی بے ثباتی پر غور اور اس کی اشیاء سے بے رغبتی۔ حتی کہ کامل توجہ عبادت اور رضاء الٰہی کے حصول پر ہونے کی وجہ سے کھانے جیسی اہم چیز سے بے رغبتی۔

علامہؒ نے نبی کریم ﷺ ان کے اہل بیت، صحابہ کرام، تابعین تبع تابعین اور دیگر اولیاء کرام کے طرز عمل سے اور ان کے زریں اقوال سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ رضائے الٰہی کا حصول پیٹ بھرنے سے نہیں بھوکے رہ کر کیا جاتا ہے۔ اور اس دنیا میں زہد بھوک اختیار کرنے کا نام ہے اس کے ساتھ پیٹ بھرنے اور کم کھانے میں فرق اور ان کے فوائد و نقصانات بھی بیان کیے ہیں۔

اس کے ساتھ ہم نے ایک بسیط مقدمہ لکھ دیا ہے جس میں قناعت، زہد پر آیات ربانی اور احادیث طیبہ کا ذکر کرتے ہوئے ہم نے اولیاء کرام کی دنیا سے بے رغبتی کی وجہ بیان کی ہے۔

پھر ہم نے دنیا میں انسان کی آزمائش کے سلسلے میں کچھ باتیں عرض کر کے دنیا کی چیزوں کے آخرت میں حساب کتاب کی تفصیل لکھی ہے۔

اس کے بعد بھوک، بھوک کے مٹانے اور اس کی اقسام کے ساتھ بھوکے رہنے والوں اور خوب پیٹ بھر کر کھانے والوں کا اللہ کی نظر میں مقام و مرتبہ پیش کیا ہے۔ اور پھر بھوک

کے فضائل لکھے ہیں۔

اس کے بعد کھانے کی مقدار کی شرعی تفصیل اور کھانے سے اولیاء آل محمد ﷺ کی بے رغبتی بیان کر کے کچھ واقعات تحریر کیے ہیں جو زہد کے بیان میں کافی ووافی ہیں۔

اس کے بعد پیٹ بھرنے کی مذمت اس کے طبی وشرعی نقصانات کم کھانے کے طبی فوائد اور کھانے کے نظام اوقات پر گفتگو کی ہے۔

اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بھوک کو ترجیح دینے کی وجوہات تحریر کر کے بھوک کے فوائد تحریر کیے ہیں۔ یہ فوائد حضرت شیخ الحدیثؒ کی فضائل صدقات سے اخذ کیے گئے ہیں۔

اس کے بعد کم کھانے کی عادت ڈالنے کا طریقہ اور نبی کریم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولیاء کے کھانے کی حالت تحریر کی ہے۔ اور بھوکا رہنے کا اصل مطلب اور معنی بیان کر کے بھیک مانگنے کی مذمت اور اس کا شرعی دائرہ کار ذکر کیا ہے۔

آخر میں قناعت کی فضیلت اور قناعت کے حصول کے طریقے لکھ کر اپنی بات ختم کردی ہے۔

اور اس کتاب کے ترجمے میں ہمیں اپنے ساتھی مفتی راشد صاحب کا تعاون حاصل رہا ہے جس کے ہم مشکور ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کتاب کو نافع بنائے اور ہم سب کو اس سے کماحقہ استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آخر میں گذارش ہیکہ احقر: اس کے والدین اہل خانہ و برادران کو دعائے خیر میں یاد فرمائیں آپ کی ایک دعائے خیر ہماری اس کاوش پر آپ کی طرف سے حوصلہ ہوگی جو آپ تک یہ تحریر پہنچی ورنہ حقیقتاً ''ان اجری الا علی اللہ'' ہی پر توکل ہے۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

ثناء اللہ محمود

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

ریسرچ اسکالر کراچی یونیورسٹی۔ شعبہ قرآن وسنت

استاد گورنمنٹ اسلامیہ آرٹس / کامرس کالج کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں اپنی بندگی کے لئے اور بندگی کے تقاضوں پر پورا اترنے کی جانچ کے لئے بھیجا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اولاً تو اس کی ضروریات زندگی کا سامان اس دنیا میں پیدا کیا اور آسائش کا بھی اور پھر ہر ایک چیز سے فائدہ اٹھانے کی اجازت بھی دیدی لیکن اس کی حدود بھی بنا دیں اور یہ طے کر دیا کہ انسان اپنی زندگی کا جتنا وقت اس دنیا میں گذارے گا جتنی سانسیں لے گا جتنے لقمے کھائے گا اور جتنا مال کمائے اور خرچ کرے گا اس سب کا اس سے حساب لیا جائے گا۔ لہٰذا اپنی محنت سے کما کر کھائے ہوئے مال اور رزق کا بھی حساب لے لیا جائے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے انسان کو ان تمام چیزوں کو برتنے کی اجازت دیکر ان کے صحیح استعمال کے لئے قناعت کا حکم دیا اور قناعت کا مطلب بھی بخوبی سمجھا دیا۔ دنیا کی مذمت کی، دنیا جمع کرنے کی مذمت کی اور انسان کو صبر اور قناعت اپنانے کی ترغیب اور اس کی تعریف بھی کی۔ انسان کو جو اوصاف عطا کئے ان میں سب سے اہم وصف بھوک پیاس کا لگنا ہے انسان کو اللہ تعالیٰ نے بھوک پیاس دیکر قناعت اور صبر کے ساتھ دنیا میں رزق استعمال کرنے کا حکم دیا۔ اور پھر سخاوت بھی انسان کے اوصاف میں شامل کر دی تا کہ وہ رزق کا دوسرے لوگوں کو فائدہ بھی پہنچا سکے۔

چنانچہ موجودہ کتاب میں آپ چار چیزیں واضح طور پر مطالعہ کریں گے بھوک، صبر، قناعت اور سخاوت۔ صبر کے مضمون میں قناعت بھی شامل ہے لہٰذا ہم کوشش کریں گے ان چاروں چیزوں کے حوالے سے کچھ گفتگو قارئین کی نذر کر دیں۔

دنیا کے ترک اور قناعت پر ارشادات ربانی:

قرآن کریم میں جا بجا دنیا کی مذمت اور آخرت کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ان چیزوں کو چھوڑ دینے کی ترغیب وارد ہوئی ہے۔ یہ سب آیات انسان کو قناعت کا درس دیتی ہیں اور دنیا کی لذتوں کے پیچھے نہ بھاگنے کی ترغیب دیتی ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے خواہشات کی محبت، عورتوں بچوں، اور سونے چاندی

کے ڈھیر اور سواری اور مال مویشی (جانوروں) سے محبت کا ذکر فرما کر نبی کریم ﷺ کو حکم دیا:

کہہ دیجئے اے محمدؐ! کیا میں تم کو ایسی چیز بتا دوں جو ان سب چیزوں سے (بدرجہا) بہتر ہو (وہ کیا ہے غور سے سنو) ایسے لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ان کے رب کے پاس ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ایسی بیبیاں ہیں جو ہر طرح سے پاک ستھری ہیں اور (ان سے بڑھ کر) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے اور اللہ تعالیٰ بندوں (کے احوال) کو خوب دیکھنے والا ہے۔ جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے ہیں پس آپ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجئے اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا لیجئے۔ یہ وہ لوگ ہیں (جو مصیبتوں پر) صبر کرنے والے سچ بولنے والے عاجزی کرنے والے اور نیک کاموں میں مال خرچ کرنے والے اور پچھلی رات میں گناہوں کی معافی چاہنے والے ہیں۔ (آل عمران: ۱۵ تا ۱۷)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ لکھتے ہیں:

''حق تعالیٰ شانہ نے ان سب چیزوں کی محبت کو شہوتوں کی محبت سے تعبیر کیا ہے امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ شہوت کی افراط کا نام ہی عشق ہے جو کہ ایسے دل کی بیماری ہے جو تفکرات سے خالی ہو۔ اس کا علاج ابتداء ہی سے کرنا ضروری ہے کہ اس کی طرف نظر کم کر دے اور اس کی طرف التفات کم کر دے ورنہ جب التفات بڑھ جائے گا تو ہٹانا مشکل ہو جائے گا۔

یہ ابتداء میں بہت آسان ہے۔ اور یہی حال ہے ہر چیز کے عشق کا مال ہو جائداد ہو، جاہ ہو، اولاد ہو، حتیٰ کہ پرندوں سے کھیلنے اور شطرنج وغیرہ سے کھیلنے کا بھی یہی حال ہے کہ سب چیزیں جب آدمی پر مسلط ہو جاتی ہیں تو اس کے دین اور دنیا دونوں کو تباہ کر دیتی ہیں۔ (احیاء علوم الدین)

حضرت شیخ الحدیثؒ مزید لکھتے ہیں کہ:

علماء نے فرمایا ہے کہ دنیا میں جتنی چیزیں ہیں وہ تین قسم میں داخل ہیں معدنیات، نباتات، حیوانات، حق تعالیٰ شانہ نے ان آیات میں تینوں کی مثالیں ذکر فرما کر دنیا کی ساری چیزوں پر متنبہ فرما دیا۔ بیویوں اور بیٹیوں کو ذکر فرما کر آل و اولاد عزیز و اقارب احباب غرض تمام انسانی محبوبوں پر تنبیہ فرمادی اور سونے چاندی کو ذکر فرما کر ساری معدنیات پر، گھوڑے مویشی ذکر فرما کر ہر قسم کے جانوروں پر اور کھیتی سے ہر قسم کی پیداوار پر، اور یہی چیزیں ساری دنیا کی کائنات ہیں۔

(احیاء علوم الدین)

ان سب چیزوں کو گنوا کر اور ان پر تنبیہ فرما کر ارشاد فرمادیا:

کہ یہ سب کی سب چیزیں اس چند روزہ زندگی کے گذران کی چیزیں ہیں ان میں سے کوئی چیز محبت کے قابل نہیں، دل لگانے کے قابل نہیں دل لگانے کی چیزیں وہی ہیں جو پائیدار ہیں ہمیشہ رہنے والی ہیں ہمیشہ کام آنے والی ہیں اور ان سب میں بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رضاء ہے اس کی خوشنودی ہے اور وہ دنیا و آخرت کی ہر چیز پر فائق ہے۔

(فضائل صدقات: ص ۳۷۱)

قارئین: ہماری اس کتاب میں بھوک اور اس کے فضائل اور پیٹ بھرنے کی مذمت کے حوالے سے جتنا کچھ آپ پڑھیں گے اس کا لب لباب یہی ہے کہ یہ چیزیں دنیاوی ہیں فانی ہیں آخرت کی نعمتیں دائمی ہیں لہٰذا خود بھوکے رہ کر دوسرے (غریب وغیرہ) کو کھلا دو تاکہ آخرت میں اس کا بہترین بدلہ ملے اور یہ کھانا آخرت میں ذخیرہ ہو جائے۔ اور ایسا کرنے والے حضرات دنیا کو کوئی اہمیت نہیں دیتے بلکہ انکا مطمع نظر آخرت ہوتی ہے کیونکہ قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں دنیا اور اس کے لھو ولعب کی بہت مذمت وارد ہوئی ہے۔ اور جو اپنے نفس کو اللہ کی خوشنودی کے لئے مار دے اسے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے

بدلے اپنا نفس اس نے بیچ دیا۔

چنانچہ اپنے نفس کو اللہ کی رضاء کی خاطر بیچنے کی تعریف والی آیت ملاحظہ ہو:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَؤُوْفٌ بِالْعِبَادِ. (البقرۃ: ع۲۵ آیت ۲۰۷)

''اور بعض لوگ اپنے نفس کو اللہ کی رضا کے لئے بیچ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے بندوں پر مہربان ہے''

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَن يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (البقرہ ع۲۶ آیت ۲۱۲)

''اور اللہ تو جس کو چاہتے ہیں بے حساب روزی دیتے ہیں''

یعنی امیر وغریب کی کوئی تخصیص نہیں ہے جسے چاہے اللہ تعالیٰ رزق عطا فرمادے اور بڑے سے بڑے مالدار کو رزق کھانے سے روک دے جیسا کہ بعض بیماریاں ہیں کہ انسان کھانے کو صرف دور سے دیکھتا ہے کھا نہیں سکتا۔

دنیا تھوڑا وقت اور تھوڑا مال ہونے اور دنیا کی رنگینیاں محض لہو ولعب ہونے کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے:

''قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَّالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا. (نساء ع۱۱ آیت ۷۷)

کہہ دیجئے اے محمدؐ! کہ دنیا کا فائدہ (اس کا سامان زندگی وغیرہ) بہت تھوڑا'' (چند روزہ) ہے اور آخرت اس شخص کے لئے ہر طرح سے بہتر ہے جو تقویٰ اختیار کرے (یعنی دنیا اور اس کی رنگینیوں سے بچ کر رہے) اور تم پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا''

اور دنیاوی زندگانی لعو ولھب کے سوا کچھ بھی نہیں اور آخرت کا گھر تقوے والوں کے لئے بہتر ہے کیا تمہیں عقل نہیں ہے۔

تقویٰ کے لفظی معنی ''بچنا'' کے آتے ہیں لہٰذا یہاں تقویٰ کا معنی بہت سے حضرات نے براہ راست یہ لیا ہے کہ دنیا سے اور اس کی رنگینیوں سے بچنا دور رہنا۔ لہٰذا ایسے حضرات

نے پیٹ بھر کر کھانا بھی دنیا میں شمار کیا اور فقط زندہ رہنے کے لئے کھانے کو ترجیح دی۔

وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ.

(الاعراف ع ۲۱ آیت ۱۷۹)

''اور آخرت کا گھر بہتر ہے تقویٰ والے لوگوں کے لئے کیا تم بالکل عقل نہیں رکھتے''

وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

''اور تم اس بات کو جان رکھو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے (تاکہ ہم اس کا امتحان کریں کہ کون شخص ان کی محبت کو ترجیح دیتا ہے اور کون شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کو ترجیح دیتا ہے) اور اس بات کو بھی جان رکھو کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کو ترجیح دیتا ہے دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی کے لئے کارآمد بناتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا اجر ہے''

اسی طرح سورۃ ھود ع ۲ آیت نمبر ۱۵۔۱۶ پر ارشاد ہے:

''جو شخص (اپنے نیک اعمال سے) دنیاوی زندگی اور اس کی رونق چاہتا ہے جیسے مال ومتاع یا شہرت ونیک نامی وغیرہ) ہم ان لوگوں کے اعمال (کا بدلہ) ان کو دنیا ہی میں پورے طور سے بھگتا دیتے ہیں اور ان کے لئے دنیا میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں دوزخ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے اور انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ آخرت میں سب کا سب بیکار ثابت ہوگا اور یہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ سب باطل (بیکار) ہے''

اسی طرح سورہ حجر ع نمبر ۶ آیت نمبر ۱۳ پر ارشاد ہے:

آپ ہرگز اپنی آنکھ اٹھا کر بھی اس (ان لوگوں کے زیب وزینت،

مال و متاع راحت و آرام وغیرہ) کو نہ دیکھیں جو ہم نے مختلف کافروں کو دے رکھا ہے برتنے کے لئے (کہ چند روز یہ اس سے فائدہ اٹھالیں اور پھر یہ سب کچھ فنا ہو جائے گا''

اسی طرح سورہ نحل ع نمبر ۱۳ آیت نمبر ۹۶ پر ارشاد ہے:

''جو کچھ تمہارے پاس دنیا میں ہے وہ ایک دن ختم ہو جائے گا (خواہ وہ جاتا رہے یا تم مر جاؤ دونوں حال میں ختم ہو گیا) اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ ہمیشہ باقی رہنے والی چیز ہے''

سورہ حدید ع نمبر ۳ آیت نمبر ۲۰ پر اللہ تعالیٰ دنیاوی زندگی، کھیل، کو زینت، مال اور اولاد کی کثرت اور اس پر فخر کرنے کی مثال ایسی پیداوار سے دیتے ہیں کہ جو مینہ برسنے سے بڑھی اور اس پیداوار پر کسان خوب خوش ہوتا ہے اور خشک ہو جاتی ہے تو زرد ہو کر چورا چورا ہو جاتی ہے۔ یہ ہی حال دنیا کا ہے جو کسی وقت زوروں پر ہوتی ہے پھر اس کا زوال ہو جاتا ہے۔

اولیاء کرام کے دنیا کی طرف متوجہ نہ ہونے کی عقلی وجہ:

اس آیت کی تشریح میں حضرت شیخ الحدیثؒ نے امام غزالی کی تحریر نقل کی ہے فرماتے ہیں:

''بچہ جب کچھ سمجھنا شروع ہوتا ہے تو وہ لہو ولعب کی طرف مشغول ہو جاتا ہے اور اس کے اندر لھو ولعب کا ایسا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے جس کے مقابلے میں اس کو کوئی چیز اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ پھر اس کے بعد جب وہ ذرا بڑا ہوتا ہے تو اس میں زیب وزینت اچھے کپڑوں کا پہننا گھوڑے وغیرہ کی سواری کا شوق (آج کل کے دور میں سائیکل، بائیک اور کار وغیرہ) جس کے سامنے لہو ولعب کی لذت بھی لغو ہو جاتی ہے اس کے بعد اس میں جوانی کی لذتوں کا زور ہوتا ہے، شہوت پوری کرنے کے مقابلے میں اس کی نگاہ میں کوئی چیز نہیں رہتی نہ مال ومتاع کی وقعت رہتی ہے نہ عزت و آبرو کی اس کے بعد پھر اس میں بڑائی اور تفاخر کی ریاست کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جو پہلے جذبوں پر

غالب آ جاتا ہے یہ سب دنیاوی لذات ہیں۔ اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کی معرفت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس کے مقابلے میں ہر چیز لغو بن جاتی ہے۔

یہی اصل جذبہ ہے جو سب سے زیادہ قوی ہے۔ چنانچہ ابتدائی زمانہ میں کھیل کود کی رغبت ہوتی ہے اور بلوغ کے شروع میں شہوت کا زور ہوتا ہے بیس سال کی عمر کے بعد سے ریاست کا جذبہ شروع ہوتا ہے اور چالیس سال کے قریب سے علوم اور معرفت کا جذبہ شروع ہوتا ہے جیسا کہ بچپن میں بچہ کھیل کے مقابلے میں عورتوں سے اختلاط اور ریاست کو لغو سمجھتا ہے اسی طرح یہ دنیادار ان لوگوں پر ہنستے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی معرفت میں مشغول ہوتے ہیں اور اللہ والے انہیں سمجھتے ہیں کہ یہ بچے ہیں بلوغ کے لطف کو جانتے ہی نہیں۔[1]

حضرت شیخ لکھتے ہیں:

"مذکورہ آیت میں دنیاوی لذات کی تمام انواع کو ذکر فرما کر اس پر تنبیہ فرمائی کہ ساری ہی لذتیں دھوکہ ہیں اور کام آنے والی صرف آخرت اور آخرت کی زندگی ہے۔ دنیا کی ساری لذتیں اس کھیتی کی طرح ہیں جو لہلہا کر خشک ہو جائے پھر اس کو ہوا اڑا دے"

بہر حال اس ساری حقیقت کا ادراک کرنے کے بعد ہی اولیاء نے دنیا پرستی کو چھوڑا اور دنیا کی کسی لذت حتی کہ ضروری کھانے پینے میں بھی قوت لا یموت کو اختیار کیا۔

دنیا کی چیزیں بغرض امتحان پیدا کی گئی ہیں:

دنیا اور اس کے اندر جتنی نعمتیں ہیں وہ سب انسانوں کے امتحان کے لئے پیدا کی گئی ہیں یہ اس لئے نہیں کہ انسان اسے جمع کرتا رہے بلکہ اپنی ضرورت پوری کرے اور آخرت میں ذخیرہ کرے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] فضائل صدقات ص ۳۹۱ بحوالہ احیاء علوم الدین امام غزالیؒ

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَۃً لَّھَا لِنَبْلُوَ ھُمْ اَیُّھُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً ٥ (سورہ کہف آیت ۳۰)

''بیشک ہم نے زمین کے اوپر سب چیزوں کو زمین کے لئے زینت بنایا ہے تا کہ ہم اس کے ذریعے لوگوں کا امتحان لیں کہ کون شخص زیادہ اچھے عمل کرتا ہے''

امتحان کس بات کا لیا جا رہا ہے:

نبی کریم ﷺ نے جب یہ آیت تلاوت فرمائی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کا مطلب پوچھا تو آپ ؐ نے فرمایا تا کہ حق تعالیٰ شانہ اس کا امتحان لیں کہ کون شخص زیادہ عقل مند ہے (جو عقل کی بات عمل میں لائے) اور کون اللہ تعالیٰ کی ناجائز کردہ چیزوں سے احتیاط برتتا ہے اور کون اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں جلدی کرتا ہے۔

حضرت حسن بصری کا قول ہے:

اس بات کا امتحان لیا جا رہا ہے کہ دنیا چھوڑنے (ترک کرنے) میں کون زیادہ شدت اختیار کرتا ہے۔

سفیان ثوریؒ کا قول ہے:

امتحان اس کا ہے کہ دنیا میں زیادہ زہد کون اختیار کرتا ہے۔ (درمنثور)

یعنی دنیا کی نعمتوں اور لذتوں سے صبر کرنے والا کون ہے۔ اور کون زیادہ صبر کرتا یعنی ان چیزوں سے رکتا ہے۔

قناعت وغیرہ پر احادیث رسول ؐ کا بیان:

بعض احادیث جن میں قناعت، صبر اور توکل کے حوالے سے ارشادات آئے ہیں نذر قارئین کی جاتی ہیں تا کہ بھوک، پیٹ بھر کر نہ کھانے اور نہ ملنے پر اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بات رکھنے غیر کے سامنے نہ رکھنے پر صحیح لائن مل جائے۔

جو شخص بھوکا ہو لوگوں سے یہ بات چھپانے کی فضیلت:

ارشاد ہے کہ: ''جو شخص بھوکا یا محتاج ہو اور لوگوں سے اس کو چھپائے اور اللہ تعالیٰ سے ہی مانگے تو اللہ تعالیٰ ایک سال کے لئے حلال روزی کا دروازہ اس پر کھول دیتے ہیں[1]

اللہ سے عفّت، غنا مانگو گے مل جائے گی:

ایک جگہ ارشاد ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ سے غنا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے غنا عطا فرما دیتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے عفت مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عفت عطا کر دیتے ہیں اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے جو شخص بھی سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے فقر کا دروازہ کھول دیتے ہیں[2]

جو اللہ کی طرف متوجہ ہو اللہ کفیل بن جاتے ہیں:

ایک اور ارشاد ہے:

جو شخص کلیتہً اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کی ہر ضرورت کے خود کفیل بن جاتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتے ہیں جس کا اس کو گمان بھی نہیں[3]

اور جو شخص ہمہ تن دنیا کی طرف لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے حوالے کر دیتے ہیں (کہ تو جان اور تیرا کام، یعنی محنت کر اور کمالے جتنی مشقت اٹھائے گا اس کے مناسب روزی ہم دیتے رہیں گے)[4]

جو قناعت کرے محنت سے بے فکر ہو جاتا ہے:

ایک اور ارشاد ہے:

''جو شخص تھوڑے پر راضی ہو جائے اور قناعت کرے اور اللہ پر توکل کرے وہ کمانے کی محنت سے بے فکر ہو جاتا ہے[5]

پانچ چیزوں کا حساب اولاً ہوگا:

ایک اور جگہ ارشاد ہے: قیامت کے دن آدمی کے قدم اسوقت تک نہیں ہل سکیں گے

---

[1] کنز العمال۔ فضائل صدقات ص ۴۲۷ [2]۔[3]۔[4]۔[5]۔ فضائل صدقات ص ۴۲۹

جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کا محاسبہ نہ ہو جائے۔

(۱) اپنی عمر کس کام میں خرچ کی (۲) اپنی جوانی کس چیز میں خرچ کی

(۳) مال کہاں سے کمایا (۴) کہاں خرچ کیا

(۵) اپنے علم پر کتنا عمل کیا[1]

بھوک کا بیان:

بھوک کھانے کی طلب کو کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جانوروں کے زندہ رہنے کے لئے کچھ نہ کچھ کھانا مقدر کر دیا ہے اگر کوئی شخص نہیں کھائے گا تو بالآخر وہ کمزور ہو کر مر جائے گا۔ لہٰذا انسان اس مقصد سے کھاتا پیتا ہے۔

بھوک کی علامت:

بھوک کی علامت یہ ہے کہ آدمی بغیر سالن کے روٹی کی حرص کرے اور جو شخص روٹی کے ساتھ کچھ اور چیز کھانے کے لئے طلب کرے اسے سچی بھوک نہیں ہے سچی بھوک کھانا مانگتی ہے نخرہ نہیں۔

بھوک بالآخر مٹانا ضروری ہے:

ایسی بھوک جس سے انسان کو موت نظر آنے لگے ایسی بھوک کا مٹانا ضروری ہے کیونکہ اگر وہ شخص بھوک مٹانے پر قادر ہو اور نہ مٹائے اور بھوک کی بناء پر موت واقع ہو جائے تو اس کی پوچھ گچھ ہوگی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں خود کو ہلاکت میں ڈالنے سے منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح فقہاء کرام نے اپنی جان بچانے کی کوشش کرنا واجب قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ موت سے بچنے کے لئے حرام اور مردار تک کھانے کی اجازت دے دی ہے۔ (فلیراجع للتفصیل الی کتب الفقہ)

بھوک اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے:

بھوک اللہ تعالیٰ انسانوں پر آزمائش کے لئے بھی دے دیتے ہیں اور وہ قلت معاش،

---

[1] مشکوٰۃ ص ۴۳۵۔ بحوالہ ترمذی، ترغیب ترھیب وغیرہ۔

سفر، گمشدگی راہ وغیرہ جیسے طریقوں سے انسان کو دی جاتی ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

''اور ہم یقیناً تمہیں کسی چیز سے آزمائیں گے خوف سے بھوک سے مال پھل اور جانوں کی کمی سے'' (البقرہ آیت نمبر ۱۵۵)

بھوک کا دوسرا پہلو:

ایک بھوک اختیاری ہے وہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے روزے رکھے اصلاح نفس اور تربیت سلوک کے لئے خود کو بھوکا رکھے اور صرف اتنا کچھ کھائے جس سے جسم میں کمزوری جو موت تک پہنچادے پیدا نہ ہو یا اتنی کمزوری جو عبادت میں مخل ہو پیدا نہ ہو۔ اور اسی طرح خوب پیٹ بھر کر نہ کھانا جس سے انسان پر شیطانی حملوں اور وساوس کا خدشہ پیدا ہو جائے۔ بہر حال یہی وہ بھوک ہے، جو اس کتاب میں ہمارا مطمح نظر ہے اور کتاب میں اسی بھوک کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے اور علامہ ابن ابی الدنیاؒ کی کتاب بھی اسی بھوک سے متعلق ہے۔

بھوک کے فضائل

اللہ تعالیٰ کا بھوک پیاس برداشت کرنے والوں سے خطاب:

ایک حدیث میں آتا ہے:

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اولیاء کرام سے فرمائیں گے اے میرے نیک بندو میں نے دنیا میں بارہا تمہاری حالت دیکھی کہ تمہاری آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی ہونٹ پانی نہ پینے کی وجہ سے سکڑے ہوئے اور پیٹ بھوک برداشت کرنے کی وجہ سے دبلا ہو گیا تھا۔ بس آج تمہارے درمیان پیالے کا دور چلے گا اور آج تم خوب کھاؤ پیو۔ اس کے بعد آپ نے آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ (کُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا)

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

تم اپنی بھوک اور پیاس کے خلاف جہاد کرو کیونکہ اس کا ثواب کفار کے ساتھ جہاد

کرنے کی طرح ہے اور خدا تعالیٰ کو بھوک پیاس (جو اس کی رضاء کے لئے ہو) سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہے۔

افضل ترین شخص:

ایک اور جگہ ہے:

کسی نے پوچھا یارسول اللہ! افضل ترین شخص کون ہے؟ آپ نے فرمایا: "جو تھوڑا کھائے، کم ہنسے اور ستر چھپانے کی مقدار میں کپڑے پر قناعت کرلے"

منافق خوب پیٹ بھر کر کھاتا ہے:

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

انسان کے جسم میں سات آنتیں ہیں مومن ایک آنت میں کھانا بھرتا ہے اور منافق ساتوں آنتیں بھر لیتا ہے۔ یعنی منافق خوب ڈٹ کر اور پیٹ بھر کر کھاتا ہے۔

بھوک پیاس جنت کا دروازہ کھلواتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنت کا دروازہ برابر کھٹکھٹاتے رہو۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کس چیز سے کھٹکھٹائیں؟ آپ نے فرمایا بھوک پیاس سے کھٹکھٹاؤ۔

افضل شخص بھوک پیاس والا ہے:

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے وہ شخص افضل ہے جو بہت غور وفکر کرے اور بھوکا رہا کرے۔ اور خدا کا دشمن وہ ہے جو خوب کھائے پئے اور خوب سویا کرے۔

اللہ کے راستے میں بھوک کی فضیلت

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں:

جنت میں ایک موقع پر حور جنتی شخص سے کہے گی کہ معلوم ہے رب تعالیٰ نے تمہاری مجھ سے شادی کب کی تھی؟ وہ بتائے گی ایک دن سخت گرمی میں سفر کی حالت میں منزل سے دور سخت بھوک پیاس کی حالت میں رب تعالیٰ نے دیکھا تو اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کیا

اور فرمایا کہ یہ بندہ میری خاطر بیوی بچوں کو چھوڑ کر عیش و راحت چھوڑ کر اس مشقت کو برداشت کر رہا ہے میں نے اس کی مغفرت کر دی اور اسی دن رب تعالیٰ نے میری تم سے شادی کر دی تھی۔

بھوک سے معرفت حاصل ہوتی ہے:

خالد بن معدانؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ اپنے نفس کو بھوکا رکھو اور اسے عیوب سے پاک رکھو تا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت تمہیں حاصل ہو جائے[1]

نفس کو بھوکا رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اسے اس کی خواہشات کے مطابق عمل نہیں کرنے دیا اور نہ ہی اس کی خواہشات کے مطابق اسے کھانے دیا۔

بھوک کی فضیلت اور بھوک مٹانے کے وجوب میں فرق:

جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے تحریر کیا کہ بھوک مٹانا ضروری ہے اور پھر بھوک کی فضیلت بھی لکھ دی ہے تو دونوں باتوں کے درمیان فرق یا ان دونوں باتوں کی وضاحت یہ ہے کہ بھوک اس وقت مٹانا واجب ہے جب بھوک انسان کو موت کے قریب لے جائے تو اس وقت موت سے بچنے کے لئے کھانا ضروری ہے اور محض اتنا کھانا عام حالات میں جو کافی ہو جائے اور جسمانی کمزوری سے بچائے تا کہ کسب و عبادات وغیرہ میں خلل واقع نہ ہو کھانا بھی ضروری ہے لیکن خود کو بھوکا رکھنا کھانے سے پرہیز کرنا تا کہ سلوک میں معرفت حاصل ہو جائے اور کئی کئی دن نہ کھانا جنگلوں میں بھوکے پیاسے عبادت کرنا اور مرنے سے بچنے کے لئے کچھ زہر مار کر لینا یہ سب اہل اللہ اور عارفین حضرات کے کام ہیں عام آدمی کے نہیں۔

کھانے کی مقدار کے بارے میں شرعی احکام:

فتاوی عالمگیریہ (المعروف فتاویٰ ھندیہ) میں مذکور ہے کہ:

کھانے کے چند مراتب اور درجات ہیں:

---

[1] حلیۃ الاولیاء ۵/۲۱۰

(۱) فرض: وہ اتنی مقدار ہے جس سے آدمی ہلاکت سے بچ جائے۔ اور اگر کوئی شخص اتنا کم کھائے یا کھانا پینا چھوڑ دے جس سے وہ ہلاک ہو جائے تو وہ شخص گناہ گار ہوگا۔ اس کی دلیل میں قرآن کریم کی آیت ہم پہلے پیش کر چکے ہیں۔

(۲) ''ثواب'' دوسرا درجہ ثواب کا درجہ ہے اتنی مقدار میں کھانا کھائے جس سے کھڑے ہو کر نماز وغیرہ پڑھ سکے روزہ وغیرہ رکھ سکے۔ البتہ اس مقدار کو صاحب درمختار نے فرض کہا ہے اور یہی بات زیادہ درست ہے۔

(۳) ''جائز'' یہ درجہ ثواب کی مقدار سے زائد بلکہ پیٹ بھرنا ہے تا کہ بدن میں قوت پیدا ہو۔ اس کھانے میں نہ تو ثواب ہے نہ ہی گناہ بلکہ معمولی سا حساب ہے بشرطیکہ مال حلال ذرائع سے حاصل کیا گیا ہو۔

(۴) ''حرام'' یہ درجہ پیٹ بھر جانے کے بعد بھی کھانے کا درجہ ہے (جسے عرف میں ڈٹ کر کھانا، خوب کھانا، حلق تک کھانا، اور پیٹو پن کہا جاتا ہے) پیٹ بھر جانے کے بعد زائد کھانا حرام ہے۔

البتہ اس سے یہ صورت مستثنیٰ ہے کہ اگر روزہ رکھنے پر قوت کا حصول مقصود ہو یا مہمان کا ساتھ دینے کے لئے کھائے تا کہ مہمان بھوکا نہ رہے تو زائد کھانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مجاہدے میں بھوک کی مقدار:

جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ کئی کئی دن بھوکا رہنا وغیرہ یہ سب ارباب سلوک کے کام ہیں عام آدمی کے نہیں ہیں لیکن اگر ارباب سلوک بھی مجاہدے میں اتنی کم مقدار میں کھاتے رہیں جس سے عبادات (کم سے کم فرائض) کی بھی قوت باقی نہ رہے۔ تو ان کے لئے بھی اتنا کم کھانا جائز نہیں ہے۔

لیکن اگر عبادات کی قوت باقی رہے تو بالکل جائز ہے اور ایسا مجاہدہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ اس میں نفس کی اصلاح بھی ہے اور کھانا بھی رغبت سے کھایا جاتا ہے۔

شہوت توڑنے کے لئے کم کھانا:

اسی طرح بہت ہی کم وہ کھانا جسے جوان آدمی اپنی شہوت کا زور کم کرنے کے لئے کھائے وہ بھی مذکورہ حکم میں داخل ہے (یعنی جائز ہے) کیونکہ جب بدن میں جان کم ہوگی تو شہوت کا زور بھی کم ہوگا اور جب بھوک شدت سے لگی ہو تو شہوت بالکل بے حال ہو جاتی ہے۔ اور شیطان کا حملہ پیٹ بھرے پر ہوتا ہے بھوکے پر نہیں۔

شہوت توڑنے کے لئے بھوک کے ساتھ ساتھ یہ بھی کرنا چاہئے کہ جتنا بھی کھائیں اس میں مرغن غذائیں گرم غذائیں خصوصاً گوشت نہ ہو اس سے شہوت میں بہت کمی واقع ہوتی ہے۔

انبیاءؑ، صحابہ اور اولیاء کا بھوک اختیار کرنے کی وجہ:

انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام اور اولیاء و تابعین عظام نے بھوک کو اس لئے اختیار کیا کہ انہیں دنیا میں اس سے زیادہ اہم کاموں کی توفیق نصیب ہوگئی تھی۔ ہم نے اس سے قبل امام غزالیؒ کی تحریر لکھی ہے اس میں بھی یہ وضاحت ہے کہ وہ جس مرتبہ پر ہوتے ہیں انہیں دوسرے کام بچوں کے لگتے ہیں۔

ہم اگر انبیاء، اولیاء کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو اس حوالے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ:

ان حضرات کو کھانے سے کوئی رغبت نہ رہی تھی

ان کے نزدیک اس مسئلہ کی اہمیت ہی نہ تھی

وہ حضرات اسے عبادت میں مخل سمجھتے تھے

وہ دوسروں کو کھلا کر خوش ہوتے تھے

وہ اپنا کھانا دوسرے کو اس لئے دے دیتے تا کہ قیامت میں کام آئے

وہ یہ نعمتیں یہاں ناقص لینے کے بجائے آخرت میں کامل طور سے لینے میں دلچسپی رکھتے تھے۔ ان کا خیال راسخ تھا کہ (حدیث کے مطابق) دنیا میں ملنے والی نعمت (آخرت میں کم ہو جاتی ہے)

کھانے پینے سے عدم رغبت:

ابن ابی الدنیاؒ کی کتاب میں آگے اس قسم کے بہت سے واقعات آپ کو پڑھنے کو ملیں گے۔ جن میں خود رسول اکرم ﷺ ان کے اہل بیت صحابہ اور اولیاء کے واقعات ہیں۔

مثلاً رسول اکرم ﷺ نے کئی بار اس بات کا برملا اظہار فرمایا کہ آج میں نے اتنے اتنے دن کے بعد کھانا کھایا ہے۔ اسی طرح آپ صبح کھا لیتے تو شام کو تناول نہ فرماتے اور اگر شام کو تناول فرماتے تو صبح کو نوش نہیں فرماتے تھے۔ اگرچہ ایسا ہمیشہ نہیں ہوتا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب سے میرے حبیب ﷺ کی وفات ہوئی ہے پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چل کر بھوکے رہتے موٹا جھوٹا پہنتے تاکہ ان دونوں حضرات کی رفاقت نصیب ہو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی مرغن نہ کھاتے تھے۔ کبھی ستو پھانک لیتے اور عراق میں تو سوکھی روٹی کھانا آپ کا معمول رہا[1]

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ جب سے مجھے اسلام کی روح سے آگاہی ملی ہے میں نے پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔

اولیاء میں حضرت مالک بن دینار مٹی پھانکتے رہے۔

حضرت حبیب عجمی سوکھے ٹکڑے کھاتے رہے۔

خالد بن خداش، منصور بن زاذان میمون بن مہران، عبداللہ بن مبارک اور دیگر حضرات بھی اس میدان کے شہسوار ہیں۔

حضرت ذوالنون مصری کو زاہد بنانے والا واقعہ:

حضرت ذوالنون مصریؒ کی ایک بھانجی خاص مقرب اولیاء میں سے تھے ابھی تک نابالغ تھی ایک مرتبہ ایک مہینہ تک اس کا پتہ نہیں چلا تو ذوالنون اس کی تلاش میں نکلے، زاد راہ ختم ہو گیا وہ واپسی کے ارادے سے تھے کہ اچانک انہیں نیند سے کسی نے جگایا دیکھا تو

[1] الزھاد مائۃ (تذکرہ حضرت علیؓ)

وہی بھانجی تھی اس نے پوچھا اے کمزور دل شخص یہ پیٹھ پر کیا باندھا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا کہ زادراہ ہے۔ بھانجی نے کہا کہ میں غائب یوں ہوئی کہ میں نے عبادت کے دوران سوچا کہ خشکی، تری، آبادی اور ویرانے کا معبود و مالک اللہ ہی ہے لہٰذا ویرانے میں ایک ماہ اور آبادی میں ایک ماہ عبادت کیا کرونگی تاکہ اس کی بخشش اور قدرت کے آثار دیکھوں چنانچہ چالیس دن اس ویرانے میں مجھ کو ہو گئے ہیں میں نے اپنے معبود کو عین الیقین دیکھا ہے اور اس نے مجھے تمام مخلوقات سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ ذوالنون کہتے ہیں کہ مجھے سخت بھوک تھی میں نے اس سے کھانا مانگنے کا سوچا تو اس نے کہا کہ ماموں آپکو شاید بھوک لگ رہی ہے؟ اس نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا اے میرے آقا میرے ماموں بھوکے ہیں اور تیرے نزدیک میرا حال جاننا چاہتے ہیں۔ ذوالنون نے دیکھا کہ آسمان سے ''من'' اترا۔ انہوں نے وہ کھا کر کہا بھانجی یہ تو من ہے سلویٰ کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ سلویٰ بھی آتا ہی ہے۔ اس کے بعد خوب سلوی اترا (یعنی وہ چھوٹے پرندے جو حضرت موسیٰؑ کی قوم کے کھانے کے لئے اترے تھے) اس کے بعد ذوالنون اپنی بھانجی کے ساتھ رہے حتی کہ وہ بھی مردان خدا میں سے ہو گئے[1]

پیٹ بھرنے کی مذمت:

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''اللہ تعالٰی نے بھرا جانے والا کوئی برتن پیٹ سے زیادہ برا پیدا نہیں کیا اگر بہت ہی ضروری ہو تو پیٹ کا ایک تہائی کھانے کے لئے ایک تہائی پانی کے لئے اور ایک تہائی سانس کے لئے چھوڑ دو''

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

دنیا میں پیٹ خوب بھرنے والا آخرت میں سب سے زیادہ لمبی بھوک والا ہوگا۔ اے مسلمان دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔

ایک مرتبہ حضرت جحیفہ سے ارشاد فرمایا:

---

[1] قلیوبی

اے جحیفہ اپنی ڈکاریں روکو کیونکہ قیامت کے دن سب سے لمبی بھوک والا شخص وہ ہوگا جو دنیا میں سب سے زیادہ پیٹ بھر کر کھانے والا ہوگا۔

پیٹ بھرنے سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں:

ابن ابی دنیا اور امام غزالیؒ نے اس سلسلے میں مختلف جگہ جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پیٹ بھر کر کھانے سے جہاں اخروی نقصان ہے وہیں دنیا میں اخلاقی اور جسمانی نقصان بھی ہوتا ہے۔

(۱) زیادہ کھانے سے معدے میں گرانی ہوتی ہے۔ (۲) بدہضمی کا شکار ہو جاتا ہے۔ (۳) اور بدن میں شوگر بڑھتی ہے۔ (۴) اور دنیا میں موٹاپا جیسی خطرناک بیماری بھی ہو سکتی ہے۔ (۵) مرنے کے بعد بدبو بہت ہو جاتی ہے۔

اخلاق پر جو اثر پڑتا ہے وہ یہ کہ زیادہ کھانے کی لالچ بڑھتی ہے غرور بڑھتا ہے دل میں سختی پیدا ہوتی ہے بے ایمانی پیدا ہوتی۔ حرص بڑھتی ہے اور ان بیماریوں کی وجہ سے خیانت پیدا ہو جاتی ہے۔ حیا کم ہو جاتی ہے، شہوت بڑھ جاتی ہے فخر کا مادہ پیدا ہوتا ہے، گناہ کا عنصر پیدا ہوتا ہے۔ نیند بہت آتی ہے۔ جس سے غفلت پیدا ہوتی ہے۔

مقام حیرت:

اگر آپ دنیا سے بے رغبتی پیٹ بھر کر نہ کھانے کے احکامات پیٹ بھر کر کھانے کے نقصانات پڑھتے آئے ہیں قرآن کریم کی پچاس سے زائد آیات دنیا سے بے رغبت ہونے کا تقاضا کرتی ہیں۔ بے شمار احادیث، اولیاء صحابہ وغیرہ کے واقعات دنیا سے بے رغبتی کو ظاہر کرتے ہیں اس کے علاوہ بھی بے شمار آیات و احادیث ہیں جو اسی قسم کے مضامین بیان کرتی ہیں۔

عجیب بات یہ ہے کہ خود لوگ بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ دنیا فانی ہے آخرت میں دنیا دار پریشان ہوگا نیک اعمال ہی وہاں کام آئیں گے۔ لیکن اس کے باوجود حیرت اور شرم کی بات ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جتنی زیادہ اس معاملے پر تنبیہ اور تنذیر ہے اتنی

ہی زیادہ ہماری جانب سے اس معاملے میں غفلت برتی جارہی ہے اور ہم بہت زیادہ جری ہوتے جارہے ہیں دنیا میں مگن ہوئے جارہے ہیں۔ آخرت کی طرف نشاندھی کرنے والوں پر ہنسنے لگے ہیں اور انہیں بے وقوف اور دقیانوسی کہنے لگے ہیں افسوس صد افسوس۔

ذرا سوچئے! قیامت کے دن ایسے حالات سے گذر کر آنے کے بعد ہم اپنے مالک و مولیٰ اور آقا و منصف اپنے اللہ کو کیا منہ دکھائیں گے؟

حفظان صحت کے لئے پیٹ بھر کر نہ کھائیں:

دنیا بھر کے طبیب ڈاکٹر اور میڈیکل سائنس کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ صحت اگر برقرار رکھنی ہے تو پیٹ بھر کر کھانا نہ کھائیں۔

چنانچہ امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ:

صحت کی حفاظت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہ کھائے کیونکہ پیٹ بھر کر کھانا صحت کا دشمن ہے۔ جب کچھ بھوک باقی ہو تو کھانے سے ہاتھ اٹھا لینا چاہئے۔ اور اسی طرح کھانے کے دوران پانی نہ پینا چاہئے۔ مگر یہ اغلبی حکم ہے کیونکہ جس شخص میں حرارت زیادہ ہو وہ پیاس کو برداشت نہیں کرسکتا۔

بعض ماہرین طب کا کہنا تھا کہ بعض طبائع کے لئے کھانے کے دوران پانی پینا مضر ہے اور بعض کے لئے نہیں ہے۔

معالجہ کی اصل بھوک ہے:

امام غزالیؒ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:

حفظ صحت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا۔ "کھاؤ پیو مگر حد سے تجاوز نہ کرو" لکھتے ہیں کہ کھانے کو بسم اللہ سے شروع کرنا اور الحمد للہ پر ختم کرنا چاہئے، اور سیر ہو کر نہ کھائے۔ اور نہ جھوٹی بھوک لگنے سے کھانے لگ جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ آل محمد ﷺ نے کبھی پیٹ بھر گیہوں کی روٹی نہیں کھائی۔

معالجہ کا اصل اصول بھوک اور پرہیز ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بھوک صدیقین کا طعام ہے۔

کھانے کا بہترین طریقہ اور نظام:

امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ کھانے کا بہترین طریقہ و نظام یہ ہے کہ دو دنوں میں تین مرتبہ کھایا جائے یعنی پہلے دن دو پہر کے وقت اور دوسرے دن صبح کے وقت اور اسی دن عشاء کے بعد''

گویا امام صاحب یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ ایک وقت چھوڑ کر دوسرے وقت کھانا کھایا جائے۔ غالباً امام صاحبؒ کی دلیل نبی کریم ﷺ کا وہ معمول ہے جو گو کہ اکثر نہ ہوتا تھا لیکن رہا ہے۔ جو ہم نے ابھی فضائل صدقات کے حوالے سے کچھ پہلے ذکر کیا ہے: ملاحظہ ہو۔

''نبی کریم ﷺ اگر دن کو کھالیتے تو رات کو نہ کھاتے اور رات کو کھالیتے تو صبح کو نہ کھاتے تھے یعنی ایک وقت چھوڑ کر ایک وقت کھاتے تھے''

امام صاحبؒ لکھتے ہیں۔ اور اسی ترتیب سے ہمیشہ کھاتے جاؤ۔[1]

پیٹ بھرا ہو تو ایک لقمہ بھی نہیں کھانا چاہیے:

امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ:

کھانے پر کھانا کھانا (یعنی جب پہلے کھا چکا ہو دوبارہ اسی وقت کھانا) نقصان دیتا ہے۔ صحت کی حفاظت کرنے والے کو کھانا ایک مرتبہ ہی میں کھالینا چاہیے۔[2]

اسی طرح علامہ ابن ابی الدنیاؒ نے بھی اپنی کتاب میں اس پر کئی اقوال نقل کیے ہیں۔ اور ان میں یہ مثال بھی دی گئی ہے کہ:

پیٹ بھرا ہونے کے باوجود کھانا کھانا بہت نقصان دیتا ہے اگرچہ ایک لقمہ ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ چادر رنگتے وقت ایک جگہ بھی دھبہ ہلکا یا تیز پڑ جائے تو وہ چادر (رنگ کے اعتبار سے) کام کی نہیں رہتی۔

---

[1] طب روحانی و جسمانی ص ۱۱۰ [2] ایضاً ص ۱۱۱

روزے رکھنا صحت افزا عمل ہے:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''روزے رکھا کر و صحت مند ہو جاؤ گے''

ظاہر ہے کہ کم کھانا، بھوکے رہنا پیاس برداشت کرنا، جان بوجھ کر بغیر عمل اور بغیر روزے کے نہیں ہوگا اس لئے جہاں بھوک پیاس برداشت کرنے کا ذکر آیا ہے اس کے تین محمل ہیں۔

(۱) اللہ کے راستے میں سفر کے دوران بھوک پیاس کی مشقتیں برداشت کرنا۔

(۲) جنگلوں صحراؤں میں عبادت کے لئے اور تنہائی میں نکلنے کے دوران برداشت کرنا۔

(۳) روزے کی حالت میں بھوک پیاس برداشت کرنا۔

روزے رکھنا صرف رمضان المبارک میں نہیں بلکہ مہینہ میں تین روزے رکھنا سنت ہے خاص مواقع پر خصوصاً شعبان اور عرفے کے روزے، نو دس یا دس گیارہ محرم کے (دو دنوں کے) روزے وغیرہ۔

نبی کریمؐ نے بھوکے رہنے کو ترجیح کیوں دی؟:

کم کھانا رب تعالیٰ کی نظر میں پسندیدہ عمل ہے اس میں دین و دنیا کے فوائد موجود ہیں بشرطیکہ کمزوری، یا ریاکاری میں نہ پڑ جائے اس لئے ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی ان کی معیشت اور معاشرت کو اور ان کے فقر و فاقہ کو ذہن میں رکھے اور دل سے اس کو پسند رکھے کہ اصل چیز وہی ہے۔ اور رسول اکرم ﷺ کا جو اختیار کردہ طرز عمل تھا وہ ناداری اور مجبوری سے نہیں تھا۔ اس وجہ سے نہیں تھا کہ میسر نہیں آ سکتا تھا بلکہ آپؐ نے خوشی اور رغبت سے اختیار فرمایا تھا۔

چنانچہ ملاحظہ ہو:

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اکرم ﷺ کی شدت بھوک دیکھی تو بے قرار ہو گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ اللہ تعالیٰ سے روزی کی وسعت کیوں نہیں مانگ لیتے؟ حضرت عائشہ یہ عرض کر کے رسول اکرم ﷺ کی بھوک دیکھ کر رو پڑیں۔

چنانچہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

اے عائشہ! اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں اپنے رب سے یہ مانگوں کہ سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کریں تو اللہ تعالیٰ ان کو بھی میرے ساتھ چلا دیں لیکن میں نے دنیا میں بھوکا رہنے کو پیٹ بھرنے پر ترجیح دے رکھی ہے۔ دنیا کے فقر کو اس کی ثروت پر ترجیح دی ہے۔ میں نے دنیا کے غم کو اس کی خوشی پر ترجیح دی ہے۔

پھر فرمایا:

اے عائشہ یہ "دنیا" محمد (ﷺ) اور اس کی آل کے لئے مناسب اور لائق نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اولوالعزم رسولوں کے لئے یہی بات پسند کی ہے کہ وہ دنیا کی تکالیف پر صبر کریں اور دنیا کی راحتوں سے بچے رہیں اور جو چیز ان کے لئے پسند فرمائی تھی اسی کا مجھے حکم دیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔

"فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ" (الاحقاف ع ۴ آیت)

"اے محمد صبر کیجئے جس طرح اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا"

(لہٰذا اے عائشہ) میرے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے خدا کی قسم جہاں تک میری طاقت ہے میں ایسا ہی صبر کروں گا جیسا کہ انہوں نے کیا اور طاقت تو اللہ تعالیٰ کے دینے سے آتی ہے۔[1]

حضرت عمرؓ کا بھوک کو ترجیح دینا کیوں تھا؟

ایک روایت آگے آپ ابن ابی الدنیاؒ کی کتاب میں تفصیل سے پڑھیں گے۔ اس کا اور دوسری روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ وہ ہمیشہ خشک کھاتے تھے اور موٹا کپڑا پہنتے تھے ٹاٹ پر سوتے اور سر کے نیچے عموماً کچھ نہیں رکھتے تھے جب کبھی جنگل میں یا شہر سے باہر چٹیل زمین پر سونے کا موقع ملتا تو زمین کے نیچے کچی اینٹ وغیرہ رکھ لیتے تھے۔ اتنی سخت زندگی سے ان کے اہل بیت اور مقرب لوگ ان پر بڑا رحم کھاتے اور ان سے عرض کرنے کی

[1] فضائل صدقات ص ۵۷۴

ہمت بھی نہ پڑتی چنانچہ انہوں نے حضرت حفصہ سے جو کہ ام المومنین ہیں عرض کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سمجھانے بجھانے پر راضی کیا تو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے عرض کیا کہ:

اب تو مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دے دی ہے آپ کچھ اچھا کھالیا کریں اور قاصدین کے سامنے ذرا باریک لباس پہن لیا کریں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بڑے ہی دھیمے انداز سے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رسول اکرم ﷺ کی زندگی اور ان کے کھانے، پہننے اور بچھونے کی مثالیں دیکر خاموش کر دیا اور پھر رسول کریم ﷺ کی زندگی یاد دلا کر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی رلا دیا اور خود بھی اتنے روئے کہ چیخیں نکلنے لگیں اور گھر والوں کو اندیشہ ہوا کہ کہیں غم سے ان کی جان نہ نکل جائے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو مخاطب ہو کر فرمایا:

میرے دو رفیق تھے (جناب رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وہ دونوں ایک ہی راستہ پر چلے اگر میں ان کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کروں تو میرے ساتھ وہ معاملہ نہیں کیا جائے گا جو ان کے ساتھ کیا گیا۔ خدا کی قسم میں ان کی دنیاوی سخت زندگی کی طرح چلنے پر خود کو مجبور کروں گا تاکہ آخرت میں ان کی شاداب زندگی کو پاسکوں[1]

حضرت علیؓ کا بھوک کو ترجیح دینا:

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوکھے ٹکڑوں کے خوگر تھے۔ آپ نے ہمیشہ سوکھے ٹکڑوں کے لقموں سے بھوک کو شکست فاش دی۔

ایک دن ٹھیک دوپہر میں عکبرا شہر کا عامل آپ سے ملنے آیا دروازے پر پہنچا تو کوئی دربان نظر نہ آیا جو اس کو داخل ہونے سے روکتا چنانچہ وہ اجازت لیکر اندر داخل ہو گیا۔ دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکڑوں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے سامنے ایک پیالہ اور پانی سے بھرا ایک برتن ہے پھر آپ ایک چھوٹی سی تھیلی لیکر آئے۔ تھیلی دیکھ کر گورنر نے سوچا کہ یقیناً حضرت امیر المومنین مجھے کچھ انعام دے رہے ہیں اور اس تھیلی میں جوہر ہے لیکن جب تھیلی

[1] احیاء علوم الدین بحوالہ فضائل صدقات (ص ۵۷۵ تا ص ۵۷۶)

کھولی تو اس میں سوکھی روٹی کے ٹکڑے تھے جو آپ نے برتن میں ڈال دیئے اور تھوڑا سا پانی ڈال دیا اور اس شخص سے فرمایا کہ آؤ میرے ساتھ کھانا کھالو۔

عامل نے بڑی حیرت سے یہ منظر دیکھا اور کہا یا امیر المومنین آپ عراق میں ہونے کے باوجود یہ کچھ کھا رہے ہیں۔ حالانکہ عراق میں تو بہت کچھ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے خشوع سے جواب دیا کہ:

"لیکن اللہ کی قسم یہ روٹی میرے پاس مدینے سے آتی ہے اور مجھے ناپسند ہے کہ اپنے پیٹ میں پاک چیز کے سوا کچھ داخل کروں"[1]

بھوک کی حالت میں مزدوری:

مدینہ منورہ میں ایک دن بھوک کے مارے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سردی میں باہر نکلے بال کی صاف کی ہوئی کھال پہنی ہوئی تھی جسے سوراخ کر کے گلے میں ڈال لیا اور کھجور کے پتے سے آگے ٹانکا لگا لیا تھا، فرمایا کہ سخت بھوک لگ رہی تھی[2]

رسول اللہ کے گھر میں بھی کچھ نہیں تھا لہٰذا میں نے تلاش شروع کی اور ایک یہودی کے باغ میں جھانکا یہودی نے دیکھا تو کہا او بدو مزدوری کرو گے؟ میں نے کہا ہاں۔ لہٰذا ایک ڈول کے بدلے ایک کھجور ملتی گئی اور پھر جب میری مٹھی بھر گئی تو میں نے ڈول چھوڑ دیا اور کہا بس یہ کھجوریں میرے لئے کافی ہیں لہٰذا میں نے وہ کھجوریں کھا کر پانی پی لیا۔

دیکھئے کہ سخت بھوک میں چند کھجوروں پر گذارا کیا اور بھوک سے زائد کھجوریں کمانے سے بھی گریز کیا۔ اسی کا نام تو قناعت ہے۔

کانٹے دار پھلوں پر گذارا:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک غزوے میں تھے اور ہمارے پاس کھانے کے لئے کھجور اور حبلہ کے سوا کچھ نہیں تھا[3] (حبلہ ایک کانٹے دار پھل ہوتا ہے)

---

[1] سو بڑے زاہدین ص ۱۱۴ [2] عدۃ العابرین اردو ص ۲۷۰

[3] عدۃ الصابرین اردو ص ۲۷۱

فقر و فاقہ مالداری سے بہتر ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو اس بات کی گواہی دی کہ ان کے فقر و فاقے کا دن ان کے لئے مالداری اور دنیا کی ریل پیل کے ایام سے بہتر تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے اہل صفہ سے دریافت کیا کہ کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہم خیریت سے ہیں تو آپ نے فرمایا:

تم آج بہتر ہو یا اس دن بہتر ہو گے جب تم میں سے کوئی صبح کو ایک قسم کا کھانا کھائے گا شام کو دوسری قسم کا۔ اور صبح کو ایک لباس پہنے گا اور شام کو دوسرا اور کعبہ کے پردوں کی طرح گھروں میں چھپے رہا کرو گے؟ تو اہل صفہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اس دن بہتر ہوں گے کہ ہمارا رب ہمیں عطا کرے اور ہم شکر کریں۔ تو آپ نے فرمایا: "نہیں! بلکہ تم آج کے دن (فقر و فاقہ کی حالت میں) بہتر ہو"[1]

ضرورت سے زائد کھانا چھوڑنا سب سے بڑا نیک عمل ہے:

حضرت سہل بن عبداللہ تستری فرمایا کرتے تھے کہ:

"ضرورت سے زائد کھانا چھوڑ دینے کے برابر کوئی نیک عمل نہیں" سہل خود بھی بھوکے رہنے کی بہت ترغیب دیا کرتے تھے اور فرماتے کہ اس میں رسول اکرم ﷺ کی اتباع بھی ہے[2]

حکمت وعلم بھوک سے اور جہل و گناہ پیٹ بھرنے سے ہیں:

حضرت سہل تستری فرمایا کرتے تھے کہ:

حکمت اور علم بھوکا رہنے میں ہے اور جہل اور گناہ پیٹ بھر کر کھانے میں مرکوز ہے۔

ابدال بغیر بھوکے رہنے چپ رہنے اور قیام اللیل کے نہیں ہوتا:

حضرت سہل فرمایا کرتے تھے کہ:

کوئی شخص اس وقت تک ابدال میں سے نہیں ہوسکتا جب تک بھوکا رہنے چپ رہنے

---

[1] ایضاً ص ۲۷۱ [2] فضائل صدقات ص ۵۶۳

اور راتوں کو جاگنے کا عادی نہ ہو اور جب تک تنہائی کو پسند نہ کرتا ہو۔

وسوسوں کی بیماری کا علاج بھوک ہے:

حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

''جو شخص بھوکا رہتا ہے اسے وسوسے کم آیا کرتے ہیں''۔[1]

اولیاء کی صفائے قلب اور ترقی بھوک سے ہے:

حضرت عبدالواحد بن زید قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کی صفائی اس کے بھوکا رہنے کے بغیر نہیں کرتے۔ اسی بھوک کی وجہ سے بزرگ پانی پر چلا کرتے ہیں اور اسی کی وجہ سے ان کو ''طی الارض'' حاصل ہوتا ہے۔[2]

(''طی الارض'' بزرگوں کی ایک خاص رفتار کا نام ہے جس کی وجہ سے وہ چند قدم میں ہزاروں میل طے کر لیتے تھے)   (از حضرت شیخ الحدیثؒ)

عبادت کا آلہ بھوک ہے:

حضرت شقیق بلخیؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

عبادت ایک پیشہ ہے جس کی دکان تنہائی ہے اور اس کا آلہ (جس سے وہ کام کیا جائے) بھوکا رہنا ہے۔[3]

پیٹ بھر کر کھانے سے احتیاط رکھو، حضرت عمرؓ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ پیٹ بھر کر کھانے سے احتیاط رکھو کیونکہ یہ زندگی میں بھاری پن کا سبب اور مرنے کے وقت گندگی اور عفونت ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

بھوکے رہنے یعنی کم کھانے کے فوائد:

فضائل صدقات میں حضرت شیخ الحدیثؒ نے بھوک اور کم کھانے پر کلام کرتے ہوئے بھوک کے فوائد بھی تحریر فرمائے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں:

---

۱ فضائل صدقات ص ۵۶۳   ۲ فضائل صدقات ص ۵۶۳ بحوالہ احیاء علوم الدین

۳ فضائل صدقات ص ۵۶۲

امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ بھوکے رہنے میں دس فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) پہلا فائدہ:

دل کی صفائی اس سے حاصل ہوتی ہے طبیعت تیز ہوتی ہے بصیرت بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے کہ پیٹ بھر کر کھانے سے طبیعت میں بلاوت آتی ہے اور دل کا نور جاتا رہتا ہے۔ معدے کے بخارات دماغ کو گھیر لیتے ہیں جس کا اثر دل پر پڑتا ہے کہ وہ فکر میں دوڑنے سے عاجز ہو جاتا ہے بلکہ کم عمر بچہ اگر زیادہ کھانے لگے تو اس کا حافظہ بھی خراب ہوتا ہے ذہن بھی گندا ہو جاتا ہے۔ ابوسلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں کہ بھوکا رہنے کی عادت پیدا کرو یہ نفس کو مطیع کرتا ہے۔ دل کو نرم کرتا ہے اور آسمانی علوم اس سے حاصل ہوتے ہیں۔

حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے جس دن بھوکا رہا میں نے اپنے اندر عبرت اور حکمت کا ایک دروازہ کھلا ہوا پایا۔ اسی وجہ سے حضرت لقمانؑ کی اپنے بیٹے کو نصیحت ہے کہ بیٹا جب معدہ بھر جاتا ہے تو فکر سو جاتا ہے اور حکمت گونگی ہو جاتی ہے اور اعضاء عبادت سے سست پڑ جاتے ہیں ابو یزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ بھوک ایک ابر ہے جب آدمی بھوکا ہو جاتا ہے۔ تو وہ ابر دل پر حکمت کی بارش کرتا ہے۔

(۲) دوسرا فائدہ:

دل کا نرم ہونا ہے جس سے ذکر وغیرہ کا اثر دل پر ہوتا ہے بسا اوقات آدمی بڑی توجہ سے ذکر کرتا ہے لیکن دل اس سے لذت حاصل نہیں کرتا اور نہ اس سے متاثر ہوتا ہے۔ اور جس وقت دل نرم ہوتا ہے تو ذکر میں بھی لذت آتی ہے۔ دعا اور مناجات میں بھی مزہ آتا ہے۔

ابوسلیمان درانی کہتے ہیں کہ مجھے سب سے زیادہ عبادت میں جب مزہ آتا ہے جب میرا پیٹ بھوک کی وجہ سے کمر کو لگ جائے۔

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ آدمی حق تعالیٰ شانہ کے اور اپنے سینے کے درمیان ایک جھولی کھانے کی کر لیتا ہے پھر یہ بھی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مناجات کی حلاوت بھی نصیب ہو۔

پیٹ بھرنے کو فقیر کی جھولی بھرنے سے تشبیہ دی ہے۔

(۳) تیسرا فائدہ:

یہ ہے کہ آدمی میں عاجزی مسکنت پیدا ہوتی ہے اور اکڑ مکڑ جاتی رہتی ہے جو سرکشی اور اللہ تعالیٰ شانہ سے غفلت کا سرچشمہ ہے۔ نفس کسی چیز سے بھی اتنا زیر نہیں ہوتا جتنا بھوکا رہنے سے ہوتا ہے۔ اور آدمی جب تک اپنے نفس کی ذلت اور عاجزی نہیں دیکھتا اس وقت تک اپنے مولیٰ کی عزت اور اس کا غلبہ نہیں دیکھ سکتا آدمی کو چاہیے کہ کثرت سے بھوکا رہے تاکہ ذوق سے اپنے مولیٰ کی طرف متوجہ رہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حق تعالیٰ شانہ نے حضور ﷺ پر یہ پیش فرمایا کہ مکہ مکرمہ کی ساری زمین سونے کی کردی جائے تو حضور ﷺ نے عرض کیا یا اللہ یہ نہیں بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن کھاؤں تاکہ جس دن بھوکا رہوں تو صبر کروں اور تیری طرف عاجزی کروں تجھ سے مانگوں اور جس دن کھاؤں اس دن تیرا شکر ادا کروں۔

(۴) چوتھا فائدہ:

یہ ہے کہ اہل مصیبت اور فاقہ زدوں سے غفلت پیدا نہیں ہوتی پیٹ بھرے آدمی کو بالکل اندازہ نہیں ہوتا کہ بھوکوں اور محتاجوں پر کیا گذر رہی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام سے کسی نے عرض کیا کہ زمین کے خزانے تو آپ کے قبضہ میں ہیں پھر بھی آپ بھوکے رہتے ہیں۔ فرمایا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ خود پیٹ بھر لینے سے کہیں بھوکوں کو نہ بھول جاؤں اور بھوکے پیاسے رہنے سے قیامت کے دن کی بھوک اور پیاس کی یاد بھی تازہ ہوتی ہے اللہ تعالیٰ شانہ کے عذاب کا خوف بھی پیدا ہوتا ہے یہ بھی یاد آجاتا ہے کہ بھوک اور پیاس کی شدت میں جہنم میں کھانا کیا ملے گا وہ جو حلق میں اٹک جائے اور پینے کو کیا ملے گا جہنمیوں کے زخموں کا لہو اور پیپ۔

(۵) پانچواں فائدہ:

جو اصل اور اہم ہے گناہوں سے بچنا ہے۔ کہ پیٹ بھرنا ہی ساری شہوتوں کی جڑ ہے

اور بھوکا رہنا ہر قسم کی شہوت کو توڑتا ہے اور آدمی کے لئے بڑی سعادت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس پر قابو رکھے اور بڑی بدبختی یہ ہے کہ اس کا نفس اس پر قابو پا جائے اور جیسا کہ سرکش ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نفس کا بھی حال ہے ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ آپ بڑھاپے میں بھی اپنے بدن کی خبر گیری نہیں کرتے کچھ طاقت اور قوت کی چیزیں کھانے کی ضرورت ہے وہ فرمانے لگے کہ یہ نفس نشاط کی طرف بڑی تیزی سے چلنے والا ہے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں مجھے کسی گناہ کی مصیبت میں نہ پھانس دے۔ اس لئے میں اس کو مشقت میں ڈالے رکھوں یہ مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ وہ مجھے کسی گناہ کی ہلاکت میں ڈال دے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سب سے پہلی بدعت جو حضور اقدس ﷺ کے بعد پیدا ہوئی وہ پیٹ بھر کر کھانے کی ہے۔ جب آدمیوں کے پیٹ بھر جاتے ہیں تو ان کے نفوس دنیا کی طرف جھکنے لگتے ہیں اور یہ فائدہ جو ذکر کیا جا رہا ہے ایک ہی فائدہ نہیں بلکہ فوائد کا خزانہ ہے اور اس میں کم سے کم جو فائدہ ہے وہ شرمگاہ کی شہوت اور فضول بات کی خواہش کا چھوڑنا ہے۔ اس لئے کہ بھوکے آدمی کا دل فضول باتیں کرنے کو نہیں چاہا کرتا۔ اور اسی ایک بات کی وجہ سے آدمی غیبت سے، جھوٹ سے فحش بات کرنے سے چغلی وغیرہ بہت سی چیزوں سے آدمی محفوظ رہتا ہے اور پیٹ بھرنے پر آدمی کا دل تفریحی باتوں کو چاہا کرتا ہے اور عام طور پر سے، ہم لوگوں کی تفریحیں آدمیوں کی آبروؤں سے ہی ہوتی ہیں۔ اور حضور ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ زبان کی کھیتیاں ہی آدمی کو اکثر جہنم میں ڈال دیتی ہیں۔ اور شرمگاہ کی شہوت کی ہلاکت تو کسی سے بھی مخفی نہیں ہے۔ اور آدمی کا جب پیٹ بھرا ہوتا ہے تو پھر شرمگاہ پر قدرت دشوار ہو جاتی ہے۔ اور اگر اللہ کے خوف سے آدمی اس پر قدرت پا بھی لے تب بھی آنکھ کا گناہ ناجائز طریقہ سے کسی عورت یا مرد کو دیکھنا تو ہو ہی جاتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ آنکھ بھی زنا کرتی ہے جیسا کہ شرمگاہ زنا کرتی ہے اور اگر آدمی آنکھ بند کر کے اس پر بھی قدرت پالے تب بھی جس کو دیکھا جا چکا ہے اس کا خیال تو دل میں آتا ہی رہے گا اور شہوت کے خیالات حق تعالیٰ شانہ سے مناجات کی لذت کو کھو دیتے ہیں اور بسا اوقات یہ فاسد خیالات نماز میں بھی آجاتے ہیں زبان اور شرمگاہ مثال کے طور پر ذکر کر دیئے۔

ورنہ ساتوں اعضا کے سارے گناہ اسی قوت سے پیدا ہوتے ہیں۔ جو پیٹ بھرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

(۶) چھٹا فائدہ:

چھٹا فائدہ یہ ہے کہ کم کھانے سے نیند کم آتی ہے کثرت سے جاگنے کی دولت نصیب ہوتی ہے اس لئے کہ پیٹ بھر کر کھانے سے پیاس خوب لگتی ہے اور پانی پینے سے نیند خوب آتی ہے مشائخ کا مقولہ ہے کہ زیادہ نہ کھاؤ ورنہ زیادہ پانی پیو گے پھر زیادہ سوؤ گے جس کی وجہ سے زیادہ خسارہ میں رہو گے۔

کہتے ہیں کہ ستر حکیموں کا اس پر اتفاق ہے کہ زیادہ پانی پینے سے زیادہ نیند آتی ہے اور زیادہ سونے میں عمر کا بہت بڑا حصہ ضائع ہو جاتا ہے اور تہجد کا فوت ہو جانا علیحدہ رہا۔ نیز زیادہ سونے سے طبیعت کی بلادت اور دل کی قساوت بھی پیدا ہوتی ہے۔ اور بیوی پاس نہ ہو تو احتلام کا سبب بھی ہوتا ہے۔ پھر غسل کے اسباب مہیا نہ ہونے میں اکثر تہجد بھی فوت ہو جاتا ہے۔

(۷) ساتواں فائدہ:

عبادت پر سہولت سے قادر ہونا ہے کہ پیٹ بھر کر کھانے سے اکثر کاہلی پیدا ہوتی ہے جو عبادت سے مانع ہوتی ہے اور خود کھانے ہی میں بہت سا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس کو تیار بھی کرنا پڑے تو اور بھی زیادہ اضاعت وقت ہے۔ پھر کھانے کے بعد ہاتھ دھونا، خلال کرنا پھر بار بار اٹھ کر پانی پینا ان سب اوقات کا حساب لگایا جائے تو کتنا وقت ہوا اگر یہ سارا وقت اللہ کی یاد میں اور دوسری عبادتوں میں خرچ ہوتا تو کتنا نفع کماتا۔

حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے علی جرجانیؒ کے ساتھ ستو دیکھا جس کو وہ پھانک رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ ستو کی عادت کیسے پڑ گئی۔ فرمانے لگے کہ میں نے جو حساب لگایا تو لقمہ منہ میں رکھنے سے اس کے نگلنے تک ستر مرتبہ سبحان اللہ کہنے کا وقت ملتا ہے اس وجہ سے میں نے چالیس سال سے روٹی نہیں کھائی کہ اس کے چبانے میں بہت دیر لگتی

ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ آدمی کا ہر سانس بہت بڑا قیمتی جوہر ہے جس کو آخرت کے خزانہ میں محفوظ کرنے کی سخت ضرورت ہے تا کہ وہ کبھی ضائع نہ ہو۔ اور اس کی صورت صرف یہی ہے کہ اس سانس کو اللہ کے ذکر یا کسی اور عبادت میں صرف کر دے۔ اس کے علاوہ کھانا زیادہ کھانے سے وضو کم ٹھہرتا ہے۔ استنجے کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔ اور ان امور کی وجہ سے علاوہ اس کے کہ ان میں وقت ضائع ہوتا ہے مسجد میں زیادہ اوقات نہیں گذار سکتا کہ بار بار ان ضروریات کی وجہ سے نکلنا پڑے گا اس کے علاوہ روزہ بھی اس کو بہت سہل ہوتا ہے جو بھوکا رہنے کا عادی ہو جائے غرض روزہ، اعتکاف اور کثرت سے باوضو رہنا اور کھانے پینے کے اوقات کو عبادت میں خرچ کرنا اتنے کثیر فائدے ہیں جن کا شمار نہیں ہے اس کی قدر وہ غافل لوگ کیا جانیں جن کو دین کی قدر ہی نہیں ہے۔ وہ دنیا کی چند روزہ زندگی پہ راضی ہو کر مطمئن ہو گئے پس دنیا ہی کے حالات کو جانتے ہیں ان کو آخرت کی خبر ہی نہیں کیا چیز ہے۔

(۸) آٹھواں فائدہ:

کم کھانے میں بدن کی صحت ہے کہ بہت سے امراض زیادہ کھانے ہی سے پیدا ہوتے ہیں کہ اس کی وجہ سے معدہ میں اور رگوں میں اخلاط روید جمع ہو جاتے ہیں۔ جن سے طرح طرح کے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اور امراض قطع نظر اس کے کہ صحت کے منافی ہیں عبادات سے بھی مانع ہوتے ہیں۔ دل کو تشویش میں ڈالتے ہیں ذکر وفکر سے مانع ہونے کے علاوہ دوا پرہیز حکیم ڈاکٹر فصد کھولنے والا جونکیں لگانے والا غرض ایک لمبا چوڑا جھگڑا آدمی کے ساتھ کھڑا ہو جاتا ہے پھر ان سب چیزوں میں مشقت علیحدہ ہے۔ خرچ علیحدہ ہے اور بھوکے رہنے میں ان سب آفات سے امن ہے۔ کہتے ہیں ہارون رشید نے ایک مرتبہ چار ماہر حکیموں کو جمع کیا ایک ہندی ماہر دوسرا رومی (انگریزی) تیسرا عراقی، چوتھا سوادی (سواد کا رہنے والا) اور چاروں سے دریافت کیا کوئی ایسی دوا بتاؤ جو کسی چیز کو نقصان نہ کرتی ہو ہلیلج اسود (ہلیلہ سیاہ) ہے۔ عراقی نے کہا میرے خیال میں حب الرشاد الابیض (جس کو فارسی میں تخم سپندان اور ہندی میں ہالون کہتے ہیں رومی نے کہا میرے نزدیک گرم پانی ہے۔ یعنی حرہ کسی چیز کو مضر نہیں ہے۔ سوادی نے کہا کہ یہ سب غلط ہے ہلیلہ معدہ کو روندتا

ہے۔ (پاؤں سے کسی چیز کو مسلنا) اور یہ بیماری ہے (اس کے علاوہ جگر کے لیے بھی مضر ہے) (ذکریا) اور حب الرشاد معدہ میں پھسلن پیدا کرتا ہے اور گرم پانی معدہ کو ڈھیلا کرتا ہے۔ ان سب طبیبوں نے کہا پھر تم بتاؤ ایسی کیا دوا ہے جو کسی کو نقصان نہیں کرتی سوادی نے کہا کہ کھانا اس وقت تک نہ کھایا جائے جب تک خوب رغبت پیدا نہ ہو اور ایسی حالت میں ختم کیا جائے کہ زیادہ کی رغبت باقی ہو بقیہ تینوں طبیبوں نے اس کی رائے سے اتفاق کیا۔

ایک فلسفی حکیم کے سامنے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا کہ تہائی پیٹ کھانے کے لئے تہائی پانی کے لئے اور تہائی سانس لینے کے لئے اس نے سن کر بڑا ہی تعجب کیا۔ اور کہا کہ کھانے کم کھانے میں اس سے بہتر اور مضبوط بات میں نے آج تک نہیں سنی بیشک یہ حکیم کا کلام ہے۔

(۹) نواں فائدہ:

اخراجات کی کمی ہے۔ جو شخص کم کھانے کا عادی ہوگا اس کا خرچ بھی کم ہوگا اور زیادہ کھانے میں اخراجات بھی بڑھیں گے۔ جن کے حاصل کرنے کے لئے یا تو ناجائز طریقے اختیار کرنے پر مجبور ہوگا۔ یا لوگوں سے مانگنے کی ذلت اختیار کرے گا۔ (حضرت سہل تستری کا حال قریب ہی گذر چکا ہے۔ کہ ان کے کھانے کی میزان سال بھر کی ۱.۳ (1.3) ہوتی ہے۔

ایک حکیم کا قول ہے کہ جب مجھے اپنی کسی ضرورت کے پورا کرنے کے لئے کسی سے قرض کی ضرورت ہوتی ہے تو میں اپنے نفس ہی سے قرض مانگ لیتا ہوں اس کو سمجھا دیتا ہوں کہ اس کو پھر کسی وقت ادا کروں گا یعنی تیری خواہش اس وقت میرے ذمہ قرض ہے اس کو کسی دوسرے وقت پوری کردوں گا۔

ایک اور حکیم کا قول ہے کہ میں اپنی اکثر ضرورتیں ترک کر دینے سے پوری کرتا ہوں جس سے مجھے بڑی یکسوئی اور راحت رہتی ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ جب کسی چیز کا نرخ معلوم کرتے کہ وہ بہت گراں ہے تو اپنے دوستوں سے فرماتے کہ اس کو چھوڑ کر ارزاں کردو (جس چیز کا خریدنا آدمی چھوڑ دے اپنی طرف سے تو وہ ''ٹکہ سیر'' ہو ہی گئی اپنی بلا سے جتنے میں چاہے بکے) آدمی کی ہلاکت کا بڑا

سبب دنیا کی حرص ہے اور یہ حرص پیٹ اور شرمگاہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور شرمگاہ کی قوت بھی پیٹ کی قوت سے ہوتی ہے اور کھانا کم کھانے میں ان سب آفتوں سے امن ہے۔ حق تعالیٰ شانہ جس کو بھی نصیب فرما دے۔

(۱۰) دسواں فائدہ:

ایثار، ہمدردی اور صدقات کی کثرت کا سبب ہے کم کھانے کی وجہ سے جتنا کھانا بچے گا وہ یتامی، مساکین، غربا پر صدقہ ہو کر قیامت میں اس کے لئے سایہ بنے گا کہ حضور ﷺ کا پاک ارشاد پہلے گذر چکا ہے کہ آدمی قیامت کے دن اپنے صدقے کے سایہ کے نیچے ہوگا۔ اور جتنا زیادہ کھائے گا وہ پاخانہ بن کر توڑی پر جمع ہوتا رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے خزانہ میں جو جمع ہو گیا وہ ہمیشہ ہمیشہ کام آتا رہے گا اور جو پاخانہ ہو گیا وہ ضائع گیا اسی لئے حضور ﷺ کا ارشاد ہے جو پہلے بھی گذر چکا کہ آدمی کہتا ہے میرا مال میرا مال اس کے لئے اس کے مال میں سے بجز تین چیز کے کچھ نہیں ہے۔ ایک وہ جو صدقہ کر دیا اور ہمیشہ کے لئے اس کو محفوظ کر لیا دوسرا وہ جو کھا لیا اور کھا کر ختم کر دیا تیسرا وہ جو پہن کر پرانا کر دیا۔ اس کے علاوہ جو ہے وہ دوسروں کا مال ہے وارثوں کا حصہ ہے اس کا اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔

یہ دس فوائد کم کھانے کے نہایت اختصار سے لکھے گئے ہیں ورنہ ان میں سے ہر ایک فائدہ اپنے اندر بے شمار فائدے رکھتا ہے[۱]

---

[۱] احیاء علوم الدین امام غزالی بحوالہ فضائل صدقات ص ۵۶۳ تا ص ۵۷۰

بزرگوں اور اولیاء کرام جیسا مجاہدہ ہر ایک کا بس نہیں:

حضرت شیخ لکھتے ہیں کہ یہ بات قابل لحاظ ہے جو پہلے بھی متعدد بار لکھی جا چکی ہے کہ ان فضائل کے حق ہونے میں تردد نہیں۔ یقیناً یہ وہ کمالات ہیں کہ جس خوش نصیب کو اللہ تعالیٰ اپنے لطف سے عطا فرما دے اس کے لئے دین اور دنیا دونوں کی راحت ہے اور آخرت کے لئے بے شمار درجات اور ترقی کا زینہ یہی چیزیں ہیں۔

لیکن۔ اپنے تحمل اور برداشت کی رعایت کرنا بہت ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ کوا چلا ہنس کی چال اپنی چال بھی بھول گیا۔ زیادہ کے شوق میں تھوڑے سے بھی جاتا رہا۔ اس لئے ان سب چیزوں کی طرف سے دل کو رغبت دیتے رہنے کے ساتھ ان چیزوں کے اس طرز زندگی کے اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کے ساتھ ان امور کو نہایت وقعت سے دیکھنے کے ساتھ عمل اتنا ہی کرنا چاہئے جتنا اپنے اندر تحمل ہو۔ بیمار آدمی طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھائے گا تو جلدی مرے گا۔ ہم لوگ نفس کی بیماریوں کے بیمار ہیں اعضاء اور قوی کے ضعف کے مارے ہوئے ہیں اس لئے صحت کی تمنا کوشش سعی اور رغبت کے ساتھ ایسی کوئی چیز عملی طور سے اختیار نہ کرنی چاہئے جو اس حالت سے بھی گرا دے جس پر ہم اب موجود ہیں۔

کم کھانے کی عادت ڈالنے کے طریقے:

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ کم کھانے کی عادت آہستہ آہستہ پیدا کرنی چاہیے جو شخص زیادہ کھانے کا عادی ہو وہ اچانک کم کر دے گا تو اس سے برداشت نہ ہو سکے گا کمزوری بھی ہو جائے گی اور مشقت بھی بڑھ جائے گی۔ اس لئے بہت آہستگی اور سہولت کے ساتھ اس کو اختیار کرنا چاہئے۔

مثلاً اگر کوئی دو نان کھاتا ہو تو اس کو ایک نان کا اٹھائیسواں حصہ روز کم کرنا چاہئے اس سے مہینہ بھر میں خوراک آدھی رہ جائے گی۔ اور اگر اس کا تحمل بھی دشوار ہو تو چالیسواں حصہ کم کرنا چاہئے۔

جتنا کچھ ہم نے تحریر کیا ہے اس سے کچھ اور طریقے بھی معلوم ہوتے ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ کھانا صرف وقت پر ہی کھایا جائے جب تک بھوک اچھی طرح لگ نہ جائے اس وقت تک نہ کھائے۔

(۲) وقت بے وقت کھانے اور بار بار کھانے سے احتیاط کرے یہ نہ ہو کہ ہر وقت کھانے میں منہ ہی چلتا رہے۔

(۳) مرغن کھانوں سے احتراز کرے کھانے میں سادگی کو اختیار کرے۔

(۴) جب بھی کھانا کھائے کچھ نہ کچھ بھوک ضرور چھوڑ دے جیسا کہ پہلے طریقے میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

(۵) روٹی کے ساتھ سالن کی طلب چھوڑ دے اور جو مل جائے شکر ادا کرے کبھی نمک کے ساتھ کبھی سرکے کے ساتھ، کبھی چٹنی کے ساتھ اور کبھی پانی کے ساتھ اور کبھی آلو دال وغیرہ آٹے میں ڈال کر روٹیاں بنائی جاتی ہیں وہ کھالے۔ اس سے سالن کی طلب کم ہو جائے گی۔

(۶) روزے رکھے اور سحر و افطار بھی ہلکی کرے ایسا نہ کرے جیسا رمضان المبارک میں آج کل لوگوں کا وطیرہ بنتا جارہا ہے۔

نبی کریمؐ صحابہ کرام اور اولیاء کرام کا کھانا:

نبی کریم ﷺ نے رب تعالیٰ سے یہ دعا فرمائی تھی کہ وہ ان کے گھر والوں کا رزق بقدر ضرورت مقرر کردے یہ بات صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر فرماتے ہیں کہ:

قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے رسول اللہ ﷺ اور ان کے اہل خانہ نے کبھی بھی تین دن مسلسل روٹی سے پیٹ نہیں بھرا حتی کہ آپؐ اپنے رب کے پاس چلے گئے۔

رسول اکرمؐ نے کبھی پتلی چپاتی نہیں کھائی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح بخاری میں مروی ہے کہ ''مجھے نہیں معلوم کہ رسول اکرم ﷺ نے کبھی پتلی چپاتی اور بال صاف کی ہوئی بھنی ہوئی بکری دیکھی ہو حتی کہ وہ اپنے رب کے

پاس پہنچ گئے۔

جو اور گیہوں کی عدم دستیابی:

صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آل محمد ﷺ جب سے مدینہ آئے انہوں نے جو کا کھانا بھی مسلسل تین دن نہیں کھایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کئی مسلسل راتیں ایسی گذار دیتے تھے کہ جن میں گھر والوں کو رات کا کھانا تک نصیب نہ ہوتا تھا۔

(مسند احمد اور ترمذی)

چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہ کھانا:

مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ قسم اس ذات کی جس نے محمد کو سچا رسول بنا کر بھیجا۔ آپؐ نے کبھی چھلنی دیکھی اور نہ کبھی چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھائی یہ حالت بعثت سے وفات تک رہی۔

حضرت عروہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آپ لوگ جو کس طرح کھاتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہم آٹے پر پھونک مارتے تو کچھ بھسی اڑ جاتی باقی کو ہم گوندھ لیتے تھے۔[1]

کھانے کے بدلے رہن:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی زرہ جو کے بدلے رہن رکھوا دی تھی۔ اور فرماتے تھے کہ آل محمدؐ کے پاس کسی شام ایک صاع جو نہ ہوئے۔ اور اہل بیت کے نو گھر تھے۔ (صحیح بخاری)

تین دن میں پہلا ٹکڑا کھایا:

ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا روٹی کا ایک ٹکڑا لے کر حاضر ہوئیں۔ رسول اکرم ﷺ نے پوچھا کہ یہ ٹکڑا کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اسے پکایا تھا میرا دل نہ مانا تو میں

[1] چاروں عنوانات اور احادیث منقول از عوۃ الصابرین ص ٢٦٧ (اردو)

اسے یہاں لے آئی۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ تین دن میں پہلا لقمہ ہے جو تیرے باپ کے منہ میں داخل ہوا۔

مہینہ بھر گھر کا چولھا نہ جلنا:

مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم پر ایک مہینہ کے بعد دوسرا مہینہ گذر جاتا مگر رسول اللہؐ کے گھروں میں چولہا نہ جل پاتا تھا۔ حضرت عروہ نے پوچھا کہ پھر گذارا کیسے ہوتا تھا؟ فرمایا کہ ''کھجور اور پانی پر''

نبی کریمؐ اور شیخین کا گھروں سے باہر نکل جانا:

آگے آپ روایت پڑھیں گے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ بھوک کے مارے گھر سے باہر نکل آئے ادھر سے یکے بعد دیگرے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی ملے تو ان سے پوچھا کیسے نکلے؟ انہوں نے عرض کیا بھوک کی وجہ سے۔ فرمایا مجھے بھی اسی چیز نے باہر نکالا ہے۔

نبی کریمؐ کی بھوک پر صحابہ اور اہل بیت کی گواہی:

احادیث میں حضرت عائشہ، حضرت ابن عباس، حضرت انس، حضرت علی، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ سے اس بات کی گواہی مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ فاقہ کش تھے۔

حضرت علیؓ اور فاطمہؓ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی بھوک کے واقعات بھی بہت ہیں جن میں سب سے اہم یہ ہیں (جو ابن ابی الدنیا نے نقل نہیں کیا ہے)

کہ چار پانچ دن کے فاقے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر کھانے کو کچھ لاؤ وہاں کچھ بکریاں آئی ہوئی ہیں۔ وہ لینے گئیں تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں پانچ بکری دے سکتا ہوں چاہو تو وہ لیجاؤ ورنہ میرے اللہ نے مجھے پانچ دعائیں بتائی ہیں وہ لے جاؤ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ دعائیں لیں اور گھر چلی آئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واقعہ سن کر فرمایا کہ تم نے

بہترین سودا کیا۔ پھر دوسرے دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود گئے اور وہ بھی بجائے بکریوں کے دعائیں لیکر آ گئے۔

وہ دعائیں یہ تھیں:

یا اول الاولین یا آخر الآخرین یاذالقوۃ المتین یا راحم المساکین یا ارحم الرحمین۔ (سو بڑی زاہد خواتین)

اولیا کی بھوک کے واقعات:

ابھی عنقریب آپ ابن ابی دنیا کی مترجم کتاب میں تفصیل سے پڑھیں گے۔

بھوکا رہنے کا مطلب:

بھوکا رہنے کا مطلب ہرگز یہ نہ لیا جائے کہ بالکل بھوکا رہنا مراد ہے بلکہ بھوکا رہنے کا مطلب اعتدال اختیار کرنا ہے۔

چنانچہ ہاتھ تہائی پیٹ کھانے سے بھرے یا تھوڑی بہت بھوک چھوڑ دے یا گوشت انتہائی کم کھائے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص برابر چالیس دن گوشت کھائے گا اس کا دل سخت ہو جائے گا۔

یا پھر دو دن میں تین بار کھانا کھائے۔

یا پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسب ارشاد۔ ایک بار گوشت۔ دوسرے کھانے میں روغن زیتون، تیسرے میں دودھ چوتھے میں سرکے کے ساتھ پانچویں میں روکھی روٹی کھائے۔

نہ تو بالکل بھوکا رہے اور نہ ہی خوب پیٹ بھر کر کھائے۔

فاقہ اور سیری اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے:

یہ بات واضح رہنی چاہئے کہ فاقہ اور پیٹ بھرنا دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اس لئے فاقہ کشی کی نوبت آنے پر اللہ تعالیٰ سے ہی رجوع کرنا چاہئے اپنے طور پر مناسب اسباب اختیار کرے لیکن سوال یا مدد کی نیت سے کسی کے سامنے اپنی حاجت پیش نہ کرے۔

چنانچہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

جس شخص کو فاقے کی نوبت آجائے اور وہ اس کو لوگوں کے سامنے پیش کرے تو اس کا فاقہ بند نہ ہوگا۔ اور جو شخص اپنا فاقہ رب تعالیٰ کے سامنے پیش کرے اور اس سے ہی درخواست کرے تو حق تعالیٰ شانہ اس کو جلد روزی عطا فرماتے ہیں۔ چاہے فوراً مل جائے یا کچھ تاخیر ہو جائے۔[1]

مذکورہ روایت کے ضمن میں ہم سوال اور اس کی مذمت میں کچھ بیان کریں گے۔

سوال کرنے یا بھیک مانگنے کی مذمت:

قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں توکل کرنے اور اللہ پر بھروسہ کرنے کے بارے میں بے شمار آیات اور احادیث آئی ہیں۔ اس لئے توکل کے برخلاف سوال کرنا اور بھیک مانگنا اسلام میں عیب شمار کیا گیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

جو شخص اس لئے سوال کرتا ہے کہ اپنے مال میں اضافہ کرے وہ جہنم کے انگارے مانگ رہا ہے۔ جس کا دل چاہے تھوڑے مانگ لے یا زیادہ مانگ لے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے:

سوال قیامت کے دن منہ پر زخم کی صورت نمایاں ہوں گے جن سے اس کا چہرہ بھی زخمی ہوگا۔ جس کا دل چاہے چہرے کی رونق باقی رکھے جس کا دل چاہے چھوڑ دے۔

امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ سوال کرنے کے بارے میں ممانعت کی بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں اور بڑی سخت سخت وعیدیں حدیث میں آئی ہیں۔ لیکن ساتھ ہی بعض احادیث سے اجازت بھی معلوم ہوتی ہے۔ یعنی مجبوری کے درجے میں یا ایسی ضرورت میں جو مجبوری کے قریب ہونا جائز ہے۔ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو سوال کرنا حرام ہے۔

حرمت کی تین وجہ ہیں:

(۱) اس میں اللہ تعالیٰ کی شکایت اور شکوہ کا اظہار ہے گویا اس کی طرف سے انعام

---

[1] در منثور، ابوداؤد ترمذی، فضائل صدقات ص ۴۲۴

میں کمی ہے۔

(۲) اس میں مانگنے والے کا اپنے نفس کو غیر اللہ کے سامنے ذلیل کرنا ہے۔

(۳) اس میں اس شخص کو زیادہ ایذا ہوتی ہے جس سے سوال کیا جاتا ہے کیونکہ بسا اوقات اس کا دل دینے پر راضی نہیں ہوتا وہ شرم کی وجہ سے دیتا ہے لہٰذا اگر اس نے شرم یا ریاکاری کی وجہ سے دیا ہے تو لینے والے کو بھی لینا حرام ہے۔

ضرورت کے تحت سوال جائز ہے، ضرورت کیا ہے؟

ضرورت کے تحت سوال کرنا جائز ہے۔ ضرورت کے چار درجے ہیں۔ پہلا درجہ اضطرار کا ہے۔ دوسرا سخت ضرورت کا تیسرا معمولی ضرورت کا، چوتھا ضرورت نہ ہونے کا۔ بہر حال یہی وہ درجہ ہے جس میں سوال کرنا جائز ہے۔ یعنی کوئی شخص اگر ایسا ہو کہ اس کو بھوک یا بیماری کی وجہ سے مر جانے کا خطرہ لاحق ہو جائے تو وہ سوال کر سکتا ہے اور اس میں چند شرائط اور بھی ہیں۔

سوال کرنا جائز ہونے کی مزید شرائط:

مذکورہ صورت میں سوال کرنا جائز ہونے کی چند شرائط اور بھی ہیں:

(۱) جو چیز مانگے وہ چیز جائز ہو۔

(۲) جس سے مانگے وہ دل کی خوشی کے ساتھ دینے پر تیار ہو۔

(۳) مانگنے والا کمانے سے عاجز ہو۔ اگر وہ کمانے پر قادر ہو تو وہ بے کار آدمی ہے جو کمانے کے بجائے بھیک مانگ رہا ہے۔

سوال حرام ہونے کی صورت:

کسی ایسی چیز کے بارے میں سوال کرے جو اس کے پاس موجود ہو۔ مثلاً کپڑے کا سوال کرے حالانکہ اس کے پاس بقدر ضرورت کپڑا موجود ہو۔ تو ایسے شخص کو سوال کرنا کسی سے مانگنا حرام ہے۔

سوال کرنا جائز مگر نہ کرنا افضل ہونے کی صورت:

اگر کسی شخص کو سخت ضرورت ہو مثلاً کوئی سخت بیمار ہو اور دوا وغیرہ کے لئے رقم موجود نہ ہو اور مرض اگرچہ ہلاکت خیز نہ ہو۔ مثلاً کپڑا موجود ہو مگر سردی سے پورا بچاؤ نہ کر سکے تو اس درجے میں بھی سوال کرنے کی گنجائش ہے لیکن اس کا ترک بہتر ہے۔ لیکن سوال بھی تفصیلی نوعیت کا ہو۔

دوسرا درجہ یہ ہے ضرورت کم ہو مثلاً روٹی موجود ہے لیکن سالن وغیرہ کے پیسے نہ ہوں۔ یا کپڑے پھٹے پرانے ہوں مگر وہ ایک قمیص وغیرہ ایسی بنانا چاہے جسے باہر جاتے ہوئے پہن لیا کرے تاکہ لوگوں کے سامنے اس کے بوسیدہ کپڑے ظاہر نہ ہوں تو ایسے شخص کے لیے سوال جائز ہے[1]

حضرت لقمانؑ کی اپنے بیٹے کو نصیحت:

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

بیٹا جب پیٹ بھرا ہو تو اس وقت مت کھاؤ بھرے پیٹ پر کھانے سے کتے کو ڈال دینا بہتر ہے۔ (آخری وقت میں جو نصیحت فرمائی اس میں ایک جملہ یہ بھی تھا کہ) دنیا میں اپنے آپ کو فقط اتنا ہی مشغول رکھنا جتنی زندگی باقی ہے (اور وہ زندگی آخرت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں) اور زندگی کا نہیں معلوم کہ کتنی باقی ہے[2]

قناعت اختیار کرنا ضروری ہے:

گذشتہ تمام تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اسلاف کے طرز پر خود کو ڈھالے اور پیٹ کی تمام آفات سے دور رہنے کے لئے قناعت اختیار کرنا ضروری ہے قناعت کے بارے میں شروع میں بھی ہم نے کچھ تحریر کیا ہے آخر میں چند باتیں عرض کئے دیتے ہیں۔

قناعت کے بارے میں آپ آگے پڑھیں گے کہ اسلاف کے نزدیک قناعت یہ ہے کہ ایک وقت روزی میسر ہونے کے بعد دوسرے وقت یہ فکر نہ ہو کہ کہاں سے آئے گا۔

قناعت وہ ہے کہ بھوک مٹ جانے کی حد تک گذارہ کرنے پر مطمئن ہو جائے۔

قناعت گذارے کی حد پر مطمئن ہونے اور زیادہ کی حرص نہ کرنے کا نام ہے۔

---

[1] ماخوذ از فضائل صدقات ص ۴۳۶ [2] فضائل ص ۵۰۴

قناعت کی فضیلت اور ترغیب:

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو شخص اللہ تعالیٰ سے تھوڑی مقدار میں روزی پر راضی رہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے تھوڑے عمل پر راضی ہو جاتے ہیں''

اس حدیث میں آمدنی کی کمی میں اللہ تعالیٰ کے ایک خاص احسان پر تنبیہ کی گئی ہے کہ اس صورت میں آدمی کی طرف سے اگر نیکیوں میں کمی ہوتی ہے تو مالک الملک بھی اس کمی کو بخوشی قبول فرمالیتے ہیں۔ اس کے برعکس جب اس کی طرف سے نعمت اور عطایا میں افراط ہو اور آدمی کسی بھی چیز میں کمی گوارا نہ کرے تو اس مالک کی طرف سے بھی یہی مطالبہ ہے کہ پھر اس کے حقوق کی ادائیگی میں بھی تمہاری طرف سے افراط ہونا چاہئے۔

ظاہر ہے کہ جس ملازم کو منہ مانگی تنخواہ دی جائے پھر وہ (اپنے فرض منصبی) اپنی منصبی خدمت میں کوتاہی کرے تو اس کی نمک حرامی میں کیا تردد ہے۔

لیکن ہمارا معاملہ برعکس ہے کہ غریبوں کو تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی توفیق بھی ہو جاتی ہے ذکر اور نوافل کے لئے وقت بھی مل جاتا ہے لیکن جہاں چار پیسے ہاتھ میں آئے یا ان کے آنے کے اسباب پیدا ہوئے تو پھر فرض نمازوں کے لئے بھی وقت نہیں ملتا۔

(اور بعض لوگ جن کو میں (مرتب) جانتا ہوں ان کا تو کہنا ہماری ترغیبوں کے جواب میں یہ ہوتا ہے کہ آپ کی یہ عمل آخرت والی باتیں صرف غریبوں کے ہی کام کی ہیں اور ان کا اثر ان پر ہو سکتا ہے ہم پر نہیں۔ نعوذ باللہ)

قناعت قلیل روزی پر کیسے حاصل ہو؟

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

قلیل روزی پر قناعت جب حاصل ہو سکتی ہے جب آدمی پانچ باتوں کا اہتمام کرے۔

(۱) اپنے اخراجات میں کمی کرے۔ ضرورت کی مقدار سے زیادہ خرچ نہ کرے علماء نے لکھا ہے کہ آدمی تنہا ہو تو اس کے لئے کپڑوں کا ایک جوڑا کافی ہے کئی کئی جوڑے بنانے

کی ضرورت نہیں۔ ایسے ہی معمولی سالن پر گذارہ ہوسکتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''جو شخص خرچ میں میانہ روی اختیار کرے وہ فقیر (بالکل غریب) نہیں ہوسکتا''۔

(۲) بقدر ضرورت میسر ہو تو آئندہ کی فکر نہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر اعتماد کرے کہ اس نے روزی کا ذمہ لے رکھا ہے۔ شیطان آدمی کو ہمیشہ آئندہ کی سوچ ڈالے رکھتا ہے کہ کچھ ذخیرہ بچت کے طور پر رکھنا چاہئے۔ آدمی کے ساتھ حرج بھی لگا ہوا ہے بیماری بھی لگی ہوئی ہے وقتی اخراجات بھی پیش آتے رہتے ہیں۔ پھر مجھے دقت اور مشقت ہوگی۔ ان خیالات کی وجہ سے اس کو مشقت اور آئندہ کے فکر اور سوچ میں پریشان رکھتا ہے۔

پھر آدمی کا مذاق اڑاتا ہے کہ یہ بے وقوف آئندہ کی تکلیف کے ڈر سے جو موہوم ہے اس وقت کی یقینی مشقت اور تکلیف اٹھا رہا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اپنے اوپر زیادہ غم سوار مت کرو جو مقدر ہے وہ ہو کر رہے گا اور جتنی روزی تمہاری ہے وہ آ کر رہے گی۔ اور ایک ارشاد ہے کہ

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کو روزی اس جگہ سے عطا فرماتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔ قرآن کریم میں بھی یہ مضمون وارد ہوا ہے۔

(۳) اس بات پر غور کیا کرے کہ تھوڑی پر قناعت میں لوگوں سے استغناء کی کتنی بڑی عزت حاصل ہے اور حرص وطمع میں لوگوں کے سامنے کتنا ذلیل ہونا پڑتا ہے اس کو بہت اہتمام سے غور کیا کرے کہ اس کو ایک تکلیف ضرور برداشت کرنی ہے، یا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ذلت کی یا اپنے نفس کو لذیذ چیزوں سے روکنے کی اور اس دوسری تکلیف پر اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب کا وعدہ بھی ہے اور پہلی میں آخرت کا وبال ہے اس کے علاوہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے میں آدمی ان کو حق بات کہنے سے رک جاتا ہے۔ اکثر دین کے بارے میں مداہنت کرنی پڑتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''آدمی کی عزت اس کا لوگوں سے استغناء ہے''

اسی وجہ سے مشہور مقولہ ہے کہ جس سے تو استغناء کرے تو اس کا ہمسر ہے (یعنی اس سے دبنے پر مجبور نہیں ہے) اور جس کی طرف احتیاج پیش کرے (جس سے اپنی ضرورت کا سوال کرے) تو اس کا قیدی ہے اور جس پر احسان کرے تو اس کا حاکم ہے۔

(۴) دنیا دار مالداروں کے انجام کو سوچا کرے، یہود و نصاریٰ اور بے دین ثروت والوں کا انجام سوچے۔ اور انبیاء اور اولیاء کا نیک انجام خاطر میں لائے۔ ان کے حالات کو غور سے پڑھے اور تحقیق کرے پھر اپنے نفس سے پوچھے کہ اللہ کے مقرب لوگوں کی جماعت میں شریک ہونا پسند کرتا ہے یا احمقوں اور بے دین لوگوں کی مشابہت پسند کرتا ہے۔

(۵) مال کے زیادہ ہونے میں جو خطرات پہلے بیان ہو چکے ہیں ان پر خوب غور کیا کرے کہ کتنے مصائب اس کے ساتھ ہیں جب آدمی ان پانچویں چیزوں پر غور کرتا رہے گا تو تھوڑے پر قناعت آسان ہو جائے گی۔[1]

قناعت کی فضیلت میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص فلاح (کامیابی) کو پہنچ گیا جو مسلمان ہوا اور اسے رزق تھوڑا دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اسی پر قناعت عطا فرما رکھی ہو۔

ایک اور ارشاد ہے کہ:

''مبارک ہے وہ شخص جس کو اسلام لانے کی توفیق ہوگئی ہو اور اس کی آمدنی بقدر ضرورت ہو اور اس پر وہ قانع ہو (ترغیب)''[2]

ہم اپنی تحریر کا یہیں اختتام کرتے ہوئے اللہ جل شانہ سے دعا گو ہیں کہ وہ مسلمانوں کو اسلاف کے طرز عمل پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور پیٹ بھر کر کھانے کی حرص و ہوس ہمارے دلوں سے نکال دے۔ آمین

اس کے بعد علامہ ابن ابی الدنیاؒ کی کتاب ''الجوع'' کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ دعا ہے کہ اس کا افادہ عام اور نافع ہو۔ آمین۔ (ثناء اللہ محمود)

---

[1] احیاء علوم الدین بحوالہ فضائل صدقات ص ۵۷۷ تا ص ۵۷۹ [2] فضائل ایضاً ص ۵۷۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الجوع

ابن ابی الدنیاؒ

پیٹ بھرنا رسول اکرمؐ کی نظر میں:

(۱) ہمیں ابوعبداللہ محمد بن احمد العبدی نے ابی[۱] عبداللہ بن محمد قرشی، منصور[۲]، یحیی[۳]، ثور[۴]، خالد وحبیب کی سند سے بیان کیا کہ حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ابن آدم نے برائی کا کوئی پیمانہ پیٹ سے زیادہ نہیں بھرا۔

آدمی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ چند لقمے کھالے جس سے اس کی کمر سیدھی ہو جائے، لیکن اگر پھر بھی تو اصرار کرے کہ مجھے کھانا ہی ہے، تو پھر پیٹ کے تین حصے کردے،

---

۱ یہ عظیم محدث حضرت امام الحسن احمد بن محمد بن عمر العبدیؒ ہیں، اور یہ اصبہان کے رہنے والے تھے اسی شہر کی طرف نسبت کر کے انہیں اصبہانی بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے سماع حدیث کے لئے بہت سفر کیے اور خصوصی طور پر مولف کتاب حضرت ابن ابی دنیاؒ سے خوب سماع کیا، علاوہ ازیں انہوں نے امام احمد بن حنبلؒ سے پوری مسند احمد کا بھی سماع کیا اور پھر ان سے بھی بہت سے حضرات اہل علم نے استفادہ کیا۔

۲ منصور بن ابی حازم، ابوحازم کے والد کی کنیت ہے اور نام بشیر ہے یہ کرکی النسل تھے اور پھر بغداد میں آ گئے تھے، حضرت منصورؒ کی کنیت ابونصر ہے علم حدیث میں انہوں نے بہت کمال حاصل کیا، حضرات ائمہ حدیث نے ان کی توثیق کی ہے۔ ۲۳۵ھ میں بغداد ہی میں انکا انتقال ہوا۔

۳ ان کا پورا نام یحییٰ بن حمزہ بن واقد الحضرمی ہے یہ دمشق کے رہنے وال تھے، ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے، یہ قاضی بھی رہے ہیں اہل علم حضرات نے ان کی توثیق کی ہے۔ ایک سو تراسی ہجری میں وفات پائی۔

۴ ثور بن یزید بن زیاد الکلاعی ان کا پورا نام ہے، انہیں قبیلہ حمیر کی ایک شاخ بنورحبہ کی طرف نسبت کر کے الرحبی بھی کہا جاتا ہے، اور یہ شام کے شہر حمص کے رہنے والے تھے جس کی وجہ سے انہیں شامی بھی کہا جاتا ہے علامہ مزیؒ نے ان کی کنیت ابوخالد ذکر کی ہے اور فرمایا کہ یہ علم حدیث کے اعلیٰ درجہ کے راوی تھے خلیفہ ابوجعفر منصور کے عہد خلافت ۱۵۰ھ میں بیت المقدس میں ان کا انتقال ہوا تھا، ان کے تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے علامہ مزی کی شہرۂ آفاق کتاب تہذیب الکمال جلد چہارم صفحہ ۴۱۸

ایک تہائی کھانے کے لئے، ایک تہائی پانی کے لئے، اور ایک تہائی سانس لینے کے لئے ہے[1]

بھرا ہوا پیٹ قابل مذمت ہے:

(۲) ہمیں ابو علی حسن بن عرفہ نے ابو عاصم العبادانی محمد بن ھارون، ابو یزید المدنی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن مرقع رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھرے ہوئے پیٹ سے بڑھ کر کوئی برتن زیادہ برا نہیں، لہٰذا اگر خوب کھانا ہی ہو تو اتنی احتیاط ضرور کرو کہ پیٹ کو تین حصوں میں تقسیم کرلو، ایک تہائی کھانے کے لئے ایک تہائی پانی کے لئے اور ایک تہائی سانس (ہوا) کے لئے رکھ لو[2]

دنیا میں بہت زیادہ پیٹ بھرنا آخرت کی طویل بھوک ہے:

(۳) ہمیں حسن بن صباح نے سعید بن محمد، موسیٰ الجھنی کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن وھب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کو زیادہ کھانے پر مجبور کیا گیا تو انہوں نے فرمایا بس میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کیونکہ میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے کہ جو لوگ دنیا میں خوب سیر ہو کر کھاتے ہیں قیامت کے دن ان کی بھوک سب سے زیادہ لمبی ہوگی۔ اور فرمایا اے مسلمان! یہ دنیا تو مسلمان کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے[3]

---

[1] مذکورہ بالا روایت مبارکہ امام ترمذیؒ نے اپنی جامع الترمذی میں کتاب الزھد، باب ماجاء فی کراھیۃ کثرۃ الاکل ۴/۵۹۰ رقم: ۲۳۸۰ نقل کر کے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔
اور امام ابن ماجہؒ نے بھی اس کو اپنی سنن میں کتاب الاطعمۃ، باب الاقتصاد فی الاکل وکراھۃ الشبع ۲/۱۱۱۱ میں نقل کیا ہے اور امام احمدؒ نے بھی نے اپنی مسند میں ۴/۱۳۲ میں نقل کیا ہے علاوہ ازیں امام حاکم وطبرانی وابن حبان ودیلمی وعلامہ منذری رحمھم اللہ علیھم اجمعین جیسے بڑے بڑے ائمۃ الحدیث نے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

[2] اس حدیث مبارکہ کی تخریج امام بیہقیؒ نے بھی دلائل النبوۃ ۶/۱۶۰ میں اس سند سے نقل کی ہے اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے الدر المنثور ۳/۸۰ میں نقل کیا ہے کہ
جب رسول اکرم ﷺ نے خیبر فتح فرمایا تو اس کا مال غنیمت اٹھارہ حصوں میں تقسیم کیا اور ہر حصہ سو آدمیوں کو دیا اس مال میں پھل بہت زیادہ تھے اس لئے لوگوں نے پھل بہت کھائے چنانچہ بخار چڑھ آیا اور لوگوں نے خدمت نبویؐ میں جا کر عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بخار موت کا پیش خیمہ ہے زمین میں اللہ تعالیٰ کی جیل اور جہنم کا حصہ بھی ہے لہٰذا جب بخار آئے تو پانی کے ساتھ اسے ٹھنڈا کرو اور مغرب وعشاء کے درمیان اپنے اوپر پانی ڈالو۔ چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا اور بھلے چنگے ہوگئے تو آپ ﷺ نے مذکورہ ارشاد فرمایا۔

[3] اس روایت کو امام ابن ماجہ نے کتاب الاطعمہ باب الاقتصاد فی الاکل اپنی سنن میں نقل کیا ہے۔ اسی طرح امام ترمذی نے کتاب الزھد باب ماجاء ان الدنیا سجن المومن اپنی سنن میں نقل کیا۔

قیامت میں بھوکے لوگ کون ہونگے؟

(۴) ہمیں حسن بن عبداللہ نے ابورجاء ایک آدمی کی سند سے بیان کیا کہ

حضرت ابورجاءؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ آپ ﷺ کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ اچانک انہیں ڈکار آ گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو جحیفہ! اپنی ڈکاریں کم کرو، کیونکہ قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوک کی شدت وہ لوگ محسوس کریں گے، جو دنیا میں بہت سیر ہو کر کھایا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تیس برس سے کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا[1]

آنحضرت ﷺ کا دسترخوان:

(۵) ہمیں خالد بن خداش نے حماد بن زید مجالد، شعبی[2] کی سند سے بیان کیا کہ

حضرت مسروق[3] بن اجدعؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

---

[1] اس روایت کی تخریج امام غزالی نے احیاء العلوم ۱۲۶/۳ میں کی ہے علاوہ ازیں امام ابن ماجہ، امام بیہقی و امام طبرانی نے قدرے اختلاف سے بھی نقل کیا ہے۔

ابونعیم نے حلیہ ۲۵۶/۷ پر روایت یوں نقل کی ہے کہ: ابوجحیفہ کہتے ہیں کہ میں روٹی کھا کر خدمت نبویؐ میں آیا اور وہاں مجھے ڈکار آ گئی۔

طبرانی میں ہے کہ میں نے موٹے گوشت میں ثرید بنا کر کھائی تھی تو میں رسول اللہؐ کی خدمت میں آیا تو مجھے ڈکار آ رہی تھی۔ تو آپؐ نے فرمایا ہمارے سامنے اپنی ڈکاریں روکو۔ اس لئے کہ دنیا میں خوب پیٹ بھرنے والے قیامت میں لمبی بھوک والے ہوں گے۔

چنانچہ ابوجحیفہ دنیا سے چلے گئے مگر انہوں نے اس کے بعد کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا وہ دوپہر کو کھا لیتے تو رات کو نہ کھاتے، رات کو کھا لیتے تو دن کو نہ کھاتے تھے۔ طبرانی اوسط اور کبیر ۳۵۱/۲۲ پر مختلف اسناد سے یہ روایت موجود ہے۔

[2] امام عامر بن شرحبیل، کنیت ابوعمرو ہے یہ فقہ و حدیث کے مشہور ائمہ میں ہیں ان کا انتقال سو ہجری کے بعد ہوا۔

[3] مسروق بن اجدع الہمدانی، الوداعی، الکوفی ان کی کنیت ابو عائشہ ہے یہ بھی بڑے اعلیٰ درجہ کے اہل علم میں تھے اور بہت عبادت گزار تھے ایک دفعہ ان کے قدم نماز میں طویل قیام کی وجہ سے سوجھ گئے تھے۔ علامہ مزی فرماتے ہیں کہ ان کا انتقال ۶۳ھ میں ہوا۔

کے پاس گیا تو انہوں نے میرے لئے کھانا منگوایا، اور مجھے فرمایا کھاؤ، اور پھر فرمانے لگیں کہ بہت کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ میں کبھی سیر ہو کر کھانا کھاؤں، میرا دل چاہتا ہے کہ میں خوب رولوں، میں نے پوچھا وہ کس وجہ سے؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ [1] کا اس دنیا سے وصال کا وقت یاد آتا ہے تو دل غم سے پسیج جاتا ہے آپ کی کیفیت یہ تھی کہ کبھی آپ ﷺ نے دو دن لگاتار روٹی نہیں کھائی حتی کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

رسول اکرم ﷺ کا مسلسل تین دن کھانا نہ کھانا:

(۶) ہمیں ابوخیثمہ [2] نے محمد بن حازم [3]، اعمش [4]، ابراہیم [5] کی سند سے بیان کیا کہ: حضرت اسود [6] بن یزیدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا آپ ﷺ نے کبھی مسلسل تین دن سالن روٹی نہیں تناول فرمایا اور اسی ترتیب پر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔ [7]

---

۱ اس حدیث کی تخریج امام ترمذی نے اپنی سنن میں "کتاب الزهد باب ماجاء فی معیشۃ النبی ﷺ" میں نقل کیا ہے۔

۲ ابوخیثمہؒ کا نام زہیر بن حرب ہے انہوں نے بغداد میں سکونت اختیار کی اصلاً یہ نساء کے رہنے والے تھے اہل علم حضرات میں سے تھے امام مسلمؒ نے بھی ان کی روایات اپنی صحیح میں نقل کی ہیں، حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ ان کی وفات ۲۳۴ھ میں ہوئی۔

۳ یہ محمد بن حازم کوفہ کے رہنے والے تھے، یہ بچپن ہی میں نابینا ہو گئے تھے لیکن علم سے انتہائی وابستگی و دلچسپی تھی، اور انہوں نے خوب علم حاصل کیا، حضرات محدثین فرماتے ہیں کہ امام اعمشؒ کی حدیثوں میں ان سے بڑھ کر کوئی حافظ نہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے ان کی وفات ۱۹۵ھ نقل کی ہے۔

۴ یہ سلیمان بن مہرانؒ ہیں ان کی کنیت ابو محمد ہے اور لقب اعمش ہی اہل علم میں مشہور ہیں ان کی آنکھیں چندیا گئی تھیں جس کی وجہ سے انہیں دن میں صحیح نظر نہیں آتا تھا اسی بیماری کی وجہ سے اعمش لقب بھی پڑ گیا اور اصل نام پر بھی غالب آ گیا علم حدیث کے علاوہ انہیں قرات سبعہ عشرہ پر بھی خوب عبور حاصل تھا ۱۴۷ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

۵ ان کا پورا نام ابراہیم بن یزید بن قیس بن اسود نخعی کوفی ہے اور کنیت ابو عمران ہے یہ فقہ میں بہت مشہور تھے ۹۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۶ اسود بن یزید بن قیس، کنیت ابو عمرو یا ابو عبدالرحمٰن ہے ۷۴ھ میں وفات پائی۔

۷ اس روایت کو حضرات شیخین نے اپنی صحیحین میں بھی نقل کیا ہے۔

آپ ؐ کے فاقے:

(۷) ہمیں اسحٰق بن ابراہیم[۱] نے عبدالصمد، شعبہ[۲]، ابو اسحٰق، عبدالرحمٰن کی سند سے بیان کیا ہے کہ...... حضرت اسود بن یزیدؒ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ؐ کو کبھی دو دن تک جو کی روٹی بھی نصیب نہ ہوتی تھی اور اسی حالت میں آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔

رسول ؐ کے اہل خانہ کی بھوک:

(۸) ہمیں ابوخیثمہ نے جریر، منصور، ابراہیم کی سند سے بیان کیا کہ

حضرت اسود نخعی سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ جب سے آپ ؐ کے اہل خانہ مدینہ منورہ آئے ہیں تب سے کبھی انہیں تین دن مسلسل گیہوں کی روٹی میسر نہ آ سکی، اسی حالت میں آپ کا انتقال ہو گیا۔

بھوک سے شکم مبارک پر بل:

(۹) ہمیں اسحاق بن اسماعیل نے روح، شعبہ، سماک بن حرب کی سند سے بیان کیا کہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دنیا میں لوگوں کی ترقی وغیرہ کا تذکرہ کیا، اور پھر فرمایا:

''میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو ایسی حالت میں دیکھا کہ آپ کے شکم مبارک پر

---

[۱] یہ اسحٰق بن ابراہیم بن مخلد المروزی ہیں، ان کی کنیت ابو یعقوب ہے، اور یہ ابن راھویہ کے نام سے مشہور ہیں، علم حدیث میں ان کا بہت مقام ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ امام احمد بن حنبل کے پلے کے آدمی تھے اکثر حضرات محدثین نے ان کی مرویات کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے، حافظ ابن حجرؒ کی تخریج کے مطابق ۲۳۸ھ میں ان کا انتقال ہوا (تقریب التہذیب ص ۹۹)

[۲] یہ امام شعبہ بن حجاج بن الورد العتکی ہیں، یہ بصرہ کے شہر واسط کے رہنے والے تھے اس لئے انہیں بصری واسطی کی نسبت سے بھی پکارا جاتا ہے۔ ابو بسطام ان کی کنیت ہے، یہ انتہائی عبادت گزار اور تقوی کے حامل شخص تھے، اور علم حدیث میں انہیں حافظ الحدیث، امیر المومنین فی الحدیث کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ عراق میں سب سے پہلے اسماء الرجال کی بنیاد انہوں نے رکھی اور پھر وہیں سے یہ علم رفتہ رفتہ ترقی کرتے کرتے ایک فن کی حیثیت اختیار کر گیا۔ ان کا انتقال ۱۶۰ھ میں ہوا۔

بھوک کی وجہ سے بل پڑے ہوتے اور اسی کیفیت میں سارا دن گزر جاتا کہ آپ کو شکم مبارک بھرنے کے لئے ادنی درجے کی کھجور تک میسر نہ ہوتی۔

شکم مبارک پر بھوک سے پتھر باندھنا:

(۱۰) ہمیں اسحاق بن ابراہیم نے اسماعیل بن عبدالملک کی سند سے بیان کیا کہ:

حضرت ابوزبیر مکیؒ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جنگ خندق کے موقعہ پر میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے پیٹ پر دو پتھر باندھ رکھے ہیں، مبادا کہ بھوک کی وجہ سے کمر جھک نہ جائے [1]

شکم مبارک پر پتھر:

(۱۱) زینب حبان بن جزء سے روایت ہے کہ صحابی رسول ﷺ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھا کرتے تھے [2]

آل محمدؐ کی بھوک:

(۱۲) ہمیں اسحاق نے عبد ہشام کی سند سے بیان کیا کہ تابعی خواجہ حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ آپؒ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ آل محمد پر کبھی تین دن ایسے نہیں گزرے کہ انہوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو، [3] راوی حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ آپؐ کا منشا لوگوں کے سامنے اپنے کا شکوہ نہیں تھا بلکہ آپ نے

---

[1] علامہ ہیثمی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام ابویعلیؒ نے بھی اپنی مسند میں نقل کیا ہے اور حضرات شیخین نے اس حدیث کے بعض حصہ کو نقل کیا ہے۔

[2] اس حدیث کی سند اصل کتاب میں مٹی ہوئی تھی صرف حدیث کے متن کے الفاظ ظاہر تھے۔ یہ حدیث طبقات ابن سعد سے ثابت کی ہے (۱ص۴۰۰) کنز العمال میں حدیث نمبر ۱۸۴۱۵ (۷/۱۴۲) پر بھی موجود ہے۔ اور اسی کتاب میں یہ حدیث دوبارہ حدیث نمبر ۱۸۰ پر ہے۔ اور وہاں پوری سند موجود ہے۔

[3] اسی روایت کے ہم معنی ایک روایت کی تخریج امام مسلمؒ نے اپنی صحیح مسلم میں کی ہے جس میں حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں اللہ کی قسم کبھی آل محمدؐ نے تین دن پے در پے روٹی نہیں کھائی۔ اور اس سند میں عبد کے بعد کچھ الفاظ اصل کتاب میں مٹے ہوئے ہیں۔

اپنی دشواری اور عذر کو بیان فرمایا۔

اہل بیت رسولؐ کے فاقے:

(۱۳) ہمیں علی بن الجعد نے ابو غسان[1]، ابن ابی حازم انہوں نے اپنے والد یزید بن رومان کی سند سے بیان کیا کہ...... حضرت عروہ[2] بن زبیرؒ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں فرمایا ایک چاند ہم پر گزرتا پھر دوسرا گزرتا لیکن آپؐ کے کسی بھی گھر میں آگ نہ جلتی تھی، حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ (عائشہ) سے کہا آپ لوگوں کا گزربسر کس چیز پر ہوتا تھا، تو انہوں نے فرمایا بجز دو کالی چیزوں کے اور کچھ بھی میسر نہ تھا یعنی کھجور اور پانی پر ہم گزربسر کیا کرتے تھے۔[3]

رسول اکرمؐ اور ابوبکرؓ و عمرؓ بھوک میں ہم رنگ:

(۱۴) ہمیں عبدالرحمٰن[4] بن صالح نے عبدالرحمان[5] محمد المحاربی، یحییٰ بن عبداللہ المدنی انہوں نے اپنے والد کی سند سے بیان کیا کہ صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا واقعہ نقل کرتے ہیں، فرمایا کہ ایک دفعہ مجھ سے رات کا کھانا رہ گیا جسے میں بروقت نہ تناول کر سکا تھا، تو کچھ رات گزرنے پر میں اپنے گھر لوٹا اور پوچھا کہ کھانے کے لئے کچھ ہے؟ تو گھر والوں نے بتایا کہ کھانے کو تو کچھ بھی نہیں ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بستر پر ایسے ہی لیٹ گیا لیکن ساتھ ہی حالت یہ تھی کہ کروٹیں بدلتا رہا لیکن نیند نہیں آرہی تھی کیونکہ بھوک بھی شدت سے محسوس ہو رہی تھی، لہٰذا میں نے ایک ترکیب

---

[1] ان کا نام نامی محمد بن مطرف، اور کنیت ابوغسان ہے، اور قبیلہ بنو لیث سے ان کا تعلق ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے ان کی خوب توثیق کی ہے اور فرمایا کہ ۱۶۰ھ میں ان کا انتقال ہوا (تقریب ص ۵۰۲)

[2] عروہ بن زبیر ابن عوام، ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے، یہ حضرت عائشہؓ کے بھانجے تھے، علم حدیث کے ساتھ ساتھ انہیں فقہ میں بھی خوب مہارت حاصل تھی۔ حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ان کی وفات ۹۴ھ میں ہوئی۔

[3] حدیث بالا سے ملتے جلتے الفاظ میں حضرات شیخین نے بھی اس روایت کی تخریج کی ہے۔

[4] عبدالرحمٰن بن صالح العتکی قبیلہ ازد سے انکا تعلق تھا اسی کی طرف نسبت کر کے انہیں ازدی بھی کہا جاتا ہے، انہوں نے بغداد میں سکونت اختیار کی، اور کہا جاتا ہے کہ یہ مذہب شیعہ کی طرف میلان رکھتے تھے، علامہ مزیؒ نے ان کی وفات ۲۳۵ھ نقل کی ہے (تہذیب الکمال ۱۷/۱۷۷)

[5] یہ موصوف بھی عبدالرحمٰن ہی سے موسوم ہیں البتہ ولدیت محمد ہے اور کنیت ابومحمد، یہ کوفہ کے رہنے والے تھے، ان کے متعلق حضرات محدثین نے تصریح کی ہے کہ یہ تدلیس کیا کرتے تھے ان کی وفات ۳۴۹ھ میں ہوئی۔

سوچی کہ مسجد جاتا ہوں وہاں نماز پڑھوں گا تو دل بہل جائے گا اور اسی میں صبح ہو جائے گی، فرماتے ہیں کہ میں مسجد گیا اور جو منشاء خداوندی تھا بقدر نماز پڑھی پھر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتا ہوں کہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) چلے آرہے ہیں وہ مجھے دیکھتے ہی معاملہ سمجھ گئے اور فوراً فرمایا اے ابوبکر جس چیز نے تمہیں گھر سے نکالا ہے اسی نے مجھے بھی نکالا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی ہم دونوں بیٹھے آپس میں یہی باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں آپ سردار دو عالم ﷺ تشریف لے آئے، اور ارشاد فرمایا جس چیز نے تم دونوں کو نکالا ہے اسی نے مجھے بھی نکالا ہے یعنی تینوں حضرات بھوک کی شدت کی وجہ سے گھر سے باہر نکلے تھے اور اتفاق سے اللہ کے گھر میں جمع ہو گئے اتنے میں آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا چلو واقفی[1] کے گھر چلتے ہیں (یہ ایک جلیل القدر صحابی تھے، ابتداء ہی میں اسلام قبول کر لیا اور خصوصیت یہ تھی کہ زمانہ جاہلیت میں بتوں سے متنفر تھے ابوالھیثم کنیت تھی، اور مالک نام تھا یہ نقباء لیلۃ العقبہ میں سے تھے)

چنانچہ ہم چاند کی روشنی میں ابوالھیثم کے گھر کو چل دیئے وہاں پہنچ کر آپ ؐ نے ان کی اہلیہ سے پوچھا کہ تمہارا شوہر کہاں ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ وہ ہمارے لئے بنو حارثہ کے باغ سے میٹھا پانی لینے گئے ہوئے ہیں ہم نے کچھ ہی دیر انتظار کیا تھا کہ اتنے میں ابوالھیثم مشکیزہ اٹھائے ہوئے آگئے ہمیں دیکھتے ہی انہوں نے مشکیزہ کھجور کے درخت سے ٹانگا اور ہمارے پاس آ کر مرحبا اور خوش آمدید کہا اور فرمایا ایسے بہترین مہمان تو آج تک لوگوں کے پاس نہیں آئے جیسے مہمان آج رات ہمارے پاس آئے ہیں۔

پھر وہ باغ گئے اور کھجوروں کا ایک خوشہ توڑ کر لے آئے اور خدمت میں پیش کر دیا اور خود چھری لے کر بکریوں کے ریوڑ میں چلے گئے، انہیں دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابوھیثم دودھ دینے والی بکری مت ذبح کرنا، چنانچہ انہوں نے ایک بکری ذبح کر کے اس کی کھال اتاری اور اپنی اہلیہ سے کہا آٹا گوندھ کر روٹی پکالو اس نے روٹی پکائی اور ابوالھیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

---

[1] نبی کریم اپنے دونوں مصاحبین کے ساتھ جس صحابی کے گھر تشریف لیکر گئے ان کا نام مالک ابن تیھان ہے اور کنیت ابوالھیثم، ان کے بارے میں مورخین فرماتے ہیں کہ یہ صحابی زمانہ جاہلیت میں بھی بتوں کی پوجا کرنے سے نفرت فرماتے تھے، پھر جب نبی کی بعثت ہوئی تو ابتدائی لوگوں میں انہوں نے بھی اسلام کی دعوت پر لبیک کہا پھر نبیؐ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے، آخر ۲۰ھ میں وفات پائی۔

گوشت تیار کر کے ہانڈی میں ڈالا اور آگ جلا کر پکایا پھر ثرید بنا کر اس پر شوربا اور گوشت ڈالا اور ہمارے سامنے لا کر رکھ دیا جسے ہم کھا کر خوب سیر ہو گئے۔

پھر وہ مشکیزے سے پانی ایک برتن میں نکال کر لائے جسے رات کی سہانی ہواؤں نے خوب ٹھنڈا کر دیا تھا وہ لا کر انہوں نے آپ ؐ کو پیش کیا، جسے آپ ؐ نے نوش فرمایا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش کیا اور آخر میں حضرت (ابو الہیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش کیا، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمام تعریفیں اس ذات پاک کے لئے ہیں جس نے ہمیں گھروں سے نکالا اور بجز بھوک کے کوئی وجہ نہ تھی پھر ہم لوٹے بھی نہ تھے کہ ہمیں یہ سب نعمتیں نصیب فرمادیں، اور فرمایا کہ قیامت کے دن ضرور بضرور اس نعمت کے بارے میں تم

ل مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کی تخریج امام طبرانی نے المعجم الکبیر ۲۵۱/۱۹، اور امام مسلم نے اپنی صحیح کتاب الزھد، باب جواز استتباعۃ غیرہ ۱۱۶/۶ بروایت ابو ہریرہ، نیز امام ترمذیؒ نے اپنی سنن میں کتاب الزھد باب ماجاء فی معیشۃ اصحاب النبیؐ ۴ / ۵۸۴ پر کی ہے، اسی طرح امام مالکؒ نے اپنی موطا میں اور امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں اس روایت کی تخریج کی ہے۔

اہم بات!

مذکورہ واقعہ میں جناب نبی کریمؐ جس صحابی کے گھر تشریف لے گئے تھے ان کے ہاں کوئی خادم وغیرہ نہیں، تاہم تمام خدمات اس صحابی نے خود ہی انجام دیں۔

جب آپ ؐ تشریف لے جانے لگے تو پوچھا کیا تمہارے گھر میں کوئی خادم نہیں ہے؟ عرض کیا یارسول اللہؐ! خادم تو میرے پاس کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا چلو اب کی بار جب ہمارے پاس قیدی آئیں تو تم ہمارے پاس آنا تمہیں ہم ایک خادم مہیا کر دیں گے۔ ابھی تھوڑے دن گزرے تھے کہ آپ کے پاس کچھ قیدی لائے گئے تو یہ صحابی آنحضرت ؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔

آپ نے پوچھا کیسے آنا ہوا ابوالہیثم! تو صحابی نے اپنے آنے کی غرض بیان کی۔ آپ نے فرمایا ہاں مجھے یاد آ گیا تم ان غلاموں میں سے دیکھو جو تمہیں پسند آئے لے جاؤ حضرت ابوالہیثمؓ نے کہا یارسول اللہؐ آپ میرے لئے چن لیجئے۔

آپ ؐ نے ایک غلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اسے لے جاؤ البتہ اتنا ضرور کرنا کہ اس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا، دوسرے طرق میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا کیونکہ اس کو میں نے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ چنانچہ جب وہ صحابی گھر تشریف لائے تو اپنی اہلیہ کے سامنے سارا قصہ بیان کیا اور آپ کا فرمان'' کہ اس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا'' بھی سنایا تو آپ ؓ کی اہلیہ نے کہا جناب رسول اللہؐ نے تمہیں اس کے ساتھ بھلائی کرنے کا کہا ہے انہوں نے پوچھا کیا بھلائی کروں؟ اہلیہ نے کہا اس کو اللہ رضا کے لئے آزاد کر دو، تو حضرت ابوالہیثمؓ نے اسے بغیر کسی معاوضہ مالیہ کے اللہ کی رضا کے لئے آزاد کر دیا اور فرمایا ''ھو حر لوجہ اللہ عزوجل''

ے اب ڈھونڈ انہیں چراغ رخ زیبا لے کر

سے سوال کیا جائے گا، کیونکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔[1]

تین دن کے بعد روٹی کا ملنا:

(۱۵) ہمیں ابوالید نے عثمان بن عمارہ، محمد بن عبداللہ کی سند سے بیان کیا کہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے پاس روٹی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا لے کر آئیں تو آپ نے ان سے فرمایا اے فاطمہ! یہ کیا ہے؟ تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! یہ ایک روٹی کا ٹکڑا ہے جسے میں نے تیار کیا تھا لیکن میرے دل نے نہ مانا کہ میں یہ اکیلے کھالوں تو میں اسے آپ کے پاس لے آئی ہوں یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! غور سے سنو تین دن سے تیرے والد نے کچھ نہیں کھایا، یہ پہلا کھانا ہے جو تین دن کے بعد تیرے والد کے پیٹ میں جا رہا ہے۔

رسول اکرمؐ کا اچھے کھانے میں دوسروں کو شریک کرنا:

(۱۶) ہمیں ھارون بن عبداللہ نے سیار، جعفر، مالک بن دینار کی سند سے بیان کیا کہ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے کبھی تنہا بیٹھ کر گوشت روٹی نہیں کھائی جب بھی ایسا شاندار کھانا کھایا تو لوگوں کی جماعت کے ساتھ ہی بیٹھ کر کھایا، امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ''ضفف'' کا معنی معلوم نہیں تھا ایک دفعہ اعرابی سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے پوچھا ''ضفف'' کا کیا مطلب ہے اس نے کہا مطلب یہ کہ آپؐ نے بہت سارے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر ایسا کھانا تناول فرمایا۔ (ضفف کے معنی اژدحام (بھیڑ) کے بتائے)

حضرت علیؓ کی بھوک:

(۱۷) ہمیں اسحاق بن اسمٰعیل[1] نے اسمٰعیل بن ابراہیم، ایوب[2]، مجاہد[3] کی سند سے

---

[1] ان کا نام اسحاق بن اسماعیل الطالقانی اور کنیت ابو یعقوب ہے، بغداد میں انہوں نے سکونت حاصل کی اور خوب تر علم حاصل کیا اور علم حدیث میں بڑا مقام پایا، حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں ۲۳۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ (تقریب التھذیب ص ۱۰۰)

[2] حضرت ایوبؒ ہیں ان کے والد کا اسم گرامی کیسان اور کنیت ابو تمیمہ ہے اسی لئے حضرت ایوب کو ابن ابی تمیمہ کہا جاتا ہے، ان کی کنیت ابو بکر، نسبت السختیانی اور بصری ذکر کی جاتی ہے، ان کے مرتبہ اور مقام کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حافظ ابن حجرؒ ان کے حالات میں لکھتے ہیں ثقۃ، ثبت، حجۃ اور اسی پر بس نہیں بلکہ آگے فرماتے ہیں ''کان من کبار الفقھاء'' اور یہ اپنے تمام علمی مشاغل کے ساتھ ساتھ بہت زیادہ عبادت گزار

(بقیہ حوالہ ۳،۲ اگلے صفحہ پر)

بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے میں مدینہ منورہ میں تھا کہ مجھے بڑی شدت سے بھوک محسوس ہوئی، تو میں مدینہ کے مضافات میں نکل گیا تا کہ کوئی مزدوری تلاش کر کے کچھ حاصل کرلوں چنانچہ تلاش کرتے کرتے مجھے ایک عورت دکھائی دی کہ اس نے مٹی کے کافی سارے ڈھیلے جمع کر رکھے تھے، یہ دیکھ کر میں نے سوچا شاید یہ گارہ وغیرہ بنانے کے لئے ان کو گیلا کرنا چاہتی ہے اس کو اب پانی کی ضرورت تو ہوگی لہٰذا میں اس کے پاس چلا آیا اور پوچھا تو اس نے میرے لئے ایک ڈول پانی نکالنے پر ایک کھجور مقرر کر دی، میں نے آگے بڑھ کر سولہ ڈول نکالے جس کی وجہ سے میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے میں وہ پانی لے کر آیا اور ان ڈھیلوں پر ڈال دیا۔

پھر میں اس کے پاس آیا اور اپنے دونوں ہاتھ اس کے سامنے پھیلا دیئے، تو اس نے گنتی کر کے سولہ دانے کھجور کے مجھے دے دیئے، اور میں وہ کھجوریں لے کر سیدھا نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور سارا قصہ بھی سنایا اس کے بعد آپ ؐ نے وہ کھجوریں میرے ساتھ مل کر کھائیں [۱]

اہل بیت رسول ؐ کی بھوک:

(۱۸) ہمیں ابراہیم بن عبدالملک نے حدیج بن [۲] معاویہ، کنانہ مولی صفیہ کی سند سے بیان کیا کہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ میرے

(بقیہ حوالہ گذشتہ صفحہ ۲،۳)

۲ بھی تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ حصول علم کے راستے میں جتنی سختیاں انہوں نے جھیلی ہیں شاید ہی کوئی دوسرا ہو پھر قدرت نے ان پر ایسی کرم نوازی فرمائی کہ تا قیامت لوگ انہیں کے علوم کے خوشا چین رہیں گے۔ یہ علم و عمل کا چراغ بصراحت حافظ ابن حجر ۱۳۱ھ میں تمام اہل علم روتا دھوتا چھوڑ کر دار بقاء کی جانب رخت سفر باندھ گیا۔ تقریب التہذیب ص ۱۱۷)

خدا تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

۳ یہ مجاہد بن جبرؒ ہیں، اور حجاز مقدس مکہ مکرمہ کے رہنے والے تھے، علم کی جستجو میں دنیا کا چپہ چپہ چھان مارا، اور علم حدیث کی بخوبی خدمت کے ساتھ ساتھ تفسیر میں اتنی مہارت پیدا کی کہ فن تفسیر میں ان کا نام بہت معتبر سمجھا جاتا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے ان کی کنیت ابوحجاج ذکر کی ہے اور وفات ۱۰۱ھ ذکر کی ہے تقریب ص ۵۲۰

۱ مذکورہ بالا روایت مبارکہ کی تخریج امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں ۵۱/۲ پر کی ہے۔
اور امام ابونعیم الاصبھانیؒ نے حلیۃ الاولیاء میں ج ۱ ص ۷۰۔ ۷۱ پر کی ہے۔

۲ حدیج بن معاویہ بن مدیج ہیں، حافظ صاحب فرماتے ہیں حدیث بیان کرنے میں سچے ہیں البتہ کبھی کبھی غلطی کر جاتے ہیں ان کی وفات ۷۰ھ سے کچھ اوپر کے عرصہ میں ہوئی تقریب ص ۱۵۴

حجرے میں تشریف لائے اور فرمایا اے بنت حیی تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے مجھے بھوک لگ رہی ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ایک مٹھی آٹے کے سوا کچھ نہیں ہے آپ نے فرمایا اس کو پکالو، تو میں نے اس کو ہانڈی میں ڈال کر پکنے کے لئے چولہے پر رکھ دیا جب تیار ہوگیا تو میں نے کہا یا رسول اللہؐ پک گیا ہے پھر آپ نے مجھ سے پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ عائشہ کے گھی والے مشکیزے میں کچھ ہے کہ نہیں؟ میں نے کہا یا رسول اللہؐ مجھے اس بارے میں کچھ علم نہیں۔ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپؐ خود چل کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں تشریف لے گئے اور فرمایا اے بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہارے گھی والے برتن میں کچھ گھی موجود ہے؟ تو حضرت عائشہ نے جواب دیا یا رسول اللہؐ بالکل تھوڑا معمولی سا ہوگا، تو آپؐ وہ برتن اٹھا کر لے آئے اور اس کو ہانڈی پر نچوڑ دیا یہاں تک کہ میں نے دیکھا اس کے اندر سے کچھ تھوڑا سا گھی نکل آیا، پھر آپ نے بسم اللہ پڑھ کر اپنا دست مبارک اس پر رکھا اور برکت کی دعا فرمائی پھر مجھ سے فرمایا جاؤ اپنی بہنوں کو بھی بلا لاؤ، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جیسے مجھے بھوک کی شدت ہے ایسے ہی انہیں بھی ہوگی، میں گئی اور دوسری ازواج مطہرات کو بھی بلا لائی اور ہم سب نے مل کر کھانا کھایا۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور آنے کی اجازت چاہی تو ہم سب اٹھ کر چلی گئیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور ان کے بعد ایک اور صاحب آئے ان سب نے بھی خوب سیر ہو کر کھایا پھر بھی کھانا بچ گیا۔

ابو جحیفہؓ کا خوف سے پیٹ بھر کر نہ کھانا:

(۱۹) ہمیں عبدالعزیز بن یحییٰ نے علی بن ثابت الخزری[۱]، ولید بن عمرو[۲] کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عون بن ابی جحیفہؓ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے چکنائی والا گوشت اور روٹی کھائی، اس کے بعد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا تو مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے ڈکار آگئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے

[۱] علی بن ثابت جزری، کنیت ابو احمد، ان کے متعلق توثیق و تعدیل دونوں مروی ہیں۔
حافظ صاحب نے ان کی وفات ۲۰۰ھ کے بعد لکھی ہے تقریب ص ۳۹۸

[۲] ولید بن عمر بن ساج حرانی کمزور ضعیف راوی ہیں۔

ابو جحیفہ! اپنے ڈکاروں کو روکو، اس لئے کہ روز محشر میں بھوک کی شدت وہ لوگ سب سے زیادہ محسوس کریں گے جو لوگ دنیا میں خوب سیر ہو کر کھانا کھاتے ہیں، راوی کہتے ہیں کہ ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر کبھی بھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا حتی کہ اسی حال میں انتقال فرما گئے۔

آل محمدؐ کی بے مائیگی:

(۲۰) ہمیں اسحاق بن ابراہیم[۱] نے معاذ بن ھشام[۲]، وہ اپنے والد کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت قتادہ[۳] بن دعامہ بصریؒ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں فرمایا کہ میں ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کے پاس جو کی روٹی اور بطور سالن پگھلی ہوئی چربی لیکر گیا، جس کی بو بھی متغیر ہو چکی تھی، صحابی فرماتے ہیں کہ آپؐ نے اپنی زرہ مبارک اس وقت بھی ایک یہودی کے پاس گروی رکھی ہوئی تھی۔ اور فرمایا کہ میں نے بارہا آپ سے سنا کہ اللہ کی قسم کبھی بھی آل محمد کے پاس ایک صاع کھجور اور گھوں جمع نہیں ہوئے، اور اس وقت بھی حالت یہ تھی کہ آپؐ کی نو ازواج مطہرات تھیں۔

دنیا کے بدلے آخرت کی سرخروئی:

(۲۱) ہمیں اسحاق نے حجاج، مبارک کی سند سے بیان کیا کہ حضرت حسن بصریؒ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اس وقت آپ کھجور کی بٹی ہوئی رسیوں والی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور کھجور کی رسیوں اور آپ کے جسم اطہر کے درمیان کوئی کپڑا وغیرہ حائل نہ تھا، اور آپ کے سر مبارک کے نیچے ایک چھوٹا سا چمڑے کا تکیہ تھا جسے کھجور وغیرہ کی چھال سے بھرا گیا تھا، میرے وہاں بیٹھے ہوئے اور بھی بعض صحابہ تشریف لے آئے، کچھ دیر بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف لائے، تو آپؐ نے ایک کروٹ لی، تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ آپ کے

۱۔ یہ اسحاق بن ابراہیم بن حبیب الشھید ہیں جو الشھیدی نسبت سے معروف ہیں ان کی توثیق کی گئی ہے بہر حال یہ ابن راھویہ کے علاوہ کوئی دوسرے ہیں۔ ان کی وفات بقول حافظ ابن حجر ۲۵۷ھ میں ہوئی تقریب

۲۔ معاذ بن ھشام بن ابو عبداللہ سنبر دستوائی بصری متوفی ۲۰۰ھ تقریب ص ۵۳۶)

۳۔ قتادہ بن دعامہ سدوسی، بصری، کنیت ابو الخطاب علم حدیث کے بہت بڑے امام ہیں اور امام شعبہ جیسے اساطین علم نے ان سے علمی استفادہ کیا ۱۰۰ھ کے بعد وفات پائی۔

جسم اطہر پر کھجور کی رسیوں کے نشان پڑے ہوئے تھے، یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رونا شروع کر دیا، نبی پاک ﷺ نے دریافت فرمایا اے عمر تم کیوں رو رہے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یارسول اللہؐ! میں صرف اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کا رتبہ قیصر و کسریٰ سے بہت ہی بلند و بالا ہے، آپ تو سرور کونین ہیں جبکہ وہ لوگ انتہائی خسیس اور کمینہ صفت لوگ ہیں لیکن اس سب کے باوجود ان لوگوں کی اس دنیا کی زندگی نہایت ہی عیش و عشرت والی زندگی ہے، اور آپ کی اس دنیاوی زندگی کی کیفیت یہ ہے کہ کھجور کی بٹی ہوئی رسیاں آپ کے جسد اطہر پر نشان ڈالے ہوئے ہیں۔

اس پر سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر! کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ ان کے لئے تو صرف دنیاوی شان و شوکت ہی رہے اور ہمارے لئے آخرت کی دائمی کامیابی اور سرخروئی مقدر کر لی جائے؟

سرکار دو عالم ﷺ کے اس حکیمانہ ارشاد کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یارسول اللہؐ! یہ بات تو مجھے بے حد محبوب ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا در حقیقت معاملہ بھی ایسا ہی ہے[۱]

تعصب خواہشات نفس کی وجہ پیٹ بھرنا ہے:

(۲۲) ہمیں حسین بن جنید نے غسان بن عبید، حمزہ بصری، کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ہشام بن عروہؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا نبی پاک ﷺ کی وفات کے بعد جو مصیبت اس امت پر نازل ہوئی وہ ہے خوب سیر ہو کر کھانا کھانا، کیونکہ جب لوگوں کے پیٹ بھر گئے تو ان کے اجسام میں موٹاپا اتر آیا جس کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں تعصب اور کج روی آ گئی اور انکی خواہشات نفس بے قابو ہو گئیں۔

جسم کی سرکشی کا علاج بھوکا رہنا ہے:

(۲۳) ہمیں احمد بن عثمان نے قاسم بن قیس نخعیؒ حمید بن المثنی کی سند سے بیان کیا کہ

---

[۱] اس روایت سے متقارب الفاظ کے ساتھ امام بخاریؒ نے بھی ایک روایت کو الادب المفرد باب الجلوس علی سریر صفحہ ۳۹۸ پر نقل کیا۔

علاوہ ازیں امام ابن ماجہ نے اپنی سنن کتاب الزھد باب ضجاع ال محمد ۲/۱۳۹۱ میں نقل کیا۔ نیز امام حمد بیہقی، ابن سعد ان سب حضرات نے مذکورہ بالا روایت کی تخریج کی ہے۔

حضرت ابو جعفرؒ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ جسم اس وقت سرکشی کرتا ہے جب پیٹ بھر جاتا ہے'' لہٰذا اس جسم کی سرکشی کنٹرول کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا کبھی بھی نہ کھایا جائے تا کہ جسمانی سرکشی کے نتیجہ میں صادر ہونے والی مصیبت کی بنیاد سرے سے ہی ختم ہو جائے۔

حضرت علیؓ کی حضرت عمرؓ کو نصیحت:

(۲۴) ہمیں عبدالرحمٰن بن صالح نے یونس بن بکر، عنبسہ بن الازھر، یحییٰ بن عقیل کی سند سے بیان کیا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا اے عمر! اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے دونوں ساتھیوں (نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے مل جاؤ، تو اپنی آرزوئیں بالکل کم (چھوٹی) کر دو اور کھانا پیٹ بھر کر نہ کھاؤ اور اپنے لباس میں پیوند لگاؤ اور تہبند چھوٹی پہنا کرو، اور اپنے جوتے کو خود ہی سی لیا کرو۔ یہ ایسے کام ہیں کہ ان کو اختیار کر کے آپ اپنے دونوں رفیقوں سے مل سکتے ہیں [1]

فقط اتنا کھاؤ کہ کمر سیدھی ہو جائے:

حضرت عبادہ بن صامت کا ارشاد:

(۲۵) ہمیں احمد بن عیسیٰ نے عبداللہ بن وہب، سعید بن ابی [2] ایوب، ابی خلاد کی سند سے بیان کیا حضرت عبادہ بن [3] صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیٹ کی کیفیت یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اور لاؤ اور لاؤ یعنی مزید کی خواہش کرتا ہے، اتنا کھانا تمہارے لئے کافی ہے کہ جس سے تمہاری کمر سیدھی ہو جائے۔

---

[1] مذکورہ بالا روایت کی تخریج تنبیہ الغافلین میں بھی کی گئی۔ دیکھئے جلد اول ص ۲۴۱

[2] یہ حضرت سعید بن ایوب مصریؒ ہیں، ان کی کنیت ابو یحییٰ ذکر کی گئی ہے۔ اور ان کے والد کا نام مقلاص ہے، قبیلہ بنو خزاعہ سے ان کا تعلق ہے۔ ۱۶۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

[3] حضرت عبادہ بن صامت قبیلہ خزرج کے سردار تھے، اور انصار صحابہ میں سے تھے، ابتدائے اسلام ہی میں انہوں نے نبی کریمؐ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اسلام قبول کیا، اور یہ عقبہ اولیٰ اور ثانیہ دونوں میں شریک ہوئے۔ نیز قبول اسلام کے بعد بدر و احد اور تمام غزوات میں نبی اکرمؐ کے ساتھ شریک رہے، علامہ مزیؒ فرماتے ہیں کہ یہ ۳۴ھ بیت المقدس میں فوت ہوئے۔ (تہذیب الکمال ۱۴/۱۸۳)

ہمیشہ پیٹ ہی کی فکر کرنے والے کے لئے ہلاکت:

قیس بن رافع رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

(۲۶) ہمیں احمد بن عیسیٰ نے عبداللہ بن وہب، خالد بن حمید، عبداللہ بن حارث کی سند سے بیان کیا کہ حضرت قیس بن[1] رافعؒ فرماتے ہیں کہ ہلاکت ہے اس آدمی کے لئے جس کی مشغولیت دنیا ہی دنیا ہو اور ہمیشہ پیٹ ہی کی فکر لگی رہے۔

پیٹ انسان کو ہلاک کر دیتا ہے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشادات:

(۲۷) ہمیں عبد بن منکدر نے مغیرہ بن عبداللہ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عاصم بن محمد عمریؒ اپنے والد[2] سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ صدقہ کے اونٹوں سے چیچڑیاں دور کرتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ گھر میں داخل ہوئے تو انہیں سخت بھوک لگ رہی تھی فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ تو ان کی اہلیہ نے ایک چارپائی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس کے نیچے ہے آپ نے وہ کھجوروں والا برتن لیا اور اس میں سے کچھ کھجوریں کھائیں پھر پانی پیا اور پیٹ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا ایسا آدمی ہلاکت میں گر گیا جس کو اس کا پیٹ جہنم کی آگ میں ڈال دے۔

---

[1] یہ عراق کے رہنے والے ہیں، ابن حبانؒ نے انہیں کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

[2] یہ حضرت عاصم کے والد محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر بن خطاب العمری ہیں علامہ مزیؒ فرماتے ہیں کہ خلیفہ بن خیاط نے انہیں چوتھے طبقہ میں نقل کیا ہے اور یہ ثقہ راوی ہیں، بہت سے حضرات نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔ تہذیب الکمال ۲۲۶/۲۵

[3] یہ جلیل القدر صحابی حضرت نفیع بن الحارث ثقفی ہیں، انہیں ابوبکرہ کہنے کی وجہ بھی بڑی دلچسپ ہے، ہوا یہ تھا جب نبی کریمؐ نے طائف کے قلعہ کا محاصرہ کیا تو یہ قلعہ کی فصیل سے سیڑھی لگا کر باہر کود آئے سیدھے نبی کریمؐ کے پاس آ گئے اور کلمہ پڑھ مسلمان ہو گئے اور نبیؐ نے انہیں آزاد بھی کر دیا پھر انہوں نے جا کر تمام قلعہ والوں میں اعلان کیا کہ آج جو بھی آپؐ کے پاس قیدیوں میں آئے گا اسے آزاد کر دیا جائے گا، چونکہ سیڑھی کو عربی میں بکرہ بھی کہتے ہیں اور یہ سیڑھی ہی کے ذریعے قلعہ سے باہر آئے تھے اس لئے یہ ان کی کنیت ہی بن گئی اور ان کے اصل نام پر غالب آ گئی، علامہ مزیؒ نے ان کی وفات ۵۲ھ ذکر کی ہے (۱۳۶/۱۹ تہذیب الکمال)

اشیاء کی فراوانی اور پیٹ کی مشق:

(۲۸) ہمیں ھاشم بن حارث نے عبید اللہ بن عمرو، عبدالملک بن عمیر کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عبدالرحمان بن ابی بکرۃؓ اپنے والد[۳] سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس روٹی اور زیتون کا تیل لایا گیا تو آپ نے اس کو تناول نہ فرمایا کہ جب تک بازاروں میں گھی فروخت ہوتا رہے گا تب تک یہ پیٹ بھی اس کی مشق کرتا رہے گا۔

حضرت عمرؓ کا خوف خدا کی وجہ سے گوشت سے پرہیز:

(۲۹) ہمیں عبید بن محمد نے ابراہیم بن بکر، طلحہ بن زید القرشی، ابی البختری کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اگر قیامت کے دن حساب کتاب کا ڈر نہ ہوتا تو میں حکم دیتا کہ ایک بھاری مقدار میں گوشت تندور میں بھونا جائے تا کہ سب خوب سیر ہو کر کھائیں۔

رسول اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ کا بغیر چھنا آٹا کھانا:

(۳۰) ہمیں سعید بن سلیمان[۱] نے عبدالحمید بن سلیمان کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابو حازمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سہل بن سعد[۲] رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کبھی آپ نے بھوسی نکلا ہوا آٹا دیکھا تھا؟ انہوں نے فرمایا اس زمانے میں بھوسی نکالنا تو دور کی بات ہے کبھی ہم نے دیکھا بھی نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آٹا چھانا گیا ہو بلکہ آپ بھی بغیر چھنا آٹا استعمال فرماتے تھے اور اسی حالت میں آپ وفات پا گئے۔

راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ پھر آپ لوگ آٹا کیسے چھانتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہم گندم کے دانے چکی میں ڈال کر پیستے تھے اور پھر پھونک مار کر چھلکے وغیرہ اڑا لیتے تھے

---

[۱] سعید بن سلیمان الضبی الواسطی، ان کی کنیت ابوعثمان البزاز ہے اور ان کا لقب سعدویہ ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے ان کی توثیق کرتے ہوئے فرمایا ثقہ، حافظ، اور ان کی وفات ۲۲۵ھ لکھی ہے۔ (تقریب التہذیب ص ۲۳۷)

[۲] یہ مشہور صحابی قبیلہ بنو ساعدہ سے تعلق رکھتے تھے اور انصاری تھے ان کا نام سہل بن سعد الساعدی الانصاری اور کنیت ابوالعباس تھی، ان کی وفات ۹۱ھ میں ہوئی اس وقت ان کی عمر تقریباً ۱۰۰ سو سال کے قریب تھی اور کہا جاتا ہے کہ مدینہ منورہ میں صحابہ میں سب سے آخر میں ان کی وفات ہوئی۔ (العبر ج ۱ ص ۷۹)

پھر جو بچ رہتا اسی کو حاصل کر لیتے اور وہی ہمارا آٹا ہوتا جو کھانے میں استعمال کیا جاتا تھا۔

پورے دن میں فقط گیارہ لقمے:

(۳۱) ہمیں قاسم بن محمد بن ابراہیم العبسی[1] نے ھشیم بن ساسان، عبیداللہ بن عمر کی سند سے بیان کیا کہ حضرت نافعؒ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں (وہ اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کھانے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے) فرمایا کہ حضرت عمر پورے دن میں صرف گیارہ لقمے کھایا کرتے تھے، آنے والے دن کی انہیں کوئی فکر نہیں ہوا کرتی تھی۔

میٹھے کی مٹھاس ختم مگر افسوس کی کڑواہٹ باقی:

(۳۲) ہمیں عبید بن محمد نے ابو اسامہ، سلیمان بن المغیرہ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ثابت[2] بنانیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شربت پیش کیا گیا، تو انہوں نے برتن ہاتھ میں لیا اور کچھ سوچتے ہوئے اس کو اپنے ہاتھوں میں گھومانا شروع کر دیا پھر فرمایا میں اس کو پی تو رہا ہوں لیکن اس کی مٹھاس جاتی رہے گی اور کڑواہٹ باقی رہ جائے گی۔ چنانچہ پھر آپ نے وہ برتن پاس بیٹھے ہوئے لوگوں میں کسی کے ہاتھ میں دیا جو اس نے پی لیا۔

(۳۳) ہمیں علی بن مسلم بن سعید نے عباد بن عباد، جعفر بن زبیر، قاسم بن عبدالرحمٰن کی سند سے بیان کیا حضرت ابو امامہ[3] فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک

---

[1] یہ قاسم بن محمد بن ابراہیم ہیں، اور ابراہیم کی کنیت ابوشیبہ ہے، نیز یہ مشہور زمانہ حافظ الحدیث حضرت ابوبکر ابن ابی شیبہ اور عثمان ابن ابی شیبہ دونوں کے بھائی ہیں، مگر ان کا معاملہ دونوں بھائیوں کے بالکل برعکس ہے کہ وہ دونوں بھائی تو حفظ وضبط کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں اور ان موصوف کی حضرات محدثین نے انتہائی تضعیف کی ہے، اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ "اہل علم حضرات نے ان سے احادیث لینا ہی چھوڑ دی تھیں۔ (لسان المیزان ۴/۴۶۵)

[2] ثابت بن اسلم البنانی البصری، اور کنیت ان کی ابو محمد ہے، یہ بڑے اعلیٰ درجہ کے علماء میں سے تھے اور حضرت انسؓ کے خصوصی شاگرد تھے، حضرات اہل علم ان کی جلالت شان پر متفق ہیں، بہت سے حضرات نے ان سے علمی استفادہ کیا، علامہ ذہبیؒ ان کے تذکرہ میں لکھتے ہیں "امام بکر المزنیؒ نے فرمایا: جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ اپنے زمانے کے سب سے زیادہ عبادت گزار شخص کی زیارت کرے تو اس کو چاہیے کہ ثابت البنانی کو دیکھ لے۔ علامہ ذہبی نے ان کی وفات ۱۲۷ھ لکھی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء جلد پنجم ص ۲۲۰)

[3] ابو امامہ یہ حضرت صدی بن عملان الباھلیؓ ہیں، کہا جاتا ہے کہ شام میں صحابہ میں سب سے آخر میں ان کا انتقال ہوا اور یہ ۸۱ھ میں فوت ہوئے۔ (اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۶)

برتن میں رکھ کر حلوہ لایا گیا تو آپ نے فرمایا اس چیز پر ہمارے قریش والے ایک دوسرے کو ذبح کر دیتے تھے۔

دنیا کے جھگڑوں کی بنیاد پیٹ اور عورت ہے:

(۳۴) ہمیں محمد بن احمد القرشی نے محمد بن زیاد کی سند سے بیان کیا کہ حضرت زبان الکلبیؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مختار ثقفی کو قتل کیا تو حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ نے تمام حضرات کے لئے کھانے کی دعوت کی، جب سب کھانے سے فارغ ہوئے تو انہوں نے فالودہ پیش کیا جو برتن میں چھلک رہا تھا، حضرت مصعب نے اپنے ساتھیوں سے کہا آگے بڑھو اور اسے کھالو اور کہا اللہ کی قسم دین اونٹوں......... کے میں نہیں رکھا ہوا اور نہ ہی کبھی ایسا ہوگا اور لڑائی وقتل وقتال کی ایک تو یہی (حلوے جیسے مزے) بنیاد ہے جس کو تم سب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو، اور دوسری بنیاد وہ ہے جو خیموں میں (عورتیں) ہیں۔

جوانوں کا کھانا خشک ہوتا ہے:

(۳۵) ہمیں اسحاق بن اسمٰعیل نے قبصہ، سفیان کی سند سے بیان کیا عقبہ اسدیؒ فرماتے ہیں ایک دفعہ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کے لئے کھجور اور گھی سے بنا ہوا حلوہ لایا گیا تو آپ نے فرمایا یہ تو بچوں کا کھانا ہے اور پھر آپ نے تناول نہ فرمایا اور اس کو ترک کر دیا۔

حضرت عمرؓ کا دستر خوان:

(۳۶) ہمیں عبداللہ بن یونس بن بکیر نے اپنے والد، حسن بن دینار، حسن کی سند سے بیان کیا حضرت احنف بن قیسؒ[1] فرماتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ[2]

---

[1] احنف بن قیس بصرہ میں پیدا ہوئے اور اس وقت جناب نبی کریمؐ حیات با برکات تھے لیکن یہ ان کی زیارت نہ کر سکے، ان کا شمار تابعین میں ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں حلم و بردباری قدرتی طور پر کچھ زیادہ ہی ملی تھی اور حلم میں ان کی مثال دی جایا کرتی تھی ۷۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

[2] ابوموسیٰ اشعریؓ یہ مشہور جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن قیس بن سلیمؓ ہیں علمی شغف کے ساتھ ساتھ ان میں بہادری بھی بہت تھی۔ حضرات خلفاء راشدین نے انہیں بارہا خصوصی مہمات میں امیر بنا کر روانہ فرمایا۔ ان کی وفات ۴۴ھ میں ہوئی۔

کے ساتھ وفد کی صورت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، ہم نے دیکھا کہ ان کے پاس تین عدد روٹیاں تھیں جن میں سے ایک دن دودھ اور گھی سے روٹی کھاتے، ایک دن تازہ گوشت کے ساتھ، اور ایک دن زیتون کے تیل کے ساتھ کھانا کھاتے، کیوں کہ آپ امیر المومنین تھے جس کی وجہ سے سب کو یہی کھانا کھانا پڑتا تھا، لوگوں نے جب یہی حالت دیکھی تو کچھ نے ناک بھوں چڑھائی کہ یہ کیسا مشکل کھانا ہے، یہ دیکھ کر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم لوگوں کے عذر کو اچھی طرح جان چکا ہوں اور میں یہ بھی خوب جانتا ہوں کہ عیش وعشرت کی زندگی کیسی ہوتی ہے، اگر میں چاہوں تو تمہارے لیے جانور کے سینے کا اور اونٹ کے کوہان کا گوشت بہترین طریقہ سے مہیا کرسکتا ہوں، علاوہ ازیں اچھا بھنا ہوا گوشت اور چپاتیاں بھی پیش کرسکتا ہوں لیکن میں نیکیوں کا ذخیرہ آخرت کے لئے باقی رکھنے کا خواہش مند ہوں۔

کیونکہ اللہ عزوجل نے اپنے کلام پاک میں ایک قوم کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

''اَذۡهَبۡتُمۡ طَيِّبٰتِكُمۡ فِىۡ حَيَاتِكُمُ الدُّنۡيَا وَاسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهَا

ترجمہ: ''تم لوگوں نے اپنی تمام اچھی چیزیں اپنی دنیا کی زندگی میں ہی حاصل کرلیں اور وہیں ان سے مزے اڑا لئے، یہاں تمہارے لئے کچھ بھی نہیں''

کھانے بچھونے اور لباس میں حضرت عمرؓ کا معمول:

(۳۷) ہمیں عبداللہ بن یونس نے اپنے والد، ابو معیشر کی سند سے بیان کیا کہ محمد بن قیسؒ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی گردن کی ہڈیاں کمزوری کی وجہ سے صاف نظر آنے لگ گئی ہیں، اگر آپ ان سے کہیں کہ اپنے معمول کے کھانے سے کچھ اچھا کھانا کھائیں اور لباس بھی ذرا اچھا زیب تن فرمائیں کیوں کہ ان کے لباس میں بھی ہم نے دیکھا ہے کہ رنگ برنگ ٹکڑوں سے پیوند لگے ہوتے ہیں، اور بستر بھی قدرے اچھا استعمال کریں کہ اب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مالی وسعت عطا فرمادی ہے، لہٰذا امیر المومنین کے اچھے اوڑھنے بچھونے سے مسلمانوں کی شان وشوکت کو بھی تقویت ملے گی۔

یہ سب باتیں سمجھا بجھا کر انہوں نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا، جب حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جا کر سب باتیں امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے عرض کیں، تو انہوں نے فرمایا تم تو حضور اکرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہو، میں تم ہی سے پوچھتا ہوں کہ بتاؤ آپ ﷺ کیلئے تم نے جو سب سے اچھا بچھونا بچھایا وہ کس طرح کا تھا؟

فرمایا ایک ٹاٹ جس کو میں دوہرا کر کے بچھا دیتی تھی جب وہ سخت معلوم ہونے لگتا تھا تو میں اس کو چار تہہ کر کے بچھا دیتی۔

آپ نے فرمایا اب یہ بتاؤ کہ نبی کریم ﷺ کا سب سے عمدہ لباس کس طرح کا تھا، فرمایا ایک پوشاک تھی جس میں کالی اور سفید دھاریاں تھیں جسے ہم نے خود تیار کیا تھا آپ کے لئے، وہ ایک دن کسی نے دیکھی تو اسے اچھی لگی تو کہا یا رسول اللہ! یہ مجھے پہنا دیجئے آپ نے وہ پوشاک اسی آدمی کو عنایت فرما دی۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ کھجوریں منگوائیں اور حکم دیا کہ ان گٹھلیاں بھی نکالو اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بھی کر دو، جب یہ تمام کام ہو گیا تو آپ نے وہ کھجوریں کھالیں اور یہی ان کا کھانا تھا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! مجھے کھانا بہت پسند ہے اور سخت اشتہاء کے باوجود میں چربی کھاتا ہوں جبکہ میرے پاس گوشت بھی ہے اور میں تیل پر بھی گزارہ کرتا ہوں جب کہ میرے پاس گھی بھی موجود ہے، اور میں نمک استعمال کر لیتا ہوں جبکہ میرے پاس زیتون بھی ہے، اور میں سوکھی روٹی کھا لیتا ہوں جبکہ میرے پاس نمک بھی موجود ہے غرض میں اعلیٰ کے بجائے ادنیٰ پر ہی اکتفاء کر لیتا ہوں، اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ میرے دونوں ساتھی (نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے ایک ایسا راستہ اختیار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے راضی ہو گیا، چنانچہ اب میری باری ہے مجھے سخت اندیشہ ہے کہ اگر میں اس راستہ سے ہٹ گیا تو کہیں میں ناکام نہ ہو جاؤں [1]

---

[1] اس روایت کے مضمون کے اکثر حصے کو امام ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں نقل کیا ہے۔ (جلد اول ص ۴۹)

اللہ تعالیٰ کا پیٹ کی خواہشات سے دور اولیاء سے خطاب:

(۳۸) ہمیں ہارون بن عبداللہ نے سیار، جعفر کی سند سے بیان کیا کہ حضرت یوسف بن یعقوب اور لقمان الحنفی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم تک یہ حدیث مبارکہ پہنچی ہے کہ اللہ رب العزت قیامت کے دن اپنے اولیاء کرام سے فرمائیں گے، اے میرے نیک بندو! میں نے دنیا میں بارہا تمہاری یہ حالت دیکھی کہ تمہاری آنکھیں نیچے کو دھنسی ہوئی ہیں اور ہونٹ پانی نہ پینے کی وجہ سے سکڑے ہوئے اور پیٹ بھوک برداشت کرنے کی وجہ سے دبلا ہو گیا تھا۔ بس آج تمہارے درمیان پیالے کا دور چلے گا اور آج تم خوب کھاؤ پیو اور اس کے بعد آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

"كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْئًاۢ بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ"

"خوب رچ کر کھاؤ پیو اس کے بدلے جو تم نے فارغ اوقات میں اعمال کئے"

اللہ تعالیٰ کے راستے میں بھوک کی فضیلت:

(۳۹) ہمیں ابو جعفر الکندی نے محمد بن صبیح، سعید بن بشیر کی سند سے بیان کیا کہ حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک موقع پر جنتی حور کے ساتھ شہد کی نہر کے کنارے ٹیک لگائے بیٹھا ہوگا اور اس کی حور شہد کا گلاس اسے پیش کرے گی یہ دل میں سوچے گا کہ کیا ہی اچھی زندگی ہے، اتنے میں وہ اس کو کہے گی، اے حبیب اللہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ میرے آقا نے تم سے کب میری شادی کی تھی؟ وہ کہے گا مجھے تو معلوم نہیں۔

حور اس کو بتائے گی کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے تجھے دیکھا اس دن سخت گرمی ہو رہی تھی اور تیرے سفر کی کیفیت یہ تھی کہ تو منزل کے دونوں اطراف سے دور تھا اور گرمی کی وجہ سے تجھے پیاس شدت سے لگ رہی تھی، اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ کیفیت دیکھ کر تیری وجہ سے ملائکہ کے سامنے فخر کیا اور فرمایا کہ دیکھو کہ میرا یہ بندہ میری وجہ سے اپنی بیوی، کھانا پینا اور عیش و راحت چھوڑے ہوئے ہے کہ مجھے میرے رب کی خوشنودی مل جائے تم سب گواہ رہو

میں نے اس کی مغفرت کر دی، اس کے بعد وہ حور اس سے کہے گی کہ اس دن تیری مغفرت کا اعلان کرنے کے بعد میری شادی تجھ سے کر دی تھی۔

نفس کو بھوکا رکھنے سے معرفت حاصل ہوگی:

(۴۰) ہمیں محمد بن حلسین نے بہلول، بشر بن منصور، ثور کی سند سے بیان کیا کہ حضرت خالد بن معدان[۱] فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ اپنے نفس کو بھوکا رکھو اور اس کو عیوب سے پاک رکھو تا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت تمہیں حاصل ہو جائے[۲]

مالک بن دینار کا پیٹ بھرنے سے گریز:

(۴۱) ہمیں خالد بن خداش نے المعلی الوراق کی سند سے بیان کیا کہ حضرت مالک[۳] بن دینار فرماتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ اپنے میں بہت کمزوری محسوس ہونے لگی یہاں تک کہ میں نے محسوس کیا کہ میں نماز بھی نہ پڑھ سکوں گا تو میں نے ستو کو راکھ کے ساتھ ملا کر کھایا اگر میں نماز کے لئے تقویت پاتا تو اس کے سوا کچھ بھی نہ کھاتا۔

موت پیٹ بھرے کو آتی ہے:

(۴۲) ہمیں خالد نے معلیٰ وراق کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابو عبیدہ الخواص[۴]

---

[۱] خالد بن معدان بن ابی کرب الکلاعی، ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے یہ تابعین میں سے ہیں انتہائی عبادت گزار ہونے کے ساتھ ساتھ شہرت سے سخت نفرت کرتے تھے، حضرت صفوان بن عمرؒ فرماتے ہیں کہ جب ان کے حلقہ درس میں لوگ زیادہ ہوتے تو آپ کبھی کبھی تشریف نہ لاتے کہ کہیں شہرت نہ ہو جائے۔ ان کے جب انتقال کا وقت ہوا تو اسوقت بھی روزے کی حالت میں تھے ۱۰۴ھ میں وفات پائی (صفۃ الصفوۃ ج ۴ ص ۲۱۵

[۲] اس روایت کو حلیۃ الاولیاء جلد پنجم ص ۲۱۰ میں بھی نقل کیا گیا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ قول حضرت عیسیٰؑ کی طرف بھی منسوب ہے۔

[۳] مالک بن دینار بصری، ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے ان کی جلالت شان پر تمام ائمہ متفق ہیں ۱۳۱ھ میں بصرہ ہی میں ان کی وفات ہوئی۔

[۴] ابوعبیدۃ الخواص ان کا نام عباد بن عباد ین ہے اور یہ ابو عبیدہ ہی سے مشہور ہیں جبکہ ان کی کنیت ابو عتبہ ہے، یہ بہت ہی عبادت گزار تھے، ان کے دل میں بڑی رقت تھی، کہا جاتا ہے کہ یہ سورۂ قارعہ کی تلاوت نہیں کرپاتے تھے وجہ یہی تھی کہ اس سورت کے مضامین سے دل میں ہولنا کی پیدا ہو جاتی تھی۔ (الطبقات الکبری شعرانی)

فرماتے ہیں کہ اے انسان! تیری موت پیٹ بھر کر کھانے ہی میں ہے اور تیری خوش نصیبی اسی میں ہے کہ تو بھوکا رہے جب تو پیٹ بھر کر کھائے گا تو ضرور بضرور سوئے گا جس کی وجہ سے دشمن تجھ پر قدرت حاصل کر کے تیرے سینے پر چڑھ کر بیٹھ جائے گا، اور اگر تو بھوکا رہے گا تو تجھے نیند نہیں آئے گی بلکہ دشمن کی گھات لگا کر بیٹھے گا۔

مالک بن دینارؒ کا بھوک پہ گذارا کرنا:

(۴۳) ہمیں عبداللہ بن عیسیٰ الطفاوی نے عبداللہ بن شحام کی سند سے بیان کیا کہ حضرت مالک بن دینارؒ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا میں چالیس دن تک پھوک[1] کھاتا رہا، اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ یہ میرے جسم کو خشک کر کے سکیڑ (کمزور کر) دے گا تو میں ہمیشہ یہی کھاتا رہتا۔

مالک بن دینارؒ روٹی کے بجائے ریت پر آمادہ:

(۴۴) ہمیں محمد بن عمر بن علی المقدمی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت یوسف بن عطیہ الصفارؒ کو یہ فرماتے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت مالک بن دینارؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرمایا اگر ریت میرے حلق سے اتر جاتی تو میں ریت ہی کھا کر گزر بسر کر لیتا۔

چالیس سال نرم روٹی کی خواہش اور پھر نہ کھانا:

(۴۵) ہمیں ہارون بن عبداللہ نے سیار کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عثمان ابو ابراہیمؒ حضرت مالک کے شاگردوں میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے سنا کہ وہ اپنے شاگرد سے فرماتے تھے کہ مجھے تازہ نرم روٹی کے ساتھ دودھ کی خواہش ہوتی ہے۔

---

[1] یہاں عربی میں لفظ ثجیر ہے ثجیر پھوک کو کہتے ہیں پھوک وہ باقی ماندہ مادہ ہوتا ہے جو کسی چیز کا رس وغیرہ نچوڑ لینے کے بعد بچتا ہے اسی طرح ثجیر سے مراد کبھی تلچھٹ بھی ہوتا ہے جو کسی بھی مائع چیز کا نیچے رہ جانے والا گدلا مادہ ہوتا ہے لیکن یہاں پھوک مراد ہے تلچھٹ نہیں۔

مالک بن دینار جنگلوں اور صحراؤں میں بھٹکنے اور رہنے والے شخص تھے بڑے عابد و زاہد تھے جنگلوں اور صحراء میں جو میسر آتا اسے پھانک لیتے تھے اور اس وقت کھاتے جب یہ احساس ہو جاتا کہ اب عبادت کے لئے بھی بدن میں قوت میسر نہیں رہی۔

ان کے تفصیلی واقعات ہماری مترجم کتاب ''سو بڑے زاہدین'' میں ملاحظہ کریں۔

فرماتے ہیں کہ وہ شاگرد گیا اور دودھ روٹی لاکر حاضر کردی مالکؒ نے کچھ دیر تک اس کھانے کو دیکھا اور پھر ارشاد فرمایا اور پھر کھانے کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ چالیس سال سے میری یہی چاہت تھی کہ میں یہ کھانا کھاؤں لیکن میں پھر بھی غالب رہا، اب تو چاہتا ہے کہ مجھ پر تو غالب آجائے، ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا پھر آپ نے شاگرد کو حکم دیا کہ اسے اٹھا کر لے جاؤ۔ اور پھر آپ نے وہ کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔

ایثار کرو مگر پیٹ پر نہیں:

(۴۶) ہمیں محمد بن حسین نے خالد بن یزید الطبیب، حازم بن حسین کی سند سے بیان کیا کہ حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں اے انسان کیا تیرا پیٹ تیرے بدن سے زیادہ تجھے عزیز ہے؟ اور کیا تو اپنے نفس سے زیادہ ایثار اپنے پیٹ پر کرتا ہے؟ تو نے اپنے پیٹ کو اچھے اور لذیذ کھانے پینے سے خوب بھر لیا تو ٹھیک ہے میں دیکھتا ہوں کہ کب تک......[۱]

کھانے سے کیا کمی اور زیادہ کھانے سے کیا بڑھتا ہے:

(۴۷) ہمیں ہارون بن عبداللہ نے سیار، جعفر کی سند سے بیان کیا کہ حضرت مالک بن دینارؒ نے ایک مرتبہ اپنے شاگردوں سے فرمایا تمہاری اس مجلس میں ایسا کون ہے؟ (جس نے اب تک کچھ کھایا پیا نہ ہو)؟ پھر فرمایا اللہ کی قسم اب تک میں نے کچی اور نہ ہی کوئی پکی ہوئی چیز کھائی ہے اور نہ ہی خشک کھائی لیکن پھر بھی میرے اندر کوئی کمی نہیں ہوئی (جبکہ تم لوگ کھاپی رہے ہو) تو تم میں کس چیز کا اضافہ ہوا؟

دنیا و آخرت سنوارنے والوں کا شیوہ:

(۴۸) ہمیں محمد بن حسین نے داؤد بن المحبر، عبدالواحد بن زیاد کی سند سے سماعۃ بیان کیا کہ حضرت مالک بن دینارؒ نے ایک دفعہ حوشب[۲] بن مسلم سے فرمایا میں تمہیں دو نصیحتیں کرتا ہوں، ان کو پلہ سے باندھ لو، فرمایا کھانے سے خوب سیر ہو کر کبھی رات نہ گزارنا، اور

[۱] یہاں عبارت اصل نسخے میں مٹی ہوئی تھی لہٰذا طباعت میں بھی رہ گئی ہے۔

[۲] یہ حضرت حوشب بن مسلم ثقفی ہیں اور حجاج بن یوسف کے آزاد کردہ غلام ہیں یہ ٹوپیاں فروخت کر کے اپنا گزر اوقات کرتے اور عبادت میں ایسے مگن رہتے کہ دنیا کا خیال ہی نہ تھا اور یہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے خصوصی شاگردوں میں سے ہیں (تہذیب الکمال جلد ہفتم ص ۴۶۴)

کھانے میں ابھی کچھ اشتہا باقی ہو تو کھانا چھوڑ دینا، اپنے آپ کو خوب سیر نہ ہونے دینا، راوی فرماتے ہیں کہ حوشب نے کہا اے ابو یحییٰ یہ تو دنیا کے اطباء کہا کرتے ہیں محمد بن واسعؒ دونوں کا مکالمہ سن رہے تھے انہوں نے فرمایا ٹھیک ہے کہ دنیا کے طبیب تو اسی طرح کہتے ہیں، لیکن اپنی آخرت سنوارنے والوں کا بھی یہی شیوہ ہے۔

حضرت مالکؒ نے دونوں کی باتیں سن کر فرمایا واہ واہ کیا بات کہی جا رہی ہے پھر فرمایا دراصل بات یہ ہے کہ دنیا اور آخرت دونوں کا سنوارنا جن لوگوں کا مطمح نظر ہوتا ہے یہ ان لوگوں کا شیوہ ہے۔

بھوکے پیٹ رہنے کے فوائد:

(۴۹) ہمیں محمدؒ نے خالد بن عمرو اموی، دعلج کی سند سے بیان کیا حضرت محمد بن واسعؒ[۱] فرماتے ہیں کہ جس آدمی کا کھانا کم ہوگا اس کی ذکاوت فہم بہت تیز ہوگی، اور دل برائیوں اور وساوس سے خوب پاک اور رقت انگیز رہے گا، کیونکہ کھانے کی کثرت آدمی کو ایسا بھاری کر دیتی ہے کہ آدمی بہت کچھ چاہتے ہوئے بھی وہ سب نہیں کر سکتا جو چاہتا ہے[۲]

حضرت ابن عمرؓ کا زبردست ایثار:

(۵۰) ہمیں یحییٰ بن یوسف الزمی نے ابوملیح، میمون بن مہران کی سند سے بیان کیا کہ حضرت نافعؒ جو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب گھر والوں کو ایک پیالہ بھر کھانے پر جمع فرماتے، دریں اثناء اگر کوئی سائل آ جاتا تو آپ اپنے حصے کا کھانا نکال کر اس مانگنے والے کو دینے چلے جاتے، اور جب دے کر واپس لوٹتے تو پیالے میں سے کھانا ختم ہو چکا ہوتا، یا پھر اگر میرے کھانے میں سے کچھ بچا ہوتا تو کھا لیتے ورنہ صبح تک بھوکے ہی رہتے۔

---

[۱] محمد بن واسع بن جابر الازدی، ان کی کنیت ابو بکر ہے، فقہاء میں ان کا شمار ہوتا تھا ان کے سامنے عہدہ قضاء پیش کیا گیا تو انکار کر دیا، حضرت حسن بصریؒ انہیں زین القرآن کہہ کر پکارا کرتے تھے، اور حضرت ابن سیرینؒ وحسن بصریؒ جیسے کبار تابعین ان کے اساتذہ تھے۔ علامہ ذہبیؒ نے ان کی وفات ۱۲۳ھ ذکر کی ہے۔

[۲] حلیۃ الاولیاء (۲ص۳۵۱)

ابو سلیمان درانی کا قول ہے کہ نفس جب بھوکا پیاسا ہو تو دل صاف اور رقیق ہو جاتا ہے اور جب پیٹ بھرا ہو تو دل اندھا ہو جاتا ہے۔ صفۃ الصفوۃ ۴ص ۲۲۵

مال و دولت پیٹ اور جسم پر خرچ کرنے پر ابن عمرؓ کی ناراضگی:

(۵۱) ہمیں یحییٰ بن یوسف نے ابوالملیح، میمون بن مہران کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کا بیٹا آیا اور کہا ابا جان مجھے تہبند بنوا کر دیں، کیوں کہ اس کا تہبند کافی لمبا ہونے کی وجہ سے لٹک رہا تھا، آپ نے فرمایا اس کو کاٹ کر دھرا کروا لو، تمہارے لئے یہی کافی ہے۔

پھر فرمایا اللہ کی قسم میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگوں کو جو کچھ مال و نعمت اللہ رب العزت نے دیا ہے اس کو اپنے پیٹوں میں اور جسموں پر لگا رہے ہو اور تم لوگ بیواؤں، یتیموں، اور مسکینوں کی مدد نہیں کرتے ہو[۱]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کبھی سیر ہو کر نہیں کھایا:

(۵۲) ہمیں محمد بن یحییٰ بن ابی حاتم نے عتاب بن زیاد، عبداللہ بن مبارک ابن لھیعہ، محمد بن عبدالرحمٰن اسدی کی سند سے بیان کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ صفیہ بنت ابی[۲] عبید فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی انہیں (ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو) پیٹ بھرا نہیں دیکھا کہ میں کہہ سکوں انہوں نے بھی خوب سیر ہو کر کھایا چنانچہ میں نے ان کے لئے ایک مرتبہ کھانا تیار کیا اور انہیں پیش کیا تو ان کے ہاں دو یتیم بچے ان کی تربیت میں تھے فرمایا ان بچوں کو بلاؤ چنانچہ انہوں نے بھی آ کر آپؓ کے ساتھ کھانا کھایا، جب وہ کھانے سے فارغ ہو کر چلے گئے، تو میں نے مزید کچھ کھانا پیش کیا تا کہ آپ خود بھی کچھ کھالیں، حضرت نے جب کھانا دیکھا تو فرمایا ان بچوں کو بلاؤ، حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میں نے کہا آپ

---

[۱] مذکورہ بالا روایت تخریج کی امام احمد بن حنبلؒ نے کتاب الزھد میں بھی کی ہے جلد دوم ص ۱۲۵

[۲] یہ حضرت ابن عمرؓ کی اہلیہ ہیں ان کا نام صفیہ بنت ابی عبید بن مسعود الثقفیہ ہے، یہ مختار بن ابی عبید ثقفی کذاب کی ہمشیرہ ہیں۔ حضرت صفیہ رحمۃ اللہ علیہا تابعیہ ہیں جو مدینہ منورہ ہی میں رہتی تھیں، اہل علم حضرات نے ان کی توثیق کی ہے نیز امام بخاریؒ نے بطور استشھاد ان کی احادیث نقل کی ہیں سوائے امام ترمذیؒ کے تمام اصحاب ستہ نے ان سے روایتیں نقل کی ہیں (تھذیب الکمال ۳۵/۲۱۲)

ان کے مکمل حالات ہماری مترجم کتاب۔ دور تابعین کی نامور خواتین اور تالیف۔ سو بڑی زاہد خواتین' میں ملاحظہ فرمائیں۔

نے ابھی تو انہیں اچھی طرح کھانا کھلا کر بھیجا ہے وہ دونوں اب سو گئے ہیں آپ کھانا کھالیں فرمایا نہیں اگر وہ بچے کھا چکے ہیں تو پھر اہل صفہ کو بلاؤ بہر حال پھر انہیں بلایا گیا اور ان سب نے مل کر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ کھانا کھایا۔[1]

ابن عمرؓ کا کوڑھیوں کے ساتھ کھانا:

(۵۳) ہمیں محمد بن یحییٰ نے محمد بن جعفر المدائنی، امام شعبہ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عثمان بن سلیطؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی کبھی کوڑھ کے مریضوں میں سے بھی کسی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے۔ اور فرماتے کیا معلوم کہ قیامت کے روز ان میں سے کون فرشتہ ہو۔[2]

کھانے میں یتیموں کا خیال رکھنا:

(۵۴) ہمیں محمد بن یحییٰ بن ابی حاتم نے یزید بن ھارون کی سند سے بیان کیا کہ حضرت سفیان حسینؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عام عادت یہ تھی کہ وہ جب دوپہر یا شام کا کھانا کھاتے تو اپنے آس پاس کے یتیم بچوں کو بھی بلا کر کھانے میں شریک کر لیا کرتے، ایک دن دوپہر کے کھانے کے وقت یتیموں کے بلاوے کے لئے غلام کو بھیجا تو کوئی نہ ملا، تو آپ نے کھانا کھا لیا، حضرت کھانے کے بعد کچھ مختصر سا ستو وغیرہ نوش فرمایا کرتے تھے، تو حسب عادت اس دن آپ کھانے سے فارغ ہو کر مشروب کا وہ گلاس ہاتھ میں لئے ہوئے ہی تھے کہ اتنے میں یتیم بچہ آ گیا، آپ نے وہ گلاس اسے دے دیا اور فرمایا کہ میاں اسکو پی لو، میرے خیال سے تم اب بھی خسارے میں نہیں کچھ نہ کچھ تمہیں بھی مل ہی گیا ہے۔[3]

---

[1] مذکورہ بالا روایت کے لئے دیکھئے حلیۃ الاولیاء جلد اول ص ۲۹۸

[2] حلیۃ الاولیاء ۱/۳۰۰ پر مرقوم ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کسی سائل کو لوٹاتے نہ تھے حتیٰ کہ کوڑھیوں کے ساتھ بھی کھانا تناول فرمالیتے تھے اور وہ کوڑھی ان کے ساتھ ایک ہی تھال میں کھانا کھاتا اور کوڑھی کی انگلیوں سے خون ٹپک رہا ہوتا تھا۔

[3] کتاب الزھد از امام احمدؒ ۲/۱۲۱۔ حلیۃ الاولیاء ۱/۲۹۹

ابن عمرؓ کا سخاوت پر حرص کرنا:

(۵۵) ہمیں محمد بن یحییٰ نے محمد بن سابق کی سند سے بیان کیا کہ حضرت مالک بن مغولؒ سے منقول[1] ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ایک دن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے لئے ایک دن کے گھر والوں نے کھانا تیار کر کے لایا اور آپ کی خدمت میں پیش کیا، حضرت نے چاہا کہ یہ کھانا مساکین میں تقسیم کر دوں، گھر والے کھانا اٹھا کر لے گئے، کہ حضرت یہ سب تقسیم کر دیں گے اور خود بھوکے رہ جائیں گے، یہ دیکھ کر حضرت نے فرمایا تم نے مجھے اس کھانے سے محروم کر کے یہ چاہا کہ میں اس کو جھاڑیوں میں پھینک دوں، فرمایا اللہ کی قسم آج میں اس کھانے کو چکھوں گا بھی نہیں۔

حضرت ابن عمرؓ کی سخاوت اور صاحبزادوں کی پریشانی:

(۵۶) ہمیں محمد بن یحییٰ نے عتاب بن زیاد، عبداللہ بن مبارک، مفضل بن لاحق کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر بن[2] حفصؒ سے منقول ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابن

---

[1] مالک بن مغول عاصم البجلی الکوفی، ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے، یہ بڑے درجے کے علماء میں سے تھے، فن اسماء الرجال کے بڑے ائمہ میں سے امام یحییٰ بن معینؒ اور احمد بن حنبلؒ نے ان کی توثیق کی ہے، امام عجلیؒ نے فرمایا یہ بہت ہی نیک آدمی تھے حتی کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے انہیں کہا کہ اللہ سے ڈرو تو انہوں نے اپنے رخسار زمین پر ٹکا دیئے اس روایت سے اصل واقعہ قاری کو پتہ نہیں لگ پاتا کہ ایسا کیوں ہوا تھا۔ حلیۃ الاولیاء ص ۱/۱۹۸ میں جو واقعہ درج ہے اس سے کچھ وضاحت ہو جائے گی۔ ابن عمرؓ کی زوجہ بہت نیک سیرت اور زاہد خاتون تھیں وہ ان کا خیال بہت رکھتی تھیں۔ ایک مرتبہ کسی نے کہہ دیا کہ آپ ابن عمر کا خیال نہیں رکھتیں؟ تو انہوں نے فرمایا: ''ہم اور کیا کریں ہم جب بھی کھانا ان کے لئے پکاتے ہیں یہ کسی کو بلا کر کھلا دیتے ہیں'' اس کے بعد انہوں نے ابن عمرؓ کے راستے میں بیٹھنے والے مساکین کو (جنہیں ابن عمر مسجد سے نکلتے ہوئے بلا کر لاتے اور کھلا دیتے تھے) بلوایا اور کہا کہ تمہارا کھانا میں تمہیں پہنچا دونگی مگر حضرت ابن عمر کے راستے میں مت بیٹھا کرو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت ابن عمرؓ نے جب ان مساکین کو نہیں دیکھا تو فرمایا کہ جاؤ فلاں فلاں کو بلا لاؤ۔ ادھر محترمہ نے ان کو بھی کھانا بھیج دیا تھا اور کہا تھا کہ جب حضرت بلائیں تو مت آنا۔ لہٰذا وہ بھی نہ آئے اس پر حضرت ابن عمر کچھ سمجھ گئے اور فرمایا تم چاہ رہی ہو کہ آج رات میں کھانا نہ کھاؤں۔ علامہ ذہبیؒ نے ان کی وفات ۱۵۹ھ ذکر کی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے سیر اعلام النبلاء ۱۷۴/۷۔

[2] یہ عبداللہ بن حفص بن عمر بن سعد بن ابی وقاص المدنیؒ ہیں، یہ اپنی کنیت ہی سے مشہور ہیں، اور یہ حضرت عروہ بن زبیر کے خصوصی شاگرد ہیں، ثقہ راوی ہیں بہت سے حضرات اہل علم نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ تہذیب الکمال ۴۲۳/۱۴

عمر رضی اللہ عنہ کی عادت یہ تھی کہ مکہ اور مدینہ میں کسی بھی مریض کو چاہے وہ کوڑھی ہو یا برص کی بیماری والا یا اور کوئی مصیبت زدہ ہو غرض ہر ایک کو آپ کے دستر خوان پر آنے کی اجازت تھی۔

ایک دن آپ کھانے کے لئے تشریف فرما تھے کہ اہل مدینہ کے غلاموں میں سے دو غلام آ گئے، تو آپ کے بیٹوں نے ان کی خوب خوشامد کی اور انہیں دل کھول کر جگہ دی، اپنے بیٹوں کا یہ سلوک دیکھ کر انہیں ہنسی آ گئی، آپ کو ہنستے دیکھ کر دونوں غلاموں کو بڑا تعجب ہوا، اور انہوں نے پوچھا اے ابو عبدالرحمٰن (یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت تھی) اللہ تعالیٰ آپ کو عمر خوش رکھے آپ کس وجہ سے ہنسے؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج مجھے اپنے بیٹوں کو دیکھ کر بڑا تعجب ہوا ان کی حالت یہ ہے کہ اگر کوئی بھوکا ان کے پاس کھانے کے وقت آ جائے۔ تو ان کا دل تنگ ہو جاتا ہے، اور تیور بدل جاتے ہیں تا کہ مہمان کو تکلیف ہو اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ اگر ایک آدمی کی جگہ بیٹھ سکتا ہو تو اس سے بھی دریغ نہیں کرتے تا کہ آنے والے کو خوب تکلیف اور شرمندگی ہو، اور اب تم آئے ہو تو انہوں نے جگہ بھی دے دی اور کھانا بھی بخوشی دے دیا، یہ لوگ ایسے آدمی کو کھانا کھلانا چاہتے ہیں جو کھانا نہیں چاہتا، اور جو کھانا چاہتا ہے اس کو نہیں کھلاتے [1]

حضرت ابن عمرؓ کو ہاضم دوا کھانے کی ضرورت نہ تھی:

(۵۷) ہمیں محمد بن یحییٰ بن ابی حاتم نے بکر بن خداش، مالک بن مغول کی سند سے بیان کیا کہ حضرت نافعؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کے پاس ایک دوا لائی گئی جسے ''کبل جوارش'' کہا جاتا ہے، آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا یہ کیا ہے آپ کو بتایا گیا کہ یہ کھانا ہضم کرنے کی دوا ہے، آپ نے فرمایا تم کھانا ہضم کرنے کی دوا میرے پاس لائے ہو جبکہ میرے ہاں تو کھانا اتنا کم ہوتا ہے کہ اس سے بس زندگی کا گزر بسر ہو سکتا ہے اس لئے کھانا ہضم کرنے کی دوا کی ضرورت کیا ہے؟ [2]

---

[1] یہاں سند میں ابوبکر بن حفص عبداللہ بن حفص بن عمر بن سعد مدنی ہیں عروہ بن زبیر سے روایت کرتے تھے۔ تہذیب الکمال ۱۳/ ۴۲۳ پر انہیں ثقہ کہا گیا ہے۔ یہ روایت کتاب الزھد از عبداللہ بن مبارکؒ میں ہے (ص ۲۱۶) صاحبزادے اس لیے پریشان تھے کہ اس طرح ابن عمرؓ خود بھوکے رہ جاتے تھے اور اس وجہ سے کمزور ہو گئے تھے۔

[2] اس دوا کا مختلف کتابوں میں کہیں آدھا اور کہیں پورا درج ہے باقی یہ ایک خشک قسم کا حلوہ ہوتا تھا جو زیادہ میٹھا نہیں ہوتا تھا لیکن اتنا ہوتا تھا کہ چیونٹی لیجاتی تھی۔ الزھد، امام احمد ۲/ ۱۲۳۔ حلیۃ ۱/ ۳۰۰

ابن عمرؓ نے کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا:

(۵۸) ہمیں عبدالعزیز بن محمد نے عبید اللہ بن عمر کی سند سے بیان کیا کہ حضرت نافعؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب سے میں اسلام کی روح سے واقف ہوا ہوں کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔

حضرت ابن عمرؓ کی مسکین نوازی کا مشہور ہونا:

(۵۹) ہمیں شریح نے ھشیم کی سند سے بیان کیا کہ حضرت منصور بن زاذانؒ نقل کرتے ہیں کہ ابن سیرینؒ نے فرمایا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا حضرت ہم آپ کے لئے جوارش تیار کردیں؟ آپ نے فرمایا یہ جوارش کیا ہوتی ہے، اس نے کہا یہ ایک ایسی دوا ہے کہ جب آپ کو کھانے کا ثقل محسوس ہو تو اس کے استعمال کرنے سے معدے کا ثقل دور ہو جائے گا، آپ نے فرمایا چار مہینوں سے میں نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا، اور فرمایا آگے بھی مجھے ایسے آثار نظر نہیں آتے کہ میں وافر مقدار میں کھانا کھا سکوں البتہ میں نے ایسے کچھ لوگ ضرور دیکھے ہیں کہ کبھی تو وہ بھوکے ہوتے ہیں اور کبھی پیٹ بھر کر کھانا کھاتے ہیں[1]

مسکین نوازی سے مساکین کا غلط فائدہ اٹھانا:

(۶۰) ہمیں اسحاق بن اسمٰعیل نے ابو معاویہ، اعمش کی سند سے بیان کیا کہ حضرت نافعؒ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا، وہ ایک دفعہ بیمار ہو گئے، تو صفیہ نے باندی کو بازار بھیجا کہ جاؤ حضرت کے لئے پھل خرید لاؤ، باندی بازار سے پھل خرید کر لائی تو راستہ میں ایک فقیر نے اسے دیکھ لیا اور وہ اس کے پیچھے ہو لیا، باندی نے گھر میں قدم رکھا تو فقیر نے شور مچانا شروع کر دیا مسکین (یعنی مسکین پھل مانگ رہا ہے) آپؓ نے یہ دیکھ کر فرمایا یہ پھل مسکین کو دے دو، حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے باندی کو دوسری بار درہم دے کر پھل خریدنے کے لئے بھیجا تو وہ مسکین دوبارہ آ گیا، آپ نے

---

[1] اس روایت کو امام احمدؒ نے کتاب الزھد جلد دوم ص ۱۲۱ پر نقل کیا اور امام ابو نعیمؒ نے حلیۃ الاولیاء میں جلد اول ص ۲۹۷ پر نقل کیا ہے۔

دوسری مرتبہ بھی فرمایا یہ پھل مسکین کو دے دو۔ سہ بار حضرت صفیہ نے باندی کو بھیجا اور فقیر سے کہا اگر تم اس کے دفعہ بھی آئے تو تمہیں پھر کبھی بھی کچھ نہیں ملے گا۔ چنانچہ اسکے بعد وہ فقیر نہ آیا اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو وہ پھل کھلایا گیا۔

صحابہ کرامؓ کی بھوک سے کیفیت:

(۶۱) ہمیں خالد بن خداش نے ہدی بن میمون کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابن سیرینؒ [۱] سے روایت ہے فرمایا نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی حالت یہ تھی کہ تین دن گزر جاتے کھانے کو کچھ نہ ملتا، اگر کوئی چمڑہ مل جاتا تو اس کو آگ پر تھوڑی دیر رکھ کر کھا لیتے، اور جب وہ بھی نہ ملتا تو ایک پتھر لے کر پیٹ پر باندھ لیتے تاکہ کمر بھوک کی وجہ سے نہ جھکے اور سیدھی رہے [۲]

پیٹ کے ساتھ کتے کا سا سلوک کرو:

(۶۲) ہمیں خالد بن خداش نے المعلی بن وراق کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابو عبیدہ الخواصؒ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ بدبخت آدمی وہ ہے جو کسی دوسرے کی وجہ سے جہنم کی آگ میں داخل ہو، پھر فرمایا انسان کا پیٹ کتے کی مانند ہے جیسے کتے کو ایک آدھ روٹی کا ٹکڑا ڈال کر دور کر دیا جاتا ہے، اس پیٹ میں دو چار لقمہ ڈال کر اس کی بھوک کو دور کر دو۔

مالک بن دینار کا پتھر چوسنے کی تمنا کرنا:

(۶۳) ہمیں محمد بن علی المقدمی نے یوسف بن عطیہ بن باب کی سند سے بیان کیا کہ حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم اگر کنکریاں بھوک پیاس کی کفایت کر

---

[۱] یہ تابعی جلیل محمد ابن سیرینؒ ہیں، یہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کے اخر کے چند سالوں میں پیدا ہوئے اور انہوں نے حضرت عثمانؓ کا خطبہ بھی سنا اور جب حضرت عثمانؓ کا محاصرہ ہوا تو اسے بھی دیکھا۔ جب انہیں عہدۂ قضاء (چیف جسٹس) پیش کیا گیا تو یہ روپوش ہو کر شام چلے گئے۔ حضرت مورق العجلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن سیرینؒ جیسا فقیہ اور تقویٰ والا کبھی نہیں دیکھا۔ ان کی وفات ۱۱۰ھ میں ہوئی۔ (العبر ۱/۱۰۳)

[۲] کتاب الزھد امام احمد ص ۴۳۴ حدیث (۱۷۹۵)

جاتیں تو میں انہیں ہی چوس لیا کرتا[۱]

بعض اولیاء کا لقمے پر پتھر کی تمنا کرنا:

(۶۴) ہمیں اسحاق بن ابراہیم نے وکیع، عبدالواحد بن زید کی سند سے بیان کیا کہ حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے لوگوں کو بھی پایا کہ اگر کھانے کا ایک لقمہ بھی کھاتے تو ان کی تمنا یہ ہوتی تھی کہ یہ پتھر ہوتا تو اچھا تھا[۲]

پیٹ کو شیطان کی زنبیل مت بناؤ:

(۶۵) ہمیں ابراہیم بن عبداللہ الھروی[۳] نے جعفر بن سلیمان کی سند سے بیان کیا کہ حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ آدمی کا پیٹ کتے کی طرح ہوتا ہے جیسے کتے کو روٹی کا ٹکڑا وغیرہ جیسی معمولی چیز ڈال کر دور کیا جاتا ہے تاکہ وہ خاموش ہو جائے اسی طرح پیٹ کا معاملہ ہے تم اپنے پیٹ کو شیطان کی زنبیل مت بناؤ کہ جیسے چیز چاہے اس میں ڈالتا رہتا ہے تو تم بھی ڈالتے رہو۔

(۶۶) یہ حدیث اصل کتاب میں پوری طرح واضح نہیں ہے کلمات مٹے ہوئے ہیں لہٰذا اسی طرح چھاپ دیا گیا ہے۔

بعض اولیاء کی بھوک کی حالت:

(۶۷) ہمیں سُریج نے یونس، روح بن عبادہ، ھشام کی سند سے بیان کیا کہ امام حسن

---

۱ حلیۃ الاولیاء (۳۶۷/۲) اور محاضرات الادباء (امام راغبؒ) میں حضرت مالک بن دینار کا یہ قول لکھا ہے کہ میری خواہش ہے کہ کاش میرا رزق کنکریوں میں ہوتا تو میں انہیں چوس کر گذارا کر لیتا۔ کیونکہ میں بار بار بیت الخلاء جا کر تنگ ہو چکا ہوں۔ (اس آنے جانے میں عبادت کا بہت حرج ہوتا ہے)

۲ حلیۃ الاولیاء ص ۲۶۹ پر لکھا ہے کہ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ میری خواہش یہ ہے کہ میں ایسا لقمہ کھاؤں جو میرے پیٹ میں ''آجرہ'' کی طرح پڑا رہے۔ اور فرماتے ہمیں معلوم ہوا کہ آجرہ پانی کے اندر تین سو سال تک پڑا رہتا ہے اور گھلتا نہیں۔

۳ یہ ابراہیم بن عبداللہ بن حاتم الھروی ہیں، ان کی کنیت ابو اسحاق ہے، یہ جعفر بن سلیمان الضبعی سے روایت کرتے ہیں اور ان سے مؤلف عظام حضرت ابن ابی دنیاؒ روایت کرتے ہیں۔ دیکھئے تہذیب الکمال جلد دوم ص ۱۱۹

بصریؒ فرماتے ہیں اللہ کی قسم ہم نے ایسے لوگوں کو پایا اور ان میں سے بعض کے ساتھ بھی رہے کہ انہیں کبھی یہ نوبت تک نہ آتی کہ اپنے گھر والوں کو کھانا تیار کرنے کا حکم دیتے یا دیا ہو، اور نہ ان لوگوں نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور اسی حالت میں ان کی موت آ گئی، البتہ اگر مل بھی جاتا تو اس طرح کھاتے کہ جب سیر ہونے کے قریب ہوتے تو کھانا چھوڑ دیتے۔

حضرت عیسیٰؑ کا حواریوں کو کھانے کی چیزیں بتانا:

(۶۸) ہمیں سریج نے یزید بن ہارون، المسعودی[1]، علی بن تذیمہ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابو عبیدؒ[2] سے منقول ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے ان سے سوال کیا کہ ہم کیا کھائیں؟ فرمایا! جو کی روٹی کھاؤ۔ پھر انہوں نے پوچھا ہم کیا پئیں؟ آپؑ فرمایا خالص پانی پیو۔ انہوں نے پوچھا تکیہ کیا چیز بنائیں؟ فرمایا زمین تمہارا تکیہ ہے پھر حواریوں نے پوچھا کہ آپ تو ہمیں زندگی بہت سختی سے گذارنے کا حکم دے رہے ہیں؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ اس عمل سے آسمانوں کی تمام مخلوقات میں سے کوئی بھی خالی نہیں حتی کہ بعض انسان تو یہ عمل اپنی خوشی سے بھی کرتے ہیں۔

انہوں نے پوچھا وہ کیسے؟ آپؑ نے فرمایا کہ دیکھو جب آدمی بھوکا ہوتا ہے تو روٹی کا ایک ٹکڑا اسے کتنا اچھا لگتا ہے اگر چہ جو ہی کی روٹی کا کیوں نہ ہو، اور جب پیاس کی شدت بڑھتی ہے تو اسے پانی کتنا اچھا لگتا ہے، اگر چہ وہ پانی ہی کیوں نہ ہو۔ اور جب زیادہ دیر کھڑا رہے تو زمین پر تکیہ لگانا اس کو بہت ہی اچھا لگتا ہے۔

انسان کو پیٹ اور شرمگاہ نے برباد کر دیا:

(۶۹) ہمیں عبدالرحمٰن بن واقد نے خلف بن خلیفہ، حمید الاعرج نے کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن حارثؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا دو خالی

---

[1] یہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود ہیں۔

[2] ابو عبیدہ: ان کا نام عامر بن عبداللہ بن مسعود ہے، یہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں۔ البتہ ان کے متعلق حضرات محدثین میں اختلاف ہے کہ انہوں نے اپنے والد سے سماع حدیث کیا یا نہیں۔ جب ان کے والد محترم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا انتقال ہوا تو ان کی عمر سات برس تھی ان سے بہت سے حضرات روایت بھی کرتے ہیں، علامہ مزیؒ نے ان کی وفات ۸۱ھ ذکر کی ہے۔ تہذیب الکمال ۶۱/۱۴

جگہیں ایسی ہیں جنہوں نے ابن آدم کو ہلاک کر ڈالا، فرمایا ایک تو اس کا شکم ہے اور دوسری شرمگاہ۔

پیٹ اور شرمگاہ کی ضرورت پوری کرنا بالآخر ملامت ہی ہے:

(۷۰) ہمیں محمد بن ادریس نے عمرو بن اسلم کی سند سے بیان کیا کہ حضرت سلم بن میمونؒ [۱] نے فرمایا:

أانک مهما تعط بطنک سوله. وفرجک الا منتهی اللوم اجمعا

''تو اپنے پیٹ اور شرمگاہ کی جتنی احتیاجی دور کرے گا بالاخر انجام کار ملامت ہی حاصل ہوگی''

اہل بیت کے گھروں میں نورانیت کی وجہ:

(۷۱) ہمیں عبدالرحمٰن بن صالح العتکی نے عبداللہ بن مطلب العجلی، حسن بن ذکوان یحییٰ بن ابی کثیر [۲] کی سند سے بیان کیا حضرت ابوسلمہؒ [۳] روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اہل بیت کا کھانا بہت کم ہے جس کے سبب ان کے گھروں میں نور زیادہ ہے۔

دنیا کی حرص ولالچ کرنا نحوست ہے:

(۷۲) ہمیں داؤد بن عمروؒ [۴] الضبی نے یعقوب بن محمد، عبید بن سلیمان [۵] کی سند سے بیان کیا کہ حضرت یعقوب [۶] بن عبداللہؒ فرماتے ہیں کہ مجھ تک نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد پہنچا

۱۔ سلم بن میمون الخواص الرازی، الزاهد یہ حضرات صوفیاء میں سے تھے۔

۲۔ یہ قبیلہ بنوطی سے تعلق رکھتے تھے اسی وجہ سے انہیں طائی بھی کہا جاتا ہے ان کی کنیت ابونصر ہے یہ ثقہ وثبت ہونے کے ساتھ ساتھ تدلیس بھی کرتے تھے حافظ ابن حجرؒ نے ان کی وفات ۱۳۲ھ ذکر کی ہے تقریب التہذیب ص ۵۹۶

۳۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری، ان کے نام میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں عبداللہ اور بعض کہتے انکا نام اسماعیل تھا۔ البتہ ثقہ درجے کے راوی تھے ۹۴ھ میں وفات ہوئی۔ تقریب ص ۶۴۵

۴۔ داود بن عمرو بن زہیر الضبی البغدادی اور کنیت ابوسلیمان ہے یہ امام مسلمؒ کے کبار شیوخ میں سے ہیں، ان کی وفات ۲۲۸ میں ہوئی۔ تقریب ص ۱۱۹

۵۔ عبید بن سلیمان الاغر، امام بخاریؒ نے انہیں کتاب الضعفاء میں نقل کیا ہے اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں صدوق۔ تقریب التہذیب ص ۳۷۷

۶۔ یعقوب ابن عبداللہ بن الاشج المدنی، کنیت ابویوسف ہے ثقہ راوی ہیں ان کی وفات ھشام بن عبدالملک کی خلافت کے اخری دور میں ۱۲۲ھ سمندر میں ڈوبنے کی وجہ سے ہوئی۔

ہے فرمایا دنیا کی حرص اور لالچ میں پڑے رہنا انتہائی نحوست ہے۔

اولیاء کی زیادہ کھانے سے موت پر ناراضگی:

(۷۳) ہمیں علی بن الجعد نے مبارک بن فضالہ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے کہا کہ کل رات آپ کے بیٹے نے بہت زیادہ کھانا کھالیا تھا جس کی وجہ سے اس کا پیٹ پھول گیا تھا، آپؓ نے فرمایا اگر وہ اسی حالت میں وفات پا جاتا تو میں کبھی اس کا جنازہ نہ پڑھتا۔

بغیر بھوک مت کھاؤ:

(۷۴) ہمیں سریج بن یونس نے ھشیم کی سند سے بیان کیا کہ حضرت منصور بن زاذان واسطیؒ نقل کرتے ہیں کہ حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا کبھی بھی بغیر بھوک کے کھانا مت کھانا، اگر تم سے کچھ کھانا بچ جائے تو اسے کسی کتے کو کھلا دینا۔ (مگر خود مت کھانا)

صدیق اکبرؓ کے گھر میں رزق کی حالت:

(۷۵) ہمیں ھاشم بن الحارث نے عبید اللہ بن عمرو الرقی، عبد اللہ بن محمد کی سند سے بیان کیا کہ حضرت جابر[۱] بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نماز عصر کے بعد میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ چل دیا، آپ جب گھر پہنچے تو اپنی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا گھر میں کچھ کھانے کے لئے ہے؟ انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم کچھ نہیں رکھا ہوا، آپ نے پھر فرمایا ذرا دیکھ لو اس پر بھی آپ کی اہلیہ نے فرمایا واللہ کچھ بھی نہیں۔

پھر آپؓ نے اپنے گھر کی بکری کو ٹانگوں سے پکڑ کر اپنے گھٹنے کے نیچے پھنسایا (اس بکری نے اسی دن بچہ دیا تھا) وہ بکری بھی اچھی وعمدہ نسل کی بکری تھی، آپ نے اس کا دودھ دھویا پھر اس کو ایک ہانڈی میں ڈالا جو مٹی کی بنی ہوئی تھی، پھر باندی کو حکم دیا کہ اس کو پکالو، پکنے کے بعد ہمارے سامنے پیش کیا گیا جسے ہم نے بھی کھایا اور آپ نے بھی تناول فرمایا اور

---

[۱] یہ جلیل القدر صحابی حضرت جابر بن عبد اللہ الخزرجی الانصاریؓ ہیں یہ انیس غزوات میں نبی اکرمؐ کے ساتھ شریک رہے اور بکثرت احادیث مبارکہ ان سے منقول ہیں ۷۸ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

اس کے بعد ہم سب نے نماز پڑھی اور وضو وغیرہ بھی نہ کیا۔

حضرت ابن عمرؓ کا پیٹ بھر کر نہ کھانا:

(۷۶) ہمیں سریج بن یونس نے ھشیم، اسماعیل بن [۱] خالد کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا حضرت ہم آپکے لئے ''جوارش'' زود ہضم دوا تیار کرنا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا یہ جوارش کیا چیز ہے، اس نے کہا حضرت یہ ایک دوا ہے جو کھانا کھانے کے بعد استعمال کی جاتی ہے اس سے کھانے کا ثقل ختم ہو جاتا ہے، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے چار ماہ سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور آئندہ بھی کوئی امید نہیں البتہ میں نے بعض لوگ ایسے ضرور دیکھے ہیں کہ جو کبھی بھوکے رہتے ہیں اور کبھی پیٹ بھر کر کھانا کھاتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کی مہمان نوازی:

(۷۷) ہمیں سریج بن یونس نے ھشیم، یونس کی سند سے بیان کیا حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں میں نے احنف بن قیس سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ ہم کھانے کے وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاتے تھے، آپ ہمیں دودھ اور روٹی پیش کیا کرتے، اور کبھی روٹی کے ساتھ زیتون کھلاتے، کبھی سرکہ بھی ہوتا، اور کبھی کبھی گوشت خشک کیا ہوا اس کے ساتھ روٹی عنایت فرما دیتے تھے اور بہت زیادہ عمدہ کھانا اگر پیش کیا جاتا تو اس صورت میں روٹی کے ساتھ تازہ گوشت ہوتا تھا۔

حضرت عمرؓ کے گھر کا دستر خوان:

(۷۸) ہمیں سریج بن یونس نے ھشیم، اسماعیل بن ابی خالد [۲] قیس کی سند سے بیان کیا حضرت عتبہ بن [۳] فرقد سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[۱] اسماعیل بن ابی خالد الاحمسی یہ آٹا پیسنے والے تھے اور حضرات تابعین میں سے ثقہ راوی ہیں انہیں پانچ صحابہ کی زیارت وسماع حدیث کا شرف حاصل ہوا اور بہت سے حضرات ان سے روایت کرتے ہیں علامہ مزیؒ نے ان کی وفات ۱۴۶ھ ذکر کی ہے۔ (تہذیب الکمال ۶۹/۳)

[۲] یہ قیس بن ابی حازم ہیں ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔

[۳] حضرت عتبہ بن فرقد سلمیؓ ہیں حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں انہوں نے عراق کا شہر موصول فتح کیا تھا۔ (تہذیب الکمال ۳۱۹/۱۹)

کے پاس آیا اس زمانے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں اور خصوصاً امہات المومنین کے اعزاز و اکرام کے لئے اونٹ ذبح کرواتے تھے، چنانچہ جب اونٹ ذبح کیا گیا تو آپ نے گردن اور گلے کی ہڈیوں کے متعلق حکم دیا کہ انہیں ہمارے گھر بھیج دو، یہی گوشت ان کا اور ان کے گھر والوں کا حصہ ہوا کرتا تھا جسے وہ کھاتے تھے، آپ نے کھانا منگوایا تو پیش کیا گیا۔

روٹی کی حالت یہ تھی کہ انتہائی سخت سوکھی ہوئی اور اس کے ساتھ گوشت کے سخت ٹکڑے، آپؓ نے مجھ سے فرمایا کھاؤ یعنی کھانا شروع کرو، میں نے کھانا کھانا شروع کر دیا کہ درمیان میں ایک گوشت کا ٹکڑا آ گیا اس کو میں نے چبانا شروع کیا تو وہ ٹوٹ نہیں رہا تھا پھر میں نے اس کو نگلنے کی کوشش کی تو اس میں بھی ناکام ہو گیا، جب میں نے اس کو منہ سے نکال کر دیکھا تو وہ ایک سفید ٹکڑا تھا، میں نے گمان کیا کہ شاید یہ کوہان کی چربی ہو گی جب میں نے اس کو ہاتھ سے دبا کر دیکھا تو وہ گلے کی ہڈی تھی جو نہ چبائی جا رہی تھی نہ اگلی جا رہی تھی، امیر المومنین رضی اللہ عنہ میری یہ کیفیت ملاحظہ فرما رہے تھے، فرمایا میں نے تمہیں اچھی طرح دیکھ لیا ہے کہ تمہارے ساتھ کیا ہو رہا ہے البتہ اتنی بات ذہن نشین کر لو کہ یہ عراق نہیں اور نہ اس طرح کی سہولتیں کھانے پینے کی یہاں میسر ہیں جس طرح تم اور تمہارے ساتھی خوب مزے سے کھاتے پیتے ہو اور عیش کی زندگی گزار رہے ہو۔

حضرت عمرؓ کا عام مسلمانوں کو نہ ملنے والا حلوہ نہ کھانا:

(۷۹) ہمیں سریج بن یونس نے مروان بن معاویہ اسماعیل بن ابی خالد، قیس کی سند سے بیان کیا: حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ خاص قسم کا حلوہ لیکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب میں نے اس حلوے کی ٹوکری نما برتن آپکے قریب لا کر رکھے تو آپ نے ایک برتن کھول کر دیکھا، پھر فرمایا اے عتبہ! کیا یہ حلوہ تمام مسلمانوں کو دستیاب ہے؟

میں نے کہا امیر المومنین یہ صرف امیر طبقہ کو ہی میسر ہے، آپؓ نے فرمایا جب یہ عامۃ المسلمین کو دستیاب نہیں تو میں کس طرح کھا سکتا ہوں پھر فرمایا اس کو لے جاؤ مجھے اس کی قطعی ضرورت نہیں، پھر راوی حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا حدیث ذکر کی۔

دنیاداروں کے پاس بکثرت بیٹھنا رب تعالیٰ کی ناشکری ہے:

(۸۰) ہمیں خالد بن مرداس السراج نے عبداللہ بن مبارک، عبداللہ بن ولید کی سند سے بیان کیا حضرت عبداللہ بن عبیدؒ سے مروی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے جماعت مہاجرین! تم دنیاداروں کے پاس زیادہ مت بیٹھا کرو، اس لئے کہ ان کے پاس بکثرت آنا جانا باری تعالیٰ کی بخششوں کو کم سمجھنے کا ذریعہ ہے۔

نفسانی چاہتوں کا دین پر غلبہ بربادی ہے:

(۸۱) ہمیں خالد بن مرداس نے المعلیٰ الجعفی، ابن ابی نجیح کی سند سے بیان کیا کہ حضرت مجاہدؒ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا اے لوگو! زیادہ کھانا کھانے سے پرہیز کرو کیونکہ اس سے نماز میں سستی پیدا ہوتی ہے اور جسم خراب ہوتا ہے اور بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہیں، اور اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے ذی علم شخص سے سخت ناراض ہوتے ہیں جو کھا کھا کر خوب موٹا ہو جائے، البتہ کھانے میں اعتدال اختیار کرو کیونکہ یہ صحت بہتر رکھنے میں زیادہ مفید ہے، اور فضول خرچی سے بھی حفاظت کا ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بھی تقویت کا سبب ہے، آدمی اس وقت تک بربادی سے محفوظ رہتا ہے جب تک اپنی چاہتوں کو دین پر قربان کرتا رہتا ہے، جیسے ہی چاہتیں دین پر غالب آتی ہیں آدمی کی بربادی کے آثار شروع ہو جاتے ہیں حتی کہ ہلاکت مقدر بن جاتی ہے۔[1]

پیٹو کہلانا عار سمجھا گیا ہے:

(۸۲) ہمیں محمد بن حسان نے ابو عمر العزیز عبدالمجید بن سلیمان الخزاعی کی سند سے

---

[1] اسرار الحکماء ص ۲۵

اس میں ایک عبارت اور بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت موٹے ذی علم شخص کو ناپسند کرتا ہے۔ بلکہ یہ عبارت حلیہ ۳۶۲/۲ پر حکمت کی طرف منسوب ہو کر ذکر ہوئی ہے۔

احیاء علوم الدین ۱۲۵/۳ میں اسے تورات کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

اور ۱۲۶/۳ پر حضرت عمرؓ کا ارشاد مروی ہے کہ: موٹاپے سے بچو کیونکہ یہ زندگی میں بوجھ اور موت کے بعد سخت بدبو کا باعث ہے۔ (اصلاح المال حدیث نمبر ۳۵۰)

بیان کیا: حضرت حسن بن دینارؒ امام حسن بصریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے زمانے میں کسی مسلمان کے لئے یہ بات عار سمجھی جاتی تھی کہ اس کو یہ کہا جائے کہ فلاں آدمی پیٹو ہے۔

زیادہ کھانے والے کو ملامت کی جاتی تھی:

(۸۳) ہمیں محمد نے عبداللہ بن محمد التیمی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت سلمہ بن سعیدؒ فرماتے ہیں کہ زیادہ کھانے والے کو اس طرح ملامت کی جاتی تھی جس طرح کسی گناہ میں مبتلا آدمی کو ملامت کی جاتی ہے۔

زیادہ کھانے سے دل میں قساوت پیدا ہوتی ہے:

(۸۴) ہمیں معافی بن عمران نے سفیان ثوری کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عمرو بن قیس الملائیؒ فرماتے ہیں کہ زیادہ کھانے سے بچو کیونکہ اس سے دل میں قساوت پیدا ہو جاتی ہے۔

بڑے پیٹ کا ہونا دائمی مرض ہے:

(۸۵) حسین بن عبدالرحمٰنؒ بعض علماء کا قول نقل کرتے ہیں کہ ''جب تک تم بڑے پیٹ والے ہو اپنے آپ کو دائمی مریض سمجھو یہانتک کہ تمہارا پیٹ دبلا ہو جائے۔

رات کو پیٹ بھرے سونا ہلاکت ہے:

(۸۶) حضرت ابن الاعرابیؒ[1] فرماتے ہیں کہ اہل عرب کے ہاں مشہور ہے جو آدمی رات کو پیٹ بھر کر سوئے اس کا کام تمام ہو جاتا ہے۔ (یعنی ہلاکت میں پڑ جاتا ہے)

کام مکمل کرنے سے پہلے کھانا مت کھاؤ:

(۸۷) ہمیں ابوحاتم رازی نے احمد بن ابی الحواری کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابو

---

[1] یہ محمد بن زیاد ہیں جو ابن الاعرابی سے مشہور ہیں ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے یہ لغت میں بڑے ماہر تھے، اور اشعار خوب یاد تھے ان کی بہت تصانیف ہیں علامہ زرکلی نے لکھا ہے کہ ان کی وفات سامراء میں ۲۳۱ھ میں ہوئی۔ الاعلام جلد ششم ص ۳۶۵

سلیمانؒ[1] فرماتے ہیں جب تمہیں دنیا یا آخرت کا کوئی کام کرنا ہو تو اس وقت تک کھانا مت کھاؤ، جب تک اپنا کام مکمل نہ کرلو، کیونکہ کھانے کی وجہ سے عقل متغیر ہو جاتی ہے۔

زیادہ کھانا پیٹ کی بیماری کا سبب ہے:

(۸۸) ہمیں علی بن جعفر الاحمر نے اپنے والد[2] کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ایوب سختیانیؒ فرماتے ہیں زیادہ کھانا پیٹ کی بیماری کا سبب بنتا ہے، اور بد بو بھی بکثرت کھانے سے پیدا ہوتی ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خواہشات سے بے رغبتی:

(۸۹) ہمیں محمد بن قدامہ الجوہری نے مروان بن معاویہ کی سند سے بیان کیا حضرت ابوداؤد درومیؒ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے کہا کہ ہم آپ کے لئے ایسی دوا تیار نہ کر دیں جس سے آپ کو کھانے میں رغبت پیدا ہو جائے؟ امیر المومنینؒ نے فرمایا میں اس دوا سے کیا کروں گا، اللہ کی قسم جب میں بیت الخلاء جاتا ہوں تو مجھے بول و براز وغیرہ سے انتہائی تکلیف ہوتی ہے اور تم مجھے کھانے کیلئے دوا دینا چاہتے ہو۔

پھر اس نے کہا امیر المومنین آپ کے لئے ہم ایسی دوا تیار کرتے ہیں جس سے آپ کو عورتوں کی اشتہا ہوگی، فرمایا وہ بھی بے سود ہے کیونکہ پہلے ہی مجھے کبھی تو نشاط ہوتا ہے اور کبھی غفلت رہتی ہے، میں ایسی دوا کھا کر کیا کروں گا۔

پیٹ بھر کر کھانے والے کا جسم سرکش ہو جاتا ہے:

(۹۰) ہمیں حمید بن احمد بن سفیان بن عیینہ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت علی بن[3]...... بعض حضرات فرماتے ہیں آدمی سیر ہو کر کھاتا ہے لیکن اس کا جسم سرکش ہو جاتا ہے۔

---

[1] ابوسلیمان عبدالرحمٰن بن احمد بن عطیہ، یہ داریا کے رہنے والے تھے جو دمشق کے قریب ایک جگہ ہے اسی کی طرف انہیں منسوب کرکے دارانی بھی کہا جاتا ہے، یہ بڑے زاہد اور عبادت گزار آدمی تھے، ۲۰۵ھ میں ان کی وفات ہوئی صفۃ الصفوۃ جلد چہارم ص ۲۲۳ نیز امام غزالیؒ نے بعض حکماء کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ہم اپنی ضروریات کو کھانا وغیرہ چھوڑ کر پورا کرتے ہیں جس کی وجہ سے کام تسلی بخش طریقہ سے انجام پذیر ہوتا ہے۔

[2] یہ جعفر بن زیاد الاحمر سے موسوم ہیں اور مذہبی طور پر موصوف شیعہ تھے۔

[3] یہاں علی بن......... کے آگے کی عبارت اصل کتاب میں چھوٹی ہوئی ہے۔ (مترجم)

حضرت ابن عمرؓ کا سیر ہو کر نہ کھانا:

(۹۱) ہمیں محمد بن قدامہ نے موسیٰ بن داؤد کی سند سے بیان کیا کہ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر موصول ہوئی کہ کسی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا ہم آپ کے لئے جوارش تیار کرنا چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا جوارش کیا چیز ہے انہیں بتایا گیا کہ جب کھانے کا ثقل محسوس ہو تو استعمال سے ثقل دور ہو جاتا ہے اور کھانا مفید ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا جب سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے میں نے کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔

بھوکا رہنے سے دل نرم ہوتا ہے:

(۹۲) ہمیں محمد بن عبدالمجید التیمی نے بیان کیا کہ حضرت یوسف[1] بن اسباطؒ فرماتے ہیں بھوکا رہنے سے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے۔

بھوک نیکی کی بنیاد ہے:

(۹۳) ہمیں محمد بن حسین نے بشر بن مصلح کی سند سے بیان کیا کہ حضرت یوسف بن اسباطؒ فرماتے ہیں روئے زمین پر بھوک ہر نیکی کی بنیاد ہے۔

بھوک کے عوض دانائی اور تقویٰ نصیب ہوتا ہے:

(۹۴) ہمیں محمد نے احمد بن سہل اردنی، ابوفروہ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت سری بن نعیمؒ فرماتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ آدمی جب بھی بھوک میں وقت کاٹتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بھوک کے عوض اس میں حکمت، دانائی اور تقویٰ پیدا فرما دیتے ہیں، اور فرمایا کہا جاتا ہے کہ بھوک انبیاء و صالحین کا شیوہ ہے۔

---

[1] یوسف بن اسباط شیبانی، انکی کنیت ابومحمد ہے۔ یہ بڑے زاہد اور متقی تھے نیز یہ جب وعظ کہتے تو دل پر رقت طاری ہو جاتی تھی، انطاکیہ اور شام میں رہے، ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ محض حلال کھاتے تھے اگر میسر نہ ہو تو مٹی پھانک لیتے تھے، یہ اپنے زمانے کے بہترین آدمی تھے، حافظ ابن حجرؒ نے ان کی وفات ۱۹۵ھ لکھی ہے۔ (لسان المیزان جلد ششم ص ۳۱۷)

بھوک کے عوض نورانیت نصیب ہوتی ہے:

(۹۵) ہمیں محمد نے قادم دیلمی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابوصفوانؒ فرماتے ہیں کہ اہل عرب کہا کرتے ہیں جو آدمی بھوک میں وقت کاٹتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں ایسی نورانیت پیدا فرمادیتے ہیں کہ وہ تمام مخلوق میں بزرگی کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوتا ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عزت کا راز مستغنی (بے نیاز) ہو کر رہنے میں ہے، اور اللہ پر بھروسہ کر کے توکل اختیار کرنا انسان کے لئے کفایت ہے، اور اپنے معاملات میں نفع و نقصان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھنا دلی اطمینان کا بہترین ذریعہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کی عبادت صدق دل سے کرنا دانائی اور حکمت پر ابھارتا ہے اور آدمی سب سے کم نقصان والی جو چیز گم کرتا ہے وہ ایسا لقمہ ہے جو اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے چھوڑ دیا ہو، کیونکہ نیک و پرہیزگار لوگوں کے لئے انجام آخرت انتہائی خوبصورت ہے۔

پیٹ خواہشات پوری کروا کے ذلیل کر دیتا ہے:

(۹۶) ہمیں حسین بن عبدالرحمٰن نے بنو تمیم کے ایک آدمی کی سند سے بیان کیا امام اعمشؒ کے پاس ایک آدمی آیا جس کا پیٹ باہر نکلا ہوا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا بیوقوف تو یہ پیٹ دیکھ رہا ہے؟ کس قدر باہر نکلا ہوا ہے، اگر تو اس کی عزت افزائی میں اس کی تمام خواہشات کو پورا کرتا رہے گا تو یہ تجھے ذلیل کر دے گا، اور اگر تو نے اس کو ذلیل کر کے اس کی خواہشات کو ترک کر دیا تو تجھے عزت ملے گی۔

کھانا قیامت تک کا امتحان ہے:

(۹۷) ہمیں حسین بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام پر ابتلاء اسی کھانے کی وجہ سے ہوئی اور یہ ہی کھانا قیامت تک تمام مسلمانوں کا امتحان ہے۔

پیٹ بھر کر کھانا دل سخت کرتا ہے:

(۹۸) ہمیں حسین بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں

پیٹ بھر کر کھانا آدمی کے دل کو سخت کر دیتا ہے اور جسم کو کمزور کر دیتا ہے۔

پیٹ پر قابو پالینا تمام اعمال صالحہ پر دسترس ہے:

(۹۹) ہمیں حسین بن عبد الرحمان نے بیان کیا کہ حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ جس آدمی نے اپنے پیٹ پر قابو پالیا، وہ ایسا ہے گویا کہ اس نے تمام اعمال صالحہ پر دسترس حاصل کرلی۔

زیادہ کھانا کھانے سے دل مرجاتا ہے:

(۱۰۰) ہمیں حضرت حسین بن عبد الرحمٰنؒ فرماتے ہیں کہ حکایت مشہور ہے جس نے زیادہ کھانا کھایا اس کا دل مرجائے گا جیسے کہ زیادہ مقدار میں پانی دینے سے کھیتی مرجاتی ہے۔

پیٹ سرکش ہو تو دین میں بگاڑ آجاتا ہے:

(۱۰۱) ہمیں حسین نے بیان کیا کہ حضرت عبد الرحمٰن بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ مسلمان آدمی سب سے پہلے جس چیز کے متعلق عمل کرتا ہے وہ آدمی کا پیٹ ہے پس اگر اس کا پیٹ راہ راست پر رہے تو اس کا دین بھی اچھا رہتا ہے اور اگر پیٹ سرکشی کرے تو دین میں بھی بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔

حکمت، بھرے ہوئے معدے میں نہیں ٹھہر سکتی:

(۱۰۲) حضرت حسن فرماتے ہیں قول ہے کہ حکمت و دانائی بھرے ہوئے معدے میں نہیں ٹھہر سکتی [۱]

انسانی خواہشات کے بدلے جنت کا انعام:

(۱۰۳) ابو سلیمان بن عبد الرحمٰن بن احمد عنسیؒ ارشاد باری تعالیٰ:

"وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيراً"

''مسلمانوں نے جس چیز سے صبر کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کے بدلے جنت اور ریشم کا لباس عطا کیا، وہ فرماتے ہیں کہ جس چیز کے بدلے میں مسلمانوں کو جنت اور ریشمی

[۱] محاضرات الادباء ص ۶۳۱۔ الرسالۃ القشیریۃ ص ۲۷ یہ قول ذی النون مصریؒ کی طرف منسوب ہے۔

لباس دیا گیا وہ چیز انسانی خواہشات ہیں۔

مالک بن دینار کی ھشام کو نصیحت:

(۱۰۴) ہمیں ہارون بن عبداللہ نے سیار کی سند سے بیان کیا کہ جعفر بن سلیمان فرماتے ہیں کہ ہم حضرت مالک بن دینارؒ کے پاس تھے کہ ہشام[۱] بن حسانؒ تشریف لائے اور پوچھا ابو یحییٰ (یہ امام مالک بن دینار کی کنیت ہے) کہاں ہے؟ ہم نے کہا کہ وہ سبزی فروش کے پاس گئے ہیں۔ کہا مجھے بھی اسی کے پاس لے چلو۔ ہم انہیں وہاں لے گئے ابن سلیمان فرماتے ہیں کہ میری نظر ھشام پر تھی۔

اتنے میں حضرت مالک بن دینارؒ نے فرمایا اے ھشام! میں اس سبزی فروش کو ہر مہینے ایک درہم اور دو دانق دیتا ہوں اور اس سے پورے مہینے میں ساٹھ روٹی لیتا ہوں، ہر رات کے لئے دو روٹیاں، پس اگر یہ دو روٹیاں گرم گرم مل جائیں تو ان کا گرم ہونا ہی سالن کے قائم مقام سمجھتا ہوں اور کھالیتا ہوں کیونکہ میں نے حضرت داوٗد علیہ السلام کی کتاب زبور میں پڑھا ہے "الٰہی آپ کی شان و بلندی تمام تر بلندیوں سے بالاتر ہے آپ میرے تمام غم دیکھتے ہیں" اس کے بعد ابو یحییٰ نے کہا اے ھشام ذرا غور کرلو کہ تمہارے کیا غم ہیں۔

تمام افکار کا محور پیٹ ہونا مناسب نہیں:

(۱۰۵) ہمیں محمد بن حسن نے عبیداللہ بن محمد التمیمی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت محمد بن مسعرؒ امام مالک سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ کسی مومن کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس کا پیٹ ہی اس کے تمام افکار کا محور ہو، اور اس کی خواہشات اس پر غالب رہیں۔

دنیا کی فراوانی جھاڑی بڑھنے کے برابر ہے:

(۱۰۶) ہم سے حضرت محمد بن حسین نے فرمایا کہ حضرت مالک بن دینارؒ کے پڑوس میں ایک باندی تھی جسے فروخت کر دیا گیا تھا ایک دن اس کو آپ نے دیکھا تو فرمایا تو وہی ہے جو

---

[۱] ھشام بن حسان الزدی الفردوسی البصری، ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے یہ حضرت حسن بصریؒ کے پاس دس برس تک رہے، بڑے درجہ کے عبادت گزار اور متقی تھے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں یہ ثقہ ہیں۔ ۱۴۷ھ میں وفات پائی۔ تقریب ص ۵۷۲

پہلے میرے پڑوس میں رہتی تھی؟ اس باندی نے کہا جی ہاں اے ابویحییٰ میں وہی ہوں، آپ نے فرمایا کیا حال ہے؟ اور تو جن لوگوں کے پاس ہے وہ کیسے ہیں؟ اس نے کہا میرے والد آپ پر قربان! بڑے ہی شاندار لوگ ہیں، اور ان کے گھروں میں بھی خوب شادابی بھی ہے۔

مالک بن دینارؒ نے پوچھا کوئی ان میں ایسا بھی ہے جس کے حسن اخلاق کا چرچا ہو؟ تو اس باندی نے جواب دیا اے ابویحییٰ! ان لوگوں کے گھر بڑے ہی خوبصورت ہیں اور کھانا پینا ان لوگوں کے پاس خوب کثرت سے ہے۔ راوی کا بیان ہے، ابویحییٰ نے کہا میں اس سے ان لوگوں میں سے کسی اچھے آدمی کا پوچھ رہا ہوں اور یہ باندی ان جھاڑیوں کی آبادکاری کے بارے میں بتا رہی ہے۔

کم کھانا نیک کاموں میں معاون عادت ہے:

(۱۰۷) ہمیں محمد بن یزید بن خنس کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عبدالعزیز بن ابی[۱] رواد ؒ فرماتے ہیں کہ کم کھانے کی عادت اچھے کاموں میں سبقت کرنے کے لئے اچھا معاون ہے۔

دوسرے کو کھلانا رب تعالیٰ کے علم میں ہے:

(۱۰۸) ہمیں اسحاق بن اسماعیل نے وکیع، اعمش، منذر[۲] ثوری کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ربیع بن خثیمؒ[۳] فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے اہل خانہ کو حکم دیا کہ

---

[۱] یہ عبدالعزیز بن میمون بن بدر مکی ہیں، اور حضرت مہلب بن ابی صفرہ کے آزاد کردہ ہیں، امام جرح وتعدیل حضرت یحییٰ بن سعید القطانؒ نے ان کی توثیق کی، باقی حضرات ان کی تضعیف کے قائل ہیں، ان کے متعلق مرجئہ ہونے کی نسبت کی گئی ہے، البتہ انتہائی عبادت گزار شخص تھے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ جب یہ گفتگو کرتے تو ان کے گالوں پر سے آنسو بہہ رہے ہوتے تھے۔ حافظ ابن حجر نے ان کی وفات ۱۵۹ھ ذکر کی ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد ثالث ص ۴۶۱)

[۲] یہ حضرت منذر بن یعلیٰ ثوریؒ ہیں، یہ خود اپنے متعلق فرماتے ہیں میں حضرت محمد بن حنفیہ سے اس قدر قریب تھا کہ ان کی اولاد میں سے بعض نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ ''نبطی ہمارے والد پر ہم سے بھی زیادہ حاوی ہو گیا ہے'' حضرت ابوالحاج یوسف المزیؒ نے ان کی توثیق کرتے ہوئے فرمایا کہ ان سے بھی ایک بہت بڑی جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔ (تہذیب الکمال ۲۸/۵۱۵)

[۳] یہ حضرت ربیع بن خثیمؒ ہیں، ان کی کنیت ابویزید ہے، یہ بھی انتہائی تقویٰ وورع کے حامل تھے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ان سے فرمایا کرتے ''اے ابویزید اگر تمہیں جناب نبی کریمؐ دیکھ لیتے تو ضرور تم سے محبت فرماتے'' ان کی وفات کوفہ میں عبیداللہ بن زیاد کے دور حکومت میں ہوئی۔ (حلیۃ الاولیاء ۲/۱۰۵)

میرے لئے کھانا تیار کرو چنانچہ کھجور اور گھی کا حلوہ تیار کیا گیا، جب کھانا تیار ہو گیا تو انہوں نے ایک آدمی کو بلایا جو پاگل تھا وہ آیا تو حضرت ربیعؒ نے خود لقمہ بنا کر اس کو کھانا کھلانا شروع کیا اور وہ کھا رہا تھا اور اس کا لعاب منہ سے ٹپک رہا تھا، حضرت کی اہلیہ نے کہا میں نے یہ کھانا اتنی مشکل سے تیار کیا اور تم اس کو یہ کھانا کھلا رہے ہو، اس پاگل کو اتنا بھی معلوم نہیں کیا کھا رہا ہے؟ حضرت نے فرمایا لیکن میرا اللہ خوب جانتا ہے۔

بعضے اولیاء و زاھدین کا حال:

(۱۰۹) ہمیں علی بن الجعد نے محبوب الزاھد کی سند سے بیان کہ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں کہ ان میں سے کسی کے لئے کبھی کپڑا نہیں لپیٹا گیا اور نہ ان میں سے کوئی ایسا ہوا کہ اس کو اپنے اہلیہ کی خواہش ہوئی اور نہ ان میں سے کسی نے اپنے گھر والوں کو کھانا تیار کرنے کا حکم دیا، اور نہ انہوں نے کبھی اپنے بھائی سے میراث کی تقسیم کا مطالبہ کیا، بلکہ اگر کسی کے پاس میراث کا مال ہوتا بھی تھا تو وہ اپنے بھائی سے کہہ دیتا کہ یہ سب مال تم لے لو، کیونکہ وہ لوگ نہیں چاہتے تھے کہ اپنے دل کو دنیا کی کسی چیز میں مشغول کریں۔

ان لوگوں کی شان تو یہ تھی کہ اگر کوئی کھانا کھاتا بھی تو یہ تمنا کرتا کہ کاش یہ لقمہ میرے پیٹ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے باقی رہے (کہ مزید کھانے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو) جیسے لال اینٹ پانی کے اندر باقی رہ جاتی ہے اور گھل کر ختم نہیں ہوتی۔ وہ لوگ یہ تمنا کیا کرتے کہ جو کھا لیا یہی ہمارے لئے بطور زاد محفوظ رہے تاکہ ہم دل لگا کر یکسوئی سے عبادت کرتے رہیں کھانے پینے کی فکر سے آزاد رہیں۔

دنیا کی عیش و عشرت کے بارے میں عامرؒ کا نظریہ:

(۱۱۰) ہمیں علی بن الجعد نے محبوب الزاھد، حسن بصری کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عامر بن[۱] عبد قیسؒ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کی عیش و عشرت کو چار چیزوں میں

---

[۱] یہ حضرت عامر بن عبداللہ ہیں، جو ابن عبد قیس سے مشہور ہیں قبیلۂ بنو العنبر سے تعلق ہونے کی وجہ سے العنبری بھی کہلاتے ہیں۔ امام ابو نعیمؒ فرماتے ہیں کہ مسائل حج میں معرفت کی بابت سب سے پہلے انہیں کو شہرت ملی۔ یہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے خصوصی شاگرد ہیں، انہیں سے مسائل اور عبادت و زہد نیز قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔ ان کی وفات بیت المقدس میں ۵۵ھ میں ہوئی۔ (حلیۃ الاولیاء ۲/۹۴)

پایا: لباس، عورتیں، سونا، کھانا۔ وہ فرماتے ہیں کہ لباس کے متعلق تو میرا یہ نظریہ ہے کہ مجھے اپنا ستر چھپانے کے لئے کوئی چیز میسر آجائے جس سے ستر ڈھانپ کر میں کندھے پر ڈال دوں چاہے وہ اون ہو یا کوئی اور چیز۔ اور عورت کے متعلق فرمایا مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ میں عورت دیکھ لوں یا کوئی دیوار دیکھوں۔

البتہ نیند اور کھانا یہ دو چیزیں ایسی ہیں جو مجھ پر غالب ہیں، لیکن کبھی میں بھی ان پر غلبہ پالیتا ہوں، فرمایا اللہ کی قسم اگر زندگی رہی تو میں مشقت جھیل کر ان پر غلبہ حاصل کرونگا، حضرت حسن فرماتے ہیں کہ واللہ انہوں نے دونوں چیزوں کو مغلوب کر لیا تھا۔[1]

عقلاً ہر چیز کھانا ضروری نہیں:

(۱۱۱) ہمیں حسن بن محبوب نے فیض، علی بن بکار کی سند سے بیان کیا کہ حضرت مالک بن دینارؒ نے ایک دن اپنے شاگردوں کو مخاطب کر کے کہا تم کو میری عقل و فراست کے متعلق کچھ معلوم ہے؟ پھر فرمایا دیکھو پھل کا زمانہ آیا اور گزر بھی گیا، لیکن میں نے اس موسم کے پھل میں سے کچھ بھی نہیں کھایا اور مجھے اس سے کوئی نقصان بھی نہیں ہوا۔[2]

موسمی پھل نہ کھائیں تو کوئی نقصان نہیں ہوگا:

(۱۱۲) ہمیں حسن بن محبوب نے فیض بن اسحاق کی سند سے بیان کیا کہ حضرت حذیفہ المرعشی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مالک بن دینارؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے فرمایا تم لوگ میرے جسم اور میری عقل کا اندازہ لگا سکتے ہو؟ شاگردوں نے کہا حضرت ہمیں تو کچھ معلوم نہیں، آپ نے فرمایا تازہ کھجوریں آئیں اور پھر چلی بھی گئیں لیکن میں نے ان میں سے کچھ بھی نہیں کھایا اور مجھے اس سے کوئی نقصان بھی نہ پہنچا میں ویسے کا ویسے ہی ہوں، میرے اندر کوئی کمی محسوس نہیں ہوئی۔

---

[1] حلیۃ الاولیاء۔۲/۹۰۔۹۱

[2] حلیۃ الاولیاء ۲/۳۶۶ پر انکا یہ قول بھی نقل کیا گیا ہے کہ میں نے پورے سال تک کوئی کھجور، انگور یا خربوزہ وغیرہ نہیں کھایا۔ اور وہ مختلف چیزیں گنواتے رہے اور پھر فرمانے لگے کہ کیا (ان تمام چیزوں کو نہ کھانے کے باوجود) وہی مالک بن دینار نہیں ہوں؟؟

لذتوں کے خواہشمند نفس کو شکست دیجئے:

(۱۱۳) ہمیں حسن بن محبوب نے فیض بن اسحاق کی سند سے بیان کیا کہ حضرت حذیفہ المرعشیؒ سے مروی ہے کہ ایک دن انہوں نے اپنے سامنے روٹی رکھی تو ان کے دل میں یہ بات آئی کہ کوئی اور چیز بھی ساتھ ہونی چاہئے مگر انہیں فوراً انتباہ ہو گیا کہ یہ تو نفس کی سرکشی ہے، لہٰذا اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا تیری یہ مجال کیسے ہوئی؟ اتنے میں ایک بدو پر نظر پڑی جو وہاں سے گزر رہا تھا، آپ نے اس کو آواز دے کر بلایا اور فرمایا یہ روٹی لے لو، وہ لے گیا اور آپ بھوکے رہے، جب اگلی رات آئی تو نفس روٹی پر ہی راضی ہو گیا اور اس کے ساتھ کسی اور چیز کا تقاضا نہ کیا۔

نفس سے نفرت اس کی خواہش کا عدم:

(۱۱۴) ہمیں حسن بن محبوب نے فیض کی سند سے بیان کیا کہ حضرت حذیفہ المرعشیؒ[1] نے ایک آدمی سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے تم اپنے نفس کی تمام خواہشات کو پورا کرتے ہو، اس نے کہا آپ عجیب بات کرتے ہیں اس روئے زمین پر مجھے اپنے نفس سے زیادہ مبغوض چیز کوئی نہیں، میں اس کی خواہشات کیونکر پوری کرونگا۔

ابراہیم تیمی کا تیس دن بھوکا رہنا:

(۱۱۵) ہمیں علی بن جعفر نے ابوبکر بن عیاش کی سند سے بیان کیا کہ امام اعمش فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم تیمیؒ[2] کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے تیس دن سے نہ کچھ

---

[1] یہ حضرت حذیفہ بن قتادہ المرعشیؒ ہیں، امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ اولیاء کاملین میں سے تھے، یہ حضرت سفیان ثوریؒ کے شاگرد ہیں، ان کے اقوال زریں میں سے ہے "سب سے بڑی مصیبت دل میں سختی کا پیدا ہونا ہے" انہوں نے بھلائی کی تمام ابحاث کا خلاصہ دو حرفوں میں جمع فرما دیا "فرمایا کہ تم روٹی کا جو ٹکڑہ کھاؤ وہ حلال ہونا چاہیے، اور جو بھی عمل کرو اس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کو مدنظر رکھو" (سیر اعلام النبلاء ۹/ ۲۸۳) اور یہ روایت حلیۃ الاولیاء ۸/ ۲۶۸ پر ہے۔

[2] یہ حضرت ابراہیم بن یزید بن شریک تیمیؒ ہیں، ابو اسماء ان کی کنیت ہے، یہ فقہ کے بڑے اعلیٰ درجہ کے امام تھے، امام ذھبیؒ ان کے تذکرے میں لکھتے ہیں " کان شاباً صالحا، قانتاللہ، عالما فقیھا، کبیر القدر، وفقہ واعظا۔ امام اعمشؒ فرماتے ہیں جب یہ سجدہ میں جاتے تو ایسے معلوم ہوتا جیسے دیوار ہے کہ اس پر آ کر پرندے بیٹھ جاتے۔ ان کے متعلق دو روایتیں کتب میں ملتی ہیں ایک یہ کہ انہیں حجاج بن یوسف نے قتل کروا دیا تھا۔ دوسری روایت کے مطابق یہ اس کی جیل میں قید تھے کہ اسی حبس بیجا میں ان کی موت واقع ہوئی ۹۲ھ میں جب ان کی موت ہوئی تو اس وقت ان کی عمر چالیس سال سے بھی کم تھی۔ (سیر اعلام النبلاء ۵/ ۶۰)

کھایا نہ پیا، البتہ ایک دانہ انگور کا کھایا جس کے لئے میرے گھر والوں نے مجھے مجبور کیا جس کے سبب میرے پیٹ میں تکلیف ہوگئی راوی فرماتے ہیں میرے خیال سے انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ اس کے باوجود میرے کسی کام میں بھوک رکاوٹ نہ بن سکی۔

ابراہیم تیمی کی تصدیق:

(۱۱۶) ہمیں علی نے اسحاق بن منصور، بعض حضرات کی سند سے بیان کیا کہ امام اعمش سے بعض لوگوں نے کہا کیا ہم اس کی بات کو سچ جان لیں یعنی ابراہیم تیمی تیس دن تک بھوکے رہے؟ تو امام اعمش نے فرمایا کہ اگر ابراہیم تیمی مجھے یہ کہتے کہ میں آسمان سے نازل ہوا ہوں، تو میں پھر بھی ان کی تصدیق کرتا۔

ابراہیم کا دو، دو ماہ کچھ نہ کھانا:

(۱۱۷) ہمیں ابوسلیمان نصر بن عبدالرحمٰن نے زید بن الحباب، سفیان کی سند سے بیان کیا کہ امام اعمش سے منقول ہے کہ ابراہیم تیمی بسا اوقات دو دو ماہ تک کچھ نہ کھاتے البتہ نبیذ وغیرہ پی لیا کرتے تھے۔

حجاج بن فرافصہ کی بھوک:

(۱۱۸) ہمیں قاسم بن زکریا نے اسحاق بن منصور کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عبدالسلام[1] فرماتے ہیں کہ ہم مکہ کے راستے میں حجاج بن فرافصہ[2] سے ملے، تو ہم نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا جو میٹھا وغیرہ تھا تو انہوں نے کھانا کھایا پھر ہم نے پوچھا آپ نے کب سے کھانا نہیں کھایا؟ فرمایا تین دن سے بھوکا ہوں۔

---

[1] یہ حضرت عبدالسلام بن حرب بن مسلم النھدی الملائی ہیں، ان کی کنیت ابوبکر اور نسبت کوفی ہے اور اصلاً یہ بصرہ کے رہنے والے تھے، ان کی وفات کے متعلق ابوالحجاج المزیؒ نے ۱۸۷ھ ذکر کیا ہے تہذیب الکمال ۶۶/۸

[2] حجاج بن فرافصہ الباھلی البصری، یہ قبیلہ بنو باھلہ کے ایک آدمی کے غلام تھے، یہ بڑے نیک متقی تھے، یہ بازار میں کفن فروخت کرنے والی دکان پر بیٹھتے تھے جب کوئی آدمی کفن خریدنے آتا تو اس سے پوچھتے کہ تیرا گھر کسی گلی محلے میں ہے پھر یہ پسماندگان کے پاس جا کر ان کے شریک غم ہوا کرتے۔ یہ علم حدیث میں بھی مقبول رواۃ میں سے ہیں۔ تہذیب الکمال ۴۴۷/۵

حجاج بن فرافصہ کا پیاسا ہونا:

(۱۱۹) ہمیں اسحاق بن موسیٰ انصاری نے بیان کیا کہ حضرت نضر[۱] بن شمیل فرماتے ہیں کہ بسا اوقات دو ہفتے گزر جاتے اور حجاج بن فرافصہ پانی نہ پیتے۔

دو ہفتوں تک کچھ نہ کھانا پینا:

(۱۲۰) ہمیں اسحاق نے ابراہیم بن ھراسہ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے چودہ دن (اسبوعین) حجاج بن فرافصہ کے پاس گزارے میں نے نہیں دیکھا کہ انہوں نے کھانا کھایا ہو یا پانی پیا ہو اور نہ ہی وہ ان دو ہفتوں میں سوئے۔

ابن ابی نعم کا دو ہفتے تک کچھ نہ کھانا پینا:

(۱۲۱) ہمیں اسحاق نے فضل بن دکین کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عامر بن بکیر[۲] فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی[۳] نعم کو کبھی کبھی دو ہفتے بھی گزر جاتے اور وہ نہ کچھ

---

[۱] نضر بن شمیل المازنی التمیمی، ان کی کنیت ابوالحسن ہے، یہ محدث عظیم ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے پائے کے مورخ بھی تھے۔ یہ خراسان کے رہنے والے تھے پھر اپنے والد کے ساتھ بصرہ آ گئے تھے لیکن کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد دوبارہ اپنے وطن مالوف کو لوٹ گئے، وہاں انہیں عہدہ قضاء سپرد کیا گیا جسے بحسن خوبی انہوں نے انجام دیا، خلیفہ مامون نے بڑے اعزاز و اکرام سے بھی نوازا۔ علامہ زرکلی نے ۲۰۳ھ وفات ذکر کی ہے۔ (اعلام ۸/۳۵۷)

[۲] یہ بکیر بن عامر البجلی الکوفی ہیں ان کی کنیت ابواسماعیل ہے، امام ابن عدیؒ فرماتے ہیں کہ یہ احتیاط کی وجہ سے بہت کم روایات بیان کرتے تھے۔ (تہذیب الکمال ۴/۲۴۰)

[۳] عبدالرحمٰن بن ابی نعم ہیں، ان کی کنیت ابوالحکم ہے موصوف عبادت و تقویٰ سے خوب لیس تھے، زہد کا یہ عالم تھا کہ کئی کئی دن فاقہ میں ہی گزار لیتے تھے۔

ایک دفعہ حجاج بن یوسف نے انہیں قتل کرنے کے لئے گرفتار کیا اور اندھیری کوٹھری میں پندرہ دن تک بند رکھا، اس کا گمان تھا کہ اب یہ زندہ نہیں بچے ہوں گے اس نے حکم دیا کہ کوٹھری کھول کر ان کو نکالو تا کہ دفن کر دیا جائے، جب دروازہ کھول کر دیکھا تو حضرت بڑے اطمینان سے نماز میں مشغول تھے۔

یہ دیکھ کر حجاج بڑا حیران ہوا کہ یہ آدمی کیسے بچ گیا لہٰذا اس نے یہ حکم جاری کیا کہ اب آپ جہاں چاہیں گھومیں پھریں آپ پر کوئی پابندی نہیں۔ حضرت عامر بن بکیر فرماتے ہیں ''اگر عبدالرحمٰن بن ابی نعم سے کہا جائے کہ ملک الموت آپ کی طرف متوجہ ہے جو روح قبض کرنا چاہتا ہے تو ان کے نزدیک وہ جس حال میں ہیں کوئی تردد نہیں بلکہ موت کے لئے ہر وقت تیار ہیں''

کھاتے نہ پیتے۔

ابن ابی لیلیٰ کا حکمرانوں کے ساتھ کھانا پینا:

(۱۲۲) ہمیں ابوعبدالرحمٰن حاتم بن یحیی نے علی بن حجر، علی بن ھشام کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابن[1] ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے امیر المومنین ابوجعفر کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا، تو انہوں نے مجھ سے پوچھا اے ابن ابی لیلیٰ تمہیں معلوم ہے تم کیا کھا رہے ہو؟ میں نے کہا نہیں اے امیر المومنین، فرمایا ''ھذا المخ الابیض بالسکر الطبرزد'' یہ سفید دماغ ہے جسے صیقل شدہ میٹھے کے ساتھ پکایا گیا ہے۔

ابن ابی لیلیٰ کا مذکورہ کھانے کی وجہ سے پریشان ہونا:

(۱۲۳) ہمیں علی بن یحییٰ الباھلی نے ابوالنضر ھاشم بن قاسم، اشجعی[2] کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابن ابی لیلیٰؒ کی موت واقع ہونے کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا تمہارا کیا معاملہ ہوا؟ (چونکہ ابن ابی لیلیٰ کا اٹھنا بیٹھنا اہل حکومت کے ساتھ ہوا کرتا تھا اور نتیجتاً انہیں کے ساتھ کھانا پینا بھی ہو جاتا تھا اور یہ تھے بڑے پائے کے علماء میں سے) تو انہوں نے جواب میں فرمایا کیا بتاؤں امراء و سلاطین کے ساتھ بیٹھ کر جو کچھ بھی کھایا اس کی وجہ سے بدہضمی کا شکار ہو گیا۔

ثواب کی نیت سے بھوک برداشت کرنے والے کا مرتبہ:

(۱۲۴) ہمیں محمد بن حسن نے بیان کیا کہ حضرت محمد بن عتاب روایت کرتے ہیں کہ

---

[1] یہ کوفہ کے قاضی حضرت محمد بن عبدالرحمان ابی لیلیٰ انصاریؒ ہیں ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے، حضرت عجلیؒ فرماتے ہیں یہ فقیہہ صاحب سنت اور جائز الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ قاری قرآن اور عالم قرآن بھی تھے۔ سب سے پہلے انہیں یوسف بن عمر ثقفی نے کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا علامہ مزیؒ نے ان کی وفات ۱۴۸ھ ذکر کی ہے (تہذیب الکمال ۶۲۲/۲۵)

[2] یہ عبیداللہ بن عبیدالرحمٰن الاشجعیؒ ہیں ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے، امام ثوریؒ کی روایات کے خوب حافظ ہیں، جب حضرت ثوریؒ کی وفات ہوئی تو ان کی مسند درس پر یہی جلوہ افروز ہوئے تھے، ان کی وفات ۱۸۲ھ میں ہوئی۔ (تہذیب الکمال ۱۰۷/۱۹)

حضرت قثم العابدؒ نے فرمایا لوگوں نے اس دنیا میں کھانے کی لذت پانے کے لئے انجام کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرلی، اس نافرمانی نے ان لوگوں سے ایسی نعمتوں کو بھی روک دیا جوان کو بہت جلد ملنے والی تھیں۔

مبارک ہوان لوگوں کو جواس نیت سے بھوک برداشت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اجر وثواب سے نوازیں گے چنانچہ اللہ رب العزت کے نزدیک کل بروز قیامت یہ لوگ انتہائی قریبی مرتبہ پائیں گے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے یہ بھی سنا کہ جس آدمی کا کھانا کم ہوگا اس آدمی کا دل انتہائی نرمی وشفقت اور آنکھیں چمکدار ہونگی۔

نفس کی ہر خواہش پوری کرنا عقلمندی نہیں:

(۱۲۵) ہمیں محمد بن حسین نے داؤد بن المحبر ، اعین ابوالحفص کی سند سے بیان کیا حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ کسی عقلمند آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ کھانے پینے اور پہننے میں اپنے نفس کی تمام تر خواہشات کو پورا کرتا رہے، راوی فرماتے ہیں پھر انہوں نے فرمایا ایک دفعہ میں نے کھانا کھایا تو ایک زمانے تک اس کا تکبر محسوس کرتا رہا، فرماتے ہیں کہ بھوک تکبر وغرور کو دور کرتی ہے اور سیر ہو کر کھانا غرور میں اضافہ کا سبب بنتا ہے۔

(۱۲۶) ہمیں محمد نے زید بن الحباب، محمد حوشب کی سند سے بیان کیا کہ حضرت محمد بن واسعؒ فرماتے ہیں کہ اچھی معیشت جسم کے لئے بھی طہارت کا ذریعہ ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت فرمائے جس نے پاک کھایا اور دوسروں کو بھی پاک کھلایا[1]

اللہ کی رضا کے لئے بھوک برداشت کرنے کا انعام:

(۱۲۷) ہمیں محمد نے عبیداللہ بن محمد، محمد بن الجعد کی سند سے بیان کیا کہ حضرت زیاد النمیری[2] فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو پکارا جائے گا تو وہ صفوں کے درمیان

---

[1] محمد بن واسع بڑے فقیہ اور زاہد شخص تھے۔ روایت حلیۃ الاولیاء ۳۵۰/۲

[2] یہ زیاد بن عبداللہ النمیری البصری ہیں، حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے کذاب زمان جابر الجعفی بھی روایت کرتا ہے یحییٰ بن معینؒ نے انکی تضعیف کی ہے اور ابن عدی نے بطور ضابطہ کہا کہ اگر ان سے ثقہ روایت کرے تو مقبول ہیں۔ (تہذیب الکمال ۴۹۲/۹)

سے اس حال میں کھڑا ہوگا کہ اس کی نورانیت دور سے نظر آ رہی ہوگی، لوگ کہیں گے یہ کون ہے جس کا نور اتنا زیادہ بلند ہے؟

تو ایک فرشتہ اعلان کرے گا کہ یہ وہ آدمی ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے نفس کو دنیا میں بھوکا اور پیاسا رکھا کرتا تھا۔

بھوکا پیاسا رہنے والے کے لئے خوشخبری:

(۱۲۸) ہمیں محمد نے عبید اللہ بن محمد، عبد اللہ عیاش کی سند سے بیان کیا منقول ہے کہ پہلی آسمانی کتابوں میں یہ بات لکھی گئی تھی کہ مبارک ہو اس شخص کو جو اس دن کے لئے بھوکا رہا جس دن سیر ہونے کی ضرورت سب سے زیادہ محسوس ہوگی اور مبارک ہو اس آدمی کو جو اس دن کے لئے پیاسا رہا جس دن سب سے زیادہ سیرابی کی ضرورت ہوگی۔

دنیا میں بھوک پیاس والے لوگ اہل جنت کے خطیب ہوں گے:

(۱۲۹) ہمیں محمد نے سلمہ بن سعید کی سند سے بیان کیا کہ حضرت محمد بن شابورؒ فرماتے ہیں کہ جنت میں حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد دنیا میں بھوکے پیاسے لوگ اہل جنت کے خطیب ہوں گے۔

سیر ہو کر کھانا عقل کم کرتا ہے:

(۱۳۰) ہمیں محمد بن ادریس نے احمد بن ابی الحواری کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابو عبد اللہ الصوری[1] فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا کہ انہوں نے فرمایا جب بھی کوئی آدمی خوب سیر ہو کر کھاتا ہے تو اس کی عقل کا ایک حصہ جاتا رہتا ہے جو پھر کبھی واپس نہیں آتا۔

مرغن کھانے والا گناہوں پر فکر مند نہ ہو سکے گا:

(۱۳۱) ہمیں محمد بن ادریس نے احمد بن ابی حواری، موسیٰ بن داؤد کی سند سے بیان کیا حضرت عبد اللہ بن مرزوق ؒ[2] فرماتے ہیں جس آدمی نے گھی اور شکر ملا کر کھائے اس کو

---

[1] شاید یہ محمد بن معاویہ صوفی ہیں جن کے بارے میں ابو نعیم نے حلیہ ۱۰ص ۱۴۲ پر لکھا ہے کہ حکیم کی نصیحت پر عمل کرنے کی وجہ سے باصفا اور باعافیت انسان ہو گئے۔

[2] حضرت ابو عبد الرحمان سلمی فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن مرزوق ھارون رشید کے وزیر تھے، انہوں نے بعد میں وزارت سے استعفیٰ دے کر اپنے مال و متاع کو بھی چھوڑ کر زہد کی زندگی اختیار کر لی۔ (صفۃ الصفوۃ ۲/۳۱۷)

اپنے گناہوں کی کبھی کوئی فکر نہ ہوگی (غفلت میں رہے گا اور توبہ کی توفیق نہ ہوگی۔ اس سے مراد مرغن کھانا اور چٹورا پن ہے)

دنیا کی بھوک آخرت کی سیرابی ہے:

(۱۳۲) ہمیں محمد بن الحسین عبداللہ بن صدقہ القیسی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عیسیٰ بن زاذانؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم اصطبل کے پاس تھے کہ مجھے زیاد القیسی نے کہا، بھوکے رہا کرو کیونکہ بھوک تقویٰ کا محور اور بنیاد ہے اور فرمایا یہ لمبی بھوک عنقریب ایک دن (قیامت میں) سیر خوری میں بدل جائے گی۔

عیسیٰ فرماتے ہیں میں ان کی بات فوراً سمجھ گیا کہ آقا کا کیا مقصد ہے میں نے کہا میرے والد آپ پر قربان آج کے بعد آپ اپنے غلام کو کبھی دن میں کھاتا نہ پائیں گے، فرمایا میں بھی یہی چاہتا تھا، چنانچہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے والے ہوتے ہیں انہیں کھانے پینے اور دیگر مصروفیات سے دن بھر کوئی سروکار نہیں ہوتا بجز اس کے کہ وہ عبادت اور وصول الی اللہ میں لگے رہیں تاکہ ان کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تدبیریں سوجھتی رہیں۔ (ص:۹۲)

اولیاءِ کرام زندہ رہنے کے لئے کھاتے تھے:

(۱۳۳) حضرت محمد بن عبدالعزیز بن سلمان فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے عیسیٰ بن زاذان کو غمگین آواز میں یہ گنگناتے ہوئے سنا:

علیک برزق العابدین و امرھم و قلة طعم، انت للہ عامل

''تیرے لئے ضروری ہے کہ تو عبادت گزاروں کی شان اختیار کر اور کھانا کم کھا، کہ تو تو اللہ کی رضا کے لئے عمل کرنیوالا ہے''

وداو صلاح القلب یوماً بجرعة و بادر فان الامر لابدعاجل

''اور اپنے دل کی اصلاح کے لئے ایک آدھ بٹ پی لیا کر اور پھر اصلاح ہی کی طرف بڑھ کہ موت کے سوا کوئی چارہ نہیں''

راوی فرماتے ہیں عیسیٰ ان لوگوں میں شمار ہوتے تھے جو لوگ صرف زندگی کی رمق باقی رکھنے کے لئے کھاتے ہیں۔

بھوک خسارے والے دن خوشی بنے گی:

(۱۳۴) ہمیں محمد نے عبدالجبار ابی نصر، امۃ اللہ بنت ابی نصر کی سند سے بیان کیا کہ حضرت سلمہ الاسواری کے پاس ایک دن کوئی نوجوان کافی دیر تک بیٹھا رہا انہوں نے اسکو یہ شعر سنایا۔

علیک بطول الجوع دوما فانما تسر بطول الجوع یوم التغابن

''تم ہمیشہ بھوک اختیار کرو کیونکہ اس سے ایسے دن خوشی ہوگی جس دن لوگ خسارے میں ہونگے''

راوی فرماتے ہیں وہ نوجوان اسی وقت چیخ مار کر بے ہوش ہوگیا اور اس کو وہاں سے اسی حالت میں اٹھایا گیا۔

زیادہ کھانے پر ایک ولی کو خواب میں تنبیہ:

(۱۳۵) ہمیں محمد نے بیان کیا کہ حضرت یزید بن عبداللہ فارسی کا بیان ہے کہ میرے ایک ساتھی نے مجھ سے بیان کیا (اور وہ خود بھی نہایت عابد و زاہد آدمی تھے) انہوں نے فرمایا کہ ایک دن میں نے رات کے کھانے میں معمول کی مقدار سے بڑھ کر کچھ زیادہ کھانا کھالیا، جس کی وجہ سے مجھے ثقل محسوس ہوا اور میری نماز بھی جاتی رہی چنانچہ سوتے میں، میں نے ایک خواب دیکھا کہ کچھ عورتیں مجھ پر نوحہ کر رہی ہیں، میں نے ان سے کہا میں تو ابھی زندہ ہوں تم کیوں مجھ پر نوحہ کر رہی ہو؟

ان عورتوں نے مجھ سے کہا نہیں بلکہ تو تو مردہ لوگوں میں سے ہے، کیا تجھے معلوم نہیں کہ کھانے کی کثرت آدمی کے جسم کو کمزور کر دیتی ہے اور زندہ و بیدار دل کو بھی مردہ کر دیتی ہے اور آدمی کو بت کی طرح بنا دیتی ہے۔ میں نے ان سے کہا میرے لئے اس سے نجات کا کیا ذریعہ ہے اور کیا طریقہ کار اختیار کروں؟ ان عورتوں نے کہا طریقہ یہ کرو کہ کھانے کی

کچھ رغبت باقی ہو تو کھانا ترک کر دو۔ یہ چیز تمہارے بدن کی سلامتی اور راحت کے لئے بہت مناسب ہے۔ اور تیرے لئے کھانے کی رغبت کے لئے بہتر ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد سے کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا اور مجھے گزارے کے لائق کھانے میں ہی بہتری معلوم ہوتی ہے۔

بھوکا رہنے کا طریقہ اور مراد:

(۱۳۶) ہمیں محمد نے صلت بن حکیم کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن مرزوق فرماتے ہیں کہ غرور کا علاج بھوک سے بڑھ کر کوئی نہیں پایا گیا ان کی یہ بات سن کر ابو عبدالرحمٰن[1] العمری الزاھد نے فرمایا اس کی پابندی کرنے کی کیا صورت ہے؟ عبداللہ بن مرزوق نے فرمایا کہ ہمیشہ کھانا سیر ہونے سے پہلے چھوڑ دو۔ ابو عبدالرحمٰن نے کہا لیکن اہل ثروت کو اس پر قدرت کیسے ہو سکتی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ عبداللہ کہا کرتے تھے کہ اے ابو عبدالرحمٰن اہل ولایت کے لئے یہ بہت ہی آسان ہے جسے اللہ کی اطاعت کی توفیق ملی ہو ایسے لوگوں کے لئے بھوک یہی ہے کہ وہ سیر ہو کر نہ کھایا کریں۔

ابراہیم محلمی کا سات دن بھوکا رہنا:

(۱۳۷) ہمیں محمد نے معاذ بن فضل عدی بن سعید کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابراہیم المحلمی ایک مرتبہ چھ دن تک بھوکے رہے کچھ نہ کھایا ایک دن انہیں بھوک نے خوب ستایا وہ ساحل سمندر پر ہمارے ساتھ تھے راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے اس رات وہاں ساحل پر گھومنا شروع کر دیا اور یہ شعر بار بار دھرا رہے تھے۔

و تشغل هم القلب بالطعم تارة و تترک جوع النفس خير المطالب

''دل کی آرزو کبھی کبھی کھانے میں لگ جاتی ہے اور نفس کی بھوک اچھے کاموں کو

---

[1] یہ عبداللہ بن عبدالعزیز العمری ہیں جو نہایت متقی و پرہیزگار تھے یہ حضرت عمرؓ کے پوتوں میں سے تھے۔ ان کے اقوال زریں میں سے ہے کہ ''قبر سے بڑھ کر کوئی چیز نصیحت آموز نہیں، اور تنہائی سے بڑھ کر کسی چیز میں سلامتی نہیں اور کتاب سے بڑھ کر کوئی چیز زیادہ مانوس نہیں یہ ثقہ درجہ کے راوی ہیں۔ ان کی وفات ۱۸۴ھ میں ہوئی۔ (حلیۃ الاولیاء ۸/ ۲۸۳)

چھوڑ دیتی ہے''

اسی طرح وہ رات بھر چکر لگاتے رہے اور یہ شعر دھراتے رہے اور صبح ہوگئی اور انہوں نے کچھ نہ کھایا اس طرح ان کے دن مکمل ہو گئے کہ ان میں انہوں نے رات کو کچھ کھایا اور نہ دن کو کچھ کھایا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا ہفتے بھر روزہ اور افطار:

(۱۳۸) ہمیں ابراہیم بن عبداللہ الھروی نے ھیثم، مغیرہ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت قطن بن عبداللہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر[1] رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک روزہ رکھتے کہ کچھ نہ کھاتے پیتے، راوی کا بیان ہے کہ جب دوسرا جمعہ ہوتا تو افطار کے وقت ایک پیالہ منگواتے جو عمری کے نام سے موسوم تھا اور ایک پیالہ گھی منگواتے اور حکم دیتے کہ اس میں دودھ ڈال دیا جائے پھر ایلوے کا کچھ رس اس میں ڈال دیتے اس پر کچھ دودھ ڈالتے پھر وہ سب پی لیا کرتے۔

راوی کہتے ہیں کہ دودھ کی حکمت یہ تھی کہ ان کو تقویت ملتی اور گھی سے پیاس بجھ جاتی اور ایلوا سے آنتیں کھل جاتی تھیں۔

حشر کے دن روزے داروں کا اکرام:

(۱۳۹) ہمیں یعقوب بن عبید نے مسلم بن سالم جعفر بن الحارث کی سند سے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا قیامت کے دن روزہ

---

[1] صحابی رسولؐ حضرت عبداللہ بن زبیر بن العوامؓ، یہ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں پہلے مولود تھے جو حضرات مہاجرین کے ہاں پیدا ہوئے ان کی ولادت پر خصوصی طور پر نبی کریمؐ کو بہت خوشی ہوئی تھی کیونکہ یہود مدینہ نے مشہور کر رکھا تھا کہ انہوں نے مہاجرین پر جادو کر کے ان کی اولاد بند کردی ہے لہٰذا اب ان کی نسل آگے نہیں بڑھ سکے گی۔ یہ حضورؐ کے بڑے چہیتے تھے اور حضرت عائشہؓ کے بھانجے بھی تھے اس لئے شروع سے ہی ان کی تربیت میں رہے تا آنکہ انکا سارا علم بھی ان کے اندر سما گیا۔
یہ یزید بن معاویہ کی خلافت کے بعد ۹ سال تک بلا خلاف ومزاحمت خلیفۃ المسلمین بھی رہے اور انہیں یہ شرف بھی حاصل ہے کہ انہوں نے کعبۃ اللہ کی تعمیر بھی ایسی ہی کرائی جیسی حضورؐ کی دلی خواہش تھی۔ لیکن اس تعمیر کو مردود زمانہ حجاج بن یوسف نے گرا کر دوبارہ پہلے کی طرح تعمیر کرایا اور وہی تعمیر اب بھی باقی ہے۔ ۹۳ھ میں (دنیا پرست) لوگوں نے انہیں شہید کردیا۔ (تقریب التہذیب ص ۳۰۳)

داروں کے منہ سے مشک جیسی خوشبو پھوٹے گی، اور ان کے لئے قیامت کے دن ایسا دستر خوان بچھایا جائے گا جو عرش کے نیچے ہوگا اور وہ لوگ اس میں سے کھائیں گے حالانکہ دوسرے لوگ اس وقت انتہائی مصیبت میں ہونگے۔

جنت کا دستر خوان اور روزے دار:

(۱۴۰) ہمیں محمد بن سلام الجمحی نے حماد بن سلمۃ، ثابت بنانی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن رباح[1] فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے پاس ایک وفد بھیجا، ہم راستے میں ایک راھب کے پاس ٹھہرے تو اس نے کھانا پیش کیا، سب لوگوں نے کھانا کھایا لیکن میں نے کھانا نہیں کھایا، تو اس نے پوچھا آپ کیوں نہیں کھار ہے؟ میں نے کہا میں نے روزہ رکھا ہے۔ اس نے کہا کیا میں آپ کو روزہ رکھنے کی جزاء کے بارے میں کچھ نہ بتاؤں؟ میں نے کہا ضرور بتایئے، تو اس راھب نے کہا جنت میں ایک دستر خوان بچھایا جائے گا جس پر سب سے پہلے کھانے والے روزہ دار ہوں گے۔

بھوک پیاس والے جنت میں با اختیار:

(۱۴۱) ہمیں محمد نے یحییٰ بن بسطام، ابو عثمان المعولی عمرو بن راشد کی سند سے بیان کیا کہ حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن بھوکے لوگوں کو جنت کے پھلوں کا اختیار دے دیا جائے گا چنانچہ وہ جنت کے پھل کھائیں گے اور دوسرے لوگ حساب کی مشکلات میں پھنسے ہوئے ہوں گے۔

یحییٰ بن بسطام فرماتے ہیں کہ میں نے اس روایت کے راوی ابو عثمان عمرو بن راشد سے بڑھ کر زیادہ رونے والا آدمی نہیں دیکھا۔

---

[1] عبداللہ بن رباح الانصاری المدنی، ان کی کنیت ابو خالد ہے یہ حضرت ابی بن کعبؓ، ابو ہریرہؓ، عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں، ان کی مدینہ منورہ میں بڑی شان تھی، جب یہ بصرہ تشریف لے گئے تو انصار وہاں ان سے فقہ سیکھتے تھے یہ ثقہ راوی ہیں اور ایک جماعت نے ان سے روایات نقل کی ہیں، ابن زیاد کے دور خلافت میں ازارقہ نے انہیں قتل کر دیا تھا۔ (تہذیب الکمال ۱۴/۴۸۷)

کھانا کم کر دینا دل کو منور کر دیتا ہے:

(۱۴۲) ہمیں محمد نے یحییٰ بن بسطام، ابو عثمان المعولی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابو عمران[1] الجونیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ چاہے کہ اس کا دل منور رہے تو کھانا کم کر دے۔

سب سے برا آدمی پیٹ کا بندہ:

(۱۴۳) ہمیں محمد نے عباس بن محمد الازرق، سری بن یحییٰ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں سب سے برا آدمی وہ ہے جو خواہشات نفس اور پیٹ کو اپنا مقصد بنالے۔ (یعنی خواہشات اور پیٹ کا غلام ہو جائے)

روٹی کے ساتھ سالن وغیرہ کی خواہش خواہش نفس ہے:

(۱۴۴) ہمیں عون بن ابراہیم نے احمد بن ابی الحواری سے اور انہوں اپنے والد کی سند سے بیان کیا کہ حضرت وھیب[2] بن الورد فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا تھا ان کے ساتھ روٹی کو پیدا کیا گیا پس جو آدمی روٹی کے ساتھ مزید کچھ مطالبہ کرلے تو وہ خواہش نفس ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ روایت میں نے سلیمان بن ابی سلیمان سے نقل کی تو انہوں نے فرمایا سچ ہے، روٹی کے ساتھ نمک خواہش نفس ہی ہے ورنہ پیٹ کو کھلانے کے لئے روٹی ہی کافی ہے۔

صحابہ کرامؓ کی نفسانی خواہشات ختم کر دی گئی تھیں:

(۱۴۵) ہمیں عون بن ابرہیم نے احمد بن ابی الخواری کی سند سے بیان کیا کہ حضرت

---

[1] یہ حضرت عبدالملک بن حبیب الازدی الجونی ہیں، یہ حضرت انس وجندب بن عبداللہؓ سے سنداً روایات نقل کرتے ہیں۔
خوف وخشیت کا یہ عالم تھا کہ جب اذان سنتے تھے تو انکا رنگ متغیر ہو جاتا تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے یہ ثقہ راوی ہیں۔ ۱۲۸ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ (صفۃ الصفوۃ ۳/۲۶۴)

[2] وھب بن الورد القرشی، ان کی کنیت ابو عثمان ہے انہوں نے ترک دنیا کو اختیار کرتے ہوئے شادی بھی نہیں کی تھی۔ حضرت سفیان ثوریؒ جب حدیث بیان کرنے کے بعد فارغ ہوتے تو فرماتے چلو اب طبیب کے پاس چلتے ہیں یعنی حضرت وھیب مراد ہوتے تھے کیونکہ صحیح وسقیم روایات کا فرق اچھی طرح کرتے تھے ان کی وفات ۱۵۳ھ میں ہوئی۔ (تہذیب الکمال ۳۱/۱۶۹)

ابو سلیمان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد باری تعالیٰ:

اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْ بَھُمْ لِلتَّقْوٰی

''یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کا اللہ تعالیٰ نے تقوی کا امتحان لیا ہے''

فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کی خواہشات کو ختم کر دیا تھا۔

قائم اللیل اور صائم النہار لوگوں کا انعام:

(۱۴۶) ہمیں عون نے احمد، ابو سلیمان کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابو علی عبد الصمد فرماتے ہیں قیامت کے دن روزہ داروں کے لئے ایک دستر خوان بچھایا جائے گا جس سے وہ کھائیں گے اور دوسرے لوگ حساب میں مبتلا ہونگے، لوگ کہیں گے اے ہمارے رب! ہم لوگوں سے حساب لیا جا رہا ہے اور یہ لوگ کھا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ اس لئے ہے کہ دنیا میں بکثرت یہ لوگ روزہ میں ہوتے اور تم لوگ کھاتے پیتے تھے اور یہ راتوں کو عبادت کرتے تم لوگ سو جایا کرتے تھے۔

قرآن کریم میں روزہ داروں کی فضیلت:

(۱۴۷) ہمیں حسین بن حماد نے قبیصہ بن عقبہ، حسن بن صالح کی سند سے بیان کیا حضرت عبد العزیز بن رفیع فرماتے ہیں باری تعالیٰ کے ارشاد:

''کُلُوْا وَ اشْرَبُوْا ھَنِیْئاً بِمَا اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَ یَّامِ الْخَالِیَۃِ''

''کھاؤ پیو رچ کر ان اعمال کے بدلے جو تم گذرے ایام میں کیا کرتے تھے''

اس آیت میں مراد روزے کا عمل ہے۔

عابدین کھانے پر پانی نہ پئیں:

(۱۴۸) ہمیں سلمہ بن شبب نے سہل بن عاصم، سلم بن میمون، عبد العزیز بن مسلم کی سند سے بیان کیا حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں جو چیز چاہو کھالو لیکن پانی مت پیو کیونکہ پھر اس سے نیند آئے گی، جب آپ پانی نہ پئیں گے تو نیند نہیں آئے گی [1]

---

[1] حلیۃ الاولیاء ۷ ص ۱۸

معدہ ثقیل ہو تو نیند آتی ہے:

(۱۴۹) ہمیں عون بن ابراہیم نے احمد بن ابی الحواری کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابوسلمان فرماتے ہیں کہ معدہ سے لیکر آنکھوں تک دو رگیں ہوتی ہیں، جب معدہ میں ثقل کی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو آنکھیں بند ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور جب معدہ ہلکا ہوتا ہے تو آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔

نیند سے بچنا ہے تو کھانا کم کھاؤ:

(۱۵۰) ہمیں محمد بن ادریس نے عمرو بن اسلم، سلم بن میمون الخواص کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عثمان بن زائدہ[1] فرماتے ہیں مجھے حضرت سفیان ثوری نے خط لکھ کر بھیجا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ تیری صحت ٹھیک رہے اور نیند کم آئے تو ضروری ہے کہ تو کم کھانا عادت بنالے۔

ایک عابد سے رزق کا معاملہ:

(۱۵۱) ہمیں عون بن ابراہیم نے احمد بن ابی الحواری کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن سری[2] فرماتے ہیں کہ بصرہ میں ایک عابد تھا جو مسجد میں بیٹھ کر عبادت کیا کرتا تھا، اس کی ایک پھوپھی تھی جو روزانہ اس کے لئے کھانا بھیجا کرتی تھی ایک دفعہ تین دن گزر گئے لیکن اس نے کچھ نہ بھیجا تو نوجوان نے اللہ تعالیٰ سے شکوہ کیا یا اللہ آپ نے کیوں میرا رزق اٹھالیا، راوی فرماتے ہیں کہ مسجد کے ایک کونے سے اس کی طرف ایک تھیلی پھینکی گئی جس میں ستو وغیرہ تھا اور اسے کہا گیا اے کم صبر بے صبرے یہ لے، اس نے کہا یا الہ تیری عزت کی قسم تو نے اگر جھڑک دیا ہے تو میں اسے چکھوں گا بھی نہیں۔

---

[1] عثمان بن زائدہ المقری، کنیت ابو محمد۔ کوفہ کے رہنے والے تھے رے میں مقیم ہوئے مشہور زہاد میں سے ہیں بڑے افضل مسلمان اور کڑی عبادت کرنے والے بڑے متقی پرہیزگار اور تقوے میں محنت کرنے والے شخص تھے۔ ایک ثقہ راوی بھی ہیں۔ (تہذیب الکمال ۱۹اص ۳۶۷)

[2] یہ عبداللہ بن سری انطا کی ہیں۔ مشہور زاہد ہیں شعیب بن حربؒ کے مصاحب تھے۔ بنیادی تعلق مدائن سے تھا۔ پھر انطاکیہ آئے اور وہیں کے ہو کر رہ گئے اور نسبت بھی انطا کی مشہور ہوئی۔ نیک لوگوں میں سے اور زاہد شخص تھے۔ فن احادیث میں صدوق سمجھے گئے ہیں البتہ کچھ منکر احادیث بھی ان سے مروی ہیں۔

(تہذیب الکمال ۱۵اص ۳۴ تقریب التہذیب ص ۳۰۵)

ابراہیم بن ادھمؒ کا ریت پھانکنا:

(۱۵۲) ہمیں ابوبکر بن اسماعیل نے ربیع بن نافع کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عطاء بن مسلمؒ فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ میں حضرت ابراہیم بن ادہم کا نفقہ ضائع ہو گیا تو دو ہفتوں تک وہ خالص ریت پھانکتے رہے[1]

ابراہیم بن ادھمؒ کا مٹی پھانکنا:

(۱۵۳) ہمیں قاسم بن زکریا بن دینار نے ابو یزید المصلی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت طعمہ بن عمرو[2] فرماتے ہیں حضرت ابراہیم بن ادہم کو ایک دفعہ بھوک نے بہت ستایا تو وہ مٹی کے گارے کے پاس آئے اور اس کے تین لقمے کھائے۔

اللہ سے راضی بھوکے کے لئے خوشخبری ہے:

(۱۵۴) حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مالک بن دینار نے محمد بن واسع کے سامنے کہا مبارک ہو اس آدمی کو جس کی تھوڑی سی زمین ہو اس سے اس کا کھانے کا گزارہ چل جائے، یہ سن کر حضرت محمد بن واسع نے فرمایا مبارک ہو اس آدمی کو جس نے صبح اس حال میں کی کہ وہ بھوکا ہونے کے باوجود اللہ سے راضی تھا[3]

بسیار خوری جسم کو کمزور کرتی ہے:

(۱۵۵) ہمیں محمد بن الحسین نے بیان کیا کہ حضرت خلف بن اسماعیلؒ فرماتے ہیں مجھے ہندوستان کے عقلاء میں سے ایک آدمی نے کہا بکثرت کھانا جسم کو کمزور کر دیتا ہے۔

(۱۵۶) ہمیں محمد نے احمد بن سہل اردنی کی سند سے بیان کیا حضرت عباد بن عباد الرملیؒ فرماتے ہیں زیادہ کھانا سمجھانے کی قوت کو زائل کر دیتا ہے اور دل میں قساوت اور

---

[1] حضرت ابراہیم بن ادھم سادات میں سے ہیں مشہور زاہد ہیں ۱۶۲ھ میں وفات ہوئی۔ حلیۃ الاولیاء ۳۸۱/۷ پر لکھا ہے کہ ابراہیم بن ادھمؒ کا نفقہ مکہ مکرمہ میں ضائع ہو گیا تھا۔

[2] طعمہ بن عمرو جعفری عامری کوفی۔ ابن حبان نے انہیں ثقات میں لکھا ہے۔ یحییٰ بن معین بھی ثقہ کہتے ہیں۔ بڑے عبادت گذار تھے (قال ابن حجر) متوفی ۱۶۹ھ تہذیب الکمال (۱۳ص ۳۸۳) تقریب التہذیب ص ۲۸۲

[3] احیاء علوم الدین ۱۲۷/۳۔ الزھد الکبیر بیہقی ص ۱۸۰ مذکورہ جملہ بمعنی الفاظ سے الزھد الکبیر میں بھی آیا ہے۔

آنکھوں میں نیند چھا جاتی ہے۔

(۱۵۷) ہمیں محمد نے محمد بن جعفر المدائنی بکیر بن خنس، ابی عبداللہ شامی کی سند سے بیان کیا حضرت مکحولؒ فرماتے ہیں کہ فرائض کے بعد سب سے افضل چیز اللہ تعالیٰ کو خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بھوکا اور پیاسا رہنا ہے۔ حضرت بکر بن خنیس فرماتے ہیں کہ بھوکا اور پیاسا آدمی بہت اچھے انداز میں رقت انگیز موعظہ بیان کرتا ہے اور کہا گیا ہے کہ زیادہ کھانا بہت سے خیر کے کاموں سے روکنے کا سبب بنا رہتا ہے[۱]

کھانے کا فکر مند دل خدا کا منظور نظر نہیں:

(۱۵۸) ہمیں زیاد بن ایوب نے احمد بن ابی الحواری کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابو سلیمان الدارانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو الاشہب سے سنا جو کہ حضرت حسن کے شاگردوں میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ ''اے داؤد! اپنے متبعین کو کھانے کی خواہشات سے ڈراؤ اور بچنے کی تاکید کرو کیونکہ جو دل کی خواہشات پوری کرنے میں لگے رہیں وہ میرے منظور نظر نہیں ہیں[۲]

اولیاء کی نظر میں عبادت زیادہ اہم تھی:

(۱۵۹) ہمیں زیاد نے احمد بن ابی الحواری کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابو سلیمن الدارانیؒ فرماتے ہیں کہ میں رات کے کھانے سے ایک لقمہ چھوڑ دوں اس سے زیادہ مجھے یہ محبوب ہے کہ میں اسے کھالوں اور اول رات سے آخر رات تک عبادت کرتا رہوں۔

---

[۱] حلیۃ الاولیاء ۵ص ۱۸۱
بکر بن خنیس کوفہ کے رہنے والے بڑے عابد و زاہد شخص تھے بغداد میں مقیم ہوئے ۱۷۰ھ کی دھائی میں ان کی وفات ہوئی۔ (تہذیب الکمال ۴/۲۰۸)

[۲] حلیۃ الاولیاء ۱۰/۲۰ پر ابو سلیمان دارانیؒ کے الفاظ میں یوں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو وحی فرمائی کہ ''میں نے خواہشات اپنے کمزور بندوں کے لئے بنائی ہیں خبردار تم اپنے دل کو ان سے معلق نہ کرنا اگر ایسا ہوا تو سب سے کم سزا یہ ہوگی کہ میں اپنی محبت کی حلاوت تمہارے دل سے کم کر دونگا''
امام احمدؒ کی کتاب الزھد میں یہ الفاظ ہیں کہ میں نے زمین میں خواہشات اپنے کمزور بندوں پر اتاری ہیں بہادروں کا ان خواہشات سے کیا سروکار؟ (۱ص ۱۴۱)

مسعرؒ کے نصیحت آمیز اشعار:

(۱۶۰) ہمیں محمد بن ادریس الحنظلی نے عبدالرحمٰن بن ھانی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت مسعر نے یہ اشعار کہے۔

وجدت الجوع یطردہ رغیف　　　وملأ الکف من ماء الفرات

''میں نے دیکھا کہ بھوک کو ایک چپاتی دور کر دیتی ہے اور فرات کے پانی کا ایک چلو''

وقل الطعم عون للمصلی　　　وکثر الطعم عون للسبات

''بہت کم کھانے ہیں جو نماز پڑھنے والے کے مددگار ہیں اور زیادہ کھانا سونے والے کا مددگار ہے''

حضرت سفیان کے اشعار:

(۱۶۱) ہمیں محمد بن ادریس نے عبدالرحمٰن بن ھانی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت سفیان ثوریؒ نے یہ اشعار کہے۔

سیکفیک مما اغلق الباب دونہ　　　وضن بہ ملح و کسرۃ جردق

''تمہارے لئے کافی وہ جس کا دروازہ تمہارے لئے بند کر دیا گیا اور روک دیا گیا محض نمک اور موٹی روٹی کا ٹکڑا''

وتشرب من ماء الفرات فتغتذی　　　تعارض اصحاب الثرید الملبق

''اور تو فرات کا پانی پی لے اور کھانا کھالے مکھن ملی ثرید والوں کے برخلاف''

تجشأ اذا ماھم تجشوا کانما　　　ظلت بالوان الخبیص تفتق

''تو بھی ڈکار لے جب وہ لوگ ڈکار لیں گویا کہ تو موٹا کرنے والا حلوہ کھا کر آیا ہے''

صحابہ کرامؓ کی غربت سے حالت:

(۱۶۲) ہمیں علی بن الجعد الجوہری نے مبارک بن فضالہ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عتبہ[۱] بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بصرہ میں لوگوں سے

[۱] حضرت عتبہ بن غزوانؓ یہ ابتدائے اسلام میں ہی مسلمان ہو گئے تھے، انہوں نے بصرہ میں ایک جامع مسجد کی تعمیر کروائی تھی۔ وفات ۱۷ھ میں ہوئی۔ (العتبر ۱/۱۴)

خطاب کیا اور کہا کہ میں نے اپنے کو حضور اکرم ﷺ کے ساتھ اس حال میں دیکھا ہے کہ اسلام قبول کرنے والوں میں میں ساتواں آدمی تھا اور ہم آپ کے ساتھ تھے ماہ رمضان قریب قریب تھا، فرماتے ہیں کہ ہمارے کھانے کو کچھ نہ تھا بجز درختوں کے پتوں کے اور پھر پتے کھا کھا کر ہمارے منہ کے اطراف بھی زخمی ہو گئے تھے اور فرمایا مجھے ایک چادر ملی تھی جسے میں نے اور حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپس میں تقسیم کیا تھا۔[1]

صحابہ کرامؓ کے کھانے کی چیزیں:

(۱۶۳) ہمیں اسحاق بن اسماعیل نے وکیع، اسماعیل بن ابی خالد، قیس کی سند سے بیان کیا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کو حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس حال میں دیکھا کہ ہمارے لئے کھانے میں کیکر اور انگور کے پتوں کے علاوہ کچھ نہ تھا اور ہم لوگوں کا پاخانہ ایسے ہوتا تھا جیسے بکری مینگنیاں کرتی ہے۔

دنیا کی مثال ابن آدم کے کھانے کا انجام:

(۱۶۴) ہمیں خالد بن خداش نے حماد بن زید، علی بن زید، حسن کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ضحاک بن سفیان الکلابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے مجھ سے پوچھا ضحاک تمہارا کھانا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ! گوشت اور دودھ، نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ کب تک رہے گا؟ میں نے کہا یارسول اللہؐ جہاں تک آپ سمجھتے ہیں (یعنی وفات تک) آپؐ نے فرمایا اللہ نے دنیا کی مثال ابن آدم سے نکلنے والی چیز (یعنی پاخانہ) سے دی ہے۔

دنیا اور کھانے کی مثال (انجام کیا ہے)

(۱۶۵) ہمیں محمد بن ادریس الحنظلی نے ابوغسان، عبدالسلام بن حرب، عتی، حسن کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ نے دنیا کی مثال ابن آدم کے کھانے سے دی ہے اور ابن آدم کے کھانے کی مثال دنیا

---

[1] سعد بن مالکؓ یہ مشور صحابی ابوسعید خدریؓ ہیں جو فقہاء صحابہ میں سے تھے غزوہ خندق اور بیعت رضوان وغیرہ میں شریک تھے ۷۴ھ میں وفات ہوئی۔

یہ روایت ایک طویل خطبے کا حصہ ہے جو صحیح مسلم میں کتاب الزھد ۸/۲۱۵ پر درج ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ۱/۱۷۱)

سے دی ہے، اگر چہ وہ اس میں خوب مسالے اور نمک ڈالیں۔ حضرت حسن فرماتے ہیں تم نے دیکھا ہوگا لوگ کھانا انتہائی ذائقہ دار بناتے ہیں اور پھر جہاں چاہیں نکال پھینکتے ہیں [۱]

مزیدار کھانے کا انجام کیا ہے:

(۱۶۶) ہمیں ابوخیثمہ نے اسماعیل بن علیہ، یونس، حسن، عتی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی نوع انسان کے کھانے کو دنیا کے ساتھ مثال دی گئی ہے اگر چہ اس میں مسالہ جات و نمک وغیرہ ڈال دیں لیکن لوگ جانتے ہیں کہ اس کا انجام کار کیا ہوگا۔

رسول اکرمؐ کی زبانی دنیا کی مثال:

(۱۶۷) ہمیں ابوعلی المروزی نے عبدان بن عثمان، عبداللہ بن مبارک، عاصم کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابوعثمان النهدیؒ سے منقول ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور مانگنا شروع کر دیا، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کھانا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں یا رسول اللہؐ! آپؐ نے فرمایا تم اس کو پکا کر مسالہ (مصالحہ) وغیرہ ڈال کر اچھا بناتے ہو؟ کہا جی ہاں یا رسول اللہؐ! نبی کریم ﷺ نے پوچھا تمہارے پینے کو پانی ہے؟ جی اللہ کے رسول۔ آپؐ نے پوچھا کیا تم اس کو خوب ٹھنڈا کر کے صاف کرتے ہو؟ اس نے کہا بالکل ایسا ہی ہے یا رسول اللہؐ! آپؐ نے فرمایا اس کے کھانے اور پانی کو تم نے پیٹ میں جمع کر رکھا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں یا رسول اللہؐ!

نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ اس کا انجام کار کیا ہے اس نے کہا اللہ و رسولہ اعلم، آپ نے تین بار یہی سوال کیا، پھر آپ نے فرمایا اس کھانے پانی کا آخر اس دنیا کی طرح ہے کیونکہ تو اپنے گھر کے پیچھے کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کی گندی بو سے بچنے کے لئے اپنے ناک پر ہاتھ رکھ لیتا ہے تا کہ تجھے بد بو محسوس نہ ہو۔

---

[۱] یعنی ابن آدم خوب مرچ مسالے لگا کر کھاتا ہے اور پھر بالآخر اسے پیٹ سے نکال پھینکتا ہے اور جہاں دل چاہے پھینک دیتا ہے اس وقت اسے اس کے مرغن اور چٹ پٹے ہونے کا خیال نہیں آتا۔
یہی مثال دنیا کی ہے کہ اس کا انجام یہی ہے کہ پھر یہ ابن آدم کے کسی بھی کام کی نہیں رہتی آخرت میں صرف اعمال ہی کام آتے ہیں دنیاوی دولت نہیں۔ لہٰذا اس کی قدر پاخانے جیسی ہے۔

قرآن کریم میں انجام پر غور کرنے کی ہدایت:

(۱۶۸) ہمیں محمد بن عباد نے غسان بن مالک، حماد بن سلمہ، محمد بن سائب، ابی صالح کی سند سے بیان کیا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے ارشاد باری تعالیٰ کے متعلق فرمایا ''فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ إِلَىٰ طَعَامِهِ[1] '' اس سے مراد ہے کہ انسان اپنے کھانے میں غور کرے کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔

کیا تم اپنے آپ پر غور نہیں کرتے: (القرآن)

(۱۶۹) ارشاد باری تعالیٰ:

''وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ''

''اور تمہارے نفسوں میں تو کیا تم دیکھتے نہیں؟''[2]

ابن الزبیر سے منقول ہے کہ اس سے مراد بول و براز کا راستہ ہے۔[3]

اپنی دنیا پر غور کرو جو تم جمع کرتے ہو: (تورات)

(۱۷۰) ہمیں ابی نے روح بن عبادہ، سعید بن عبیداللہ الجبیری کی سند سے بیان کیا کہ حضرت بکر بن عبداللہ المزنی[4] فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ایسے آدمی نے خبر دی کہ جس نے حضرت کعب الاحبار[5] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گیارہ سال تک مصاحبت رکھی، جب اس کی موت کا

---

[1] حضرت علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں یہ جو حضرت ابن عباس والی و مجاہد و حسن بصری سے منقول ہے کہ آدمی اپنے کھانے کے متعلق غور فکر کرے کہ وہ کیسے گھوبر کی صورت میں تبدیل ہوتا ہے تا کہ اس سے دنیا کی ہلاکت بھی سمجھ سکے یہ ضعیف ہے، اور سیاق و سباق سے بعید تر معلوم ہوا ہے، اور فرماتے ہیں کہ میرا گمان نہیں کہ ان حضرات جیسے بڑے بڑے جبال علم سے یہ صحت روایت سے ثابت ہو۔ (روح المعانی ۳۰/۰۸۰)

[2] سورہ عبس آیت نمبر ۲۴

[3] یہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ایک قول ہے تفصیل کے لئے دیکھئے۔ (روح المعانی ۱۵/۲۷) الذاریات ۲۱

[4] یہ حضرت بکر بن عبداللہ المزنیؒ ہیں، اور یہ بہت اچھے لوگوں میں سے تھے علم حدیث کے انتہائی قوی راوی تھے، ان کی وفات ۱۰۸ھ میں ہوئی (تہذیب الکمال ۴/۲۱۶)

[5] کعب بن ماتع الحمیری، یہ یمن کے رہنے والے تھے اور شام میں بھی رہے، یہ اسلام لانے سے پہلے اہل کتاب کے بہت بڑے عالم تھے، حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت میں اسلام لائے، حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ ثقہ راوی ہیں۔ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت کے اواخر میں حمص میں ۳۴ھ میں فوت ہوئے۔ (تقریب التہذیب ص ۴۶۱)

وقت قریب ہوا تو اس نے حضرت کعب سے کہا کہ حضرت میں گیارہ سال تک آپ کے ساتھ رہا ہوں لیکن میں ایک بات آپ سے پوچھنا چاہتا تھا لیکن مجھے آپ کی ہیبت مانع ہوتی تھی۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پوچھو جو پوچھنا ہے اس نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ انسان جب پائخانہ وغیرہ سے فارغ ہو کر اٹھتا ہے پھر نظر پھیر کر اس کو دیکھتا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں کعب کی جان ہے تو نے ایسی چیز کے متعلق سوال کیا جو تورات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (علیہ وعلی النبی علیہ الصلوۃ والسلام وعلی جمیع الانبیاء والملائکہ والصالحین) پر نازل کی ہے تو اس دنیا پر غور کر جسے تو جمع کر رہا ہے۔

کچھ بھی کھالو، اس کا رنگ بعد میں ایک جیسا ہو جاتا ہے:

(۱۷۱) محمد بن کناسۃ اسدی[1] نے یہ اشعار کہے۔

کل شئی تطعمت من طعم وقزحت فرق ظهر الخوان

''ہر وہ چیز جو تو نے رزق میں سے کھائی اور تو نے اپنے دستر خوان پر سجائی''

صائر بعد ان تبلعه لونا ولكن من اخبث الالوان

''تیرے نگل جانے کے بعد ایک ہی رنگ کی ہو جاتی ہے لیکن سب سے بدترین رنگ میں''

فاذا حان وقت اخراجه منك ففكر في ذلة الانسان

''اور پھر جب اسے نکالنے کا وقت آتا ہے تو اس وقت کی انسان کی ذلت پر ذرا غور کر''

و اذا ما وضعته في مكان فالتفت و اعتبر بذاك المكان

''جب تو اسے کسی جگہ رکھ دے تو منہ پھیر لے اور اس جگہ سے عبرت پکڑ''

انسان کو ان چار کے سوا کوئی حق حاصل نہیں:

(۱۷۲) ہمیں اسحاق بن ابراہیم نے عبدالصمد بن عبدالوارث، حریث بن سائب،

---

[1] محمد بن کناسہ یہ محمد بن عبداللہ بن عبدالاعلی اسدی کوفی ہیں کناسہ اس کے والد کا لقب تھا۔ یہ ابراہیم بن ادھمؒ کی بہن کے بیٹے ہیں۔ عربیت، اشعار اور ایام ناس کے عالم تھے یعقوب بن شیبہ کے بقول ثقہ اور صالح الحدیث شخص ہیں۔ ۲۰۷ھ میں وفات ہوئی۔ (تہذیب الکمال۔ ج۲۵ ص۴۹۲۔ تقریب التہذیب ص۴۸۸)

حسن، حمران[1] کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ انسان کو مندرجہ ذیل خصلتوں کے علاوہ کوئی خصلت اختیار کرنے استعمال کرنے کا حق نہیں۔

(۱) ایسا گھر جو اس کو اپنے اندر چھپالے۔ (۲) ایسا کپڑا جو اس کے بدن کے ستر (عورت) کو چھپادے۔ (۳) روٹی کا ٹکڑا جو بغیر سالن کے ہو۔ (۴) پانی[2]

امت کے بدترین لوگوں کی نشاندہی:

(۱۷۳) ہمیں اسماعیل بن ابراہیم نے علی بن ثابت، عبدالمجید، عبداللہ بن حسن کی سند سے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ انہوں نے فرمایا میری امت کے بدترین لوگ وہ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو خوب استعمال کریں گے اور رنگارنگ کھانے کھائیں گے اور مختلف رنگوں کے کپڑے پہنیں گے وہ لوگ جب بات کریں گے تو انتہائی تکلف سے منہ بسور کر فصاحت دکھانے کی کوشش کریں گے۔

رسول اکرمؐ کو چھنا ہوا آٹا پسند نہ تھا:

(۱۷۴) ہمیں خالد بن خداش نے عبداللہ بن وھب، عمرو بن الحارث، بکر بن سوادہ کی سند سے بیان کیا حضرت خنش بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا آٹا چھان رہی تھی تا کہ نبی کریم ﷺ کے لئے روٹی پکائیں ان کے قریب سے آپ کا گزر ہوا تو آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا، یا رسول اللہؐ ہمارے علاقوں میں ایک قسم کی روٹی بنتی ہے۔ میں نے چاہا اس طرح کی آپ کے لئے روٹی پکاؤں آپ نے فرمایا یہ بھسی اس میں واپس ڈال کر اس کو گوندھ لو۔

گندم کو چھانا نہیں جاتا:

(۱۸۵) ہمیں حضرت خالد بن خداش نے عبداللہ بن وھب، عمرو کی سند سے بیان کیا

---

[1] حمران بن ابان۔ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفانؓ کے مولی ہیں حضرت نے انہیں دور صدیقی میں خرید ا تھا۔ ثقہ راوی ہیں، ۷۵ھ میں وفات ہوئی۔ (تقریب التہذیب ص ۱۷۹)

[2] یہ روایت سنن ترمذی کتاب الزھد (۴ص ۵۷۲) پر نقل کی گئی ہے۔

حضرت بکیر بن الاشج فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ آٹا چھان رہا تھا آپ نے فرمایا اس کی بھسی بھی آٹے میں ملا دو کیکر کا پھل چھانا نہیں جاتا۔[1]

دور فاروقی میں والی سے لئے جانے والے عہد:

(۱۷۶) ہمیں محمد بن حسان نے اسماعیل، انہوں نے اپنے والد کی سند سے بیان کیا امام شعبیؒ سے منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی کو (والی) مقرر فرماتے تو تین شرائط عائد کرتے۔ (۱) کبھی بھی عجمی گھوڑے پر سواری نہ کرے گا۔ (۲) باریک اچھا کپڑا نہیں پہنے گا (۳) اس کے لئے آٹا نہ چھانا جائے گا۔

آٹا چھاننے پر حضرت عمرؓ کی سرزنش:

(۱۷۷) ہمیں ابو علی المروزی نے عبدان بن عثمان، عبداللہ، سفیان، سلیمن، ابی وائل کی سند سے بیان کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام یسار بن نمیر فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی آپ کے لئے آٹا نہیں چھانا، جب کبھی یہ غلطی کر بیٹھتا تو آپ مجھے سرزنش فرماتے۔

دنیا میں نعمتیں دیکھ کر صحابہ کرامؓ کی آہ وزاری:

(۱۷۸) ہمیں ابو علی المروزی نے عبداللہ بن عثمان، عبداللہ بن مبارک، شعبہ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت سعد بن ابراہیم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ایک دفعہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا لایا گیا (آپ اس وقت روزے میں تھے) فرمایا مصعب بن عمیر کو شہید کر دیا گیا وہ مجھ سے زیادہ اچھے تھے لیکن انہیں ان کی چادر میں دفنا دیا گیا حالت یہ تھی کہ اگر سر ڈھانپا جاتا تو پیر کھل جاتے اور اگر پیر ڈھانپے جاتے تو سر کھل جاتا۔ راوی فرماتے ہیں میرے خیال سے انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا وہ بھی مجھ سے بہتر تھے ان کے بعد ہمارے لئے دنیا جس قدر مسخر کی گئی وہ اپنی جگہ نظر آ رہی ہے یا یوں فرمایا کہ اس کے بعد ہمیں دنیا جس قدر دی گئی وہ بھی سامنے ہے، فرمایا مجھے سخت اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہماری سب

[1] کتاب میں جو لفظ ہے اس کا ترجمہ کیکر کا پھل ہی ہے لیکن عبارت کچھ مشکوک انداز سے ہے۔ اور دوسری احادیث میں لفظ گندم ہے البتہ کیکر کا لفظ بھی روایت نمبر ۱۶۳ میں گذر چکا ہے۔

بھلائیوں کا بدلہ ہمیں دنیا ہی میں دے دیا گیا ہو۔ پھر انہوں نے رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ کھانا بھی ترک فرما دیا۔

رسول اکرمؐ کو پیٹ بھر کر روٹی نہ ملنا

(۱۷۹) ہمیں محمد بن عباد نے محمد بن عمر، ابن ابی ذئب، مسلم بن جندب کی سند سے بیان کیا: حضرت نوفل بن یسار فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے وہ بڑے ہی اچھے ساتھی تھے ایک دن ہمیں اپنے گھر لے گئے تو ہمارے سامنے کھانے میں گندم کی روٹی کے ساتھ گوشت پیش کیا گیا، جب کھانا رکھا گیا تو وہ (ابن عوف) رونا شروع ہو گئے، ہم نے پوچھا ابو محمد آپ کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا رونے کی وجہ یہ ہے کہ آپؐ اس دنیا سے تشریف لے گئے ساری زندگی آپ کو جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہ مل سکی تھی۔

رسول اکرمؐ کا بھوک کی وجہ سے پتھر باندھنا:

(۱۸۰) ہمیں ابوبکر الباھلی نے ابو عاصم، زینب بنت ابی طلیق، حبان کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپؐ بھوک کی وجہ سے کمر کو سیدھا رکھنے کے لئے پتھر باندھا کرتے تھے۔

ہر چیز کھا لینا بھی فضول خرچی ہے:

(۱۸۱) ہمیں ابراہیم بن سعید نے موسیٰ بن ایوب، بقیہ، یوسف بن ابی کثیر، نوح بن ذکوان، حسن کی سند سے بیان کیا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا فضول خرچی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تو جو چیز چاہے کھاتا چلا جائے۔

رسول اکرمؐ کی بھوک کا ایک واقعہ:

(۱۸۲) ہمیں ابوبکر الباھلی نے ابو عاصم، زینب بنت ابی طلیق، حبان کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپؐ کا گزر بعض صحابہ پر ہوا تو انہوں نے محسوس کیا کہ آپ کو بھوک کی شکایت ہے چنانچہ ایک صحابی گئے اور کنویں سے پانی

نکالنے پر مزدوری کی جسمیں انہیں بیس کھجوریں حاصل ہوئیں تو وہ، وہ کھجوریں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے اور آپ کو بھی کھلائیں اور خود بھی کھائیں۔

رسول اکرم ؐ کو بھوک مٹانے کی بھی پرواہ نہیں ہوتی تھی:

(۱۸۳) ہمیں احمد بن جمیل المروزی نے عبداللہ بن مبارک کی سند سے بیان کیا کہ امام اوزاعی نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے کبھی پرواہ نہیں ہوئی کہ میں اپنی بھوک کس چیز سے دور کروں [۱]

رسول ؐ کے دسترخوان پر کچھ بچتا نہ تھا:

(۱۸۴) ہمیں محمد بن عاصم نے کثیر بن سلیم الضبی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے سے کبھی بھی بچا ہوا کھانا نہیں اٹھایا گیا یعنی کھانا کم ہوا کرتا تھا تو بچنے کا کیا سوال اور فرمایا کبھی بھی آپ کے ساتھ بستر نہ لے جایا گیا۔ (کہ کہیں تشریف لے جائیں تو بستر بچھونا ساتھ ہو) [۲]

حضرت عمرؓ کا رسول اکرم ؐ اور صدیق اکبرؓ کی پیروی کرنا:

(۱۸۵) ہمیں اسحاق بن اسماعیل نے یزید ھارون، اسمٰعیل بن ابی خالد، مصعب بن سعد کی سند سے بیان کیا حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا امیر المومنین اگر آپ اپنے ان سخت کپڑوں کے بجائے ذرا اچھے کپڑے پہنیں اور کھانا بھی ذرا اچھا کھائیں تو بہت بہتر رہے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح بھی دے دی ہے اور مال ومتاع کا بھی توسع ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اب میں تم سے تمہاری ان باتوں میں بحث کرتا ہوں، یہ

---

۱ یہ حدیث معضل ہے اور ضعیف کی ایک قسم ہے امام اوزاعی نے اسے مرفوع بیان کیا ہے سنن اوزاعی (ص ۴۳۱) اسی طرح ابن مبارک نے کتاب الزھد میں۔

۲ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ؐ کے دسترخوان پر جو کی روٹی کا کوئی ٹکڑا (کم نہ زیادہ) بچتا نہ تھا (طبرانی) ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اکرم ؐ کے پاس سے جب دسترخوان اٹھایا جاتا تو اس پر بچا ہوا کھانا کبھی بھی نہ ہوتا تھا۔ (مسند بزار مجمع الزوائد ۱۰ ص ۳۱۶)

بتاؤ کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی زندگی کیسی سخت تھی تمہیں کچھ یاد نہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اتنی باتیں آنحضرت ﷺ کے متعلق یاد دلائیں کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رونے لگ گئیں پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے تم سے کہا ہے کہ میں اپنی سی کوشش کر گزروں گا کہ میں ان دونوں حضرات جیسی سخت زندگی میں شرکت کروں تاکہ میں ان دونوں سے ان کی پر آسائش اخروی زندگی میں مل سکوں۔

حضرت عمرؓ کی اپنے پیٹ کو سرزنش:

(۱۸۶) ہمیں اسحاق بن ابراھیم نے جعفر بن سلیمان، ھشام کی سند سے بیان کیا حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیشہ ہی مخلوط گندم وغیرہ کی روٹی کھائی اور اسی حالت میں وفات ہوئی، کبھی ایسا ہوتا کہ آپ کا پیٹ گڑ گڑ کرنا شروع کر دیتا تو آپ اس پر ہاتھ مار کر فرماتے کہ صبر کر تیرے پاس یہی کچھ رہے گا جو تو دیکھ رہا ہے حتیٰ کہ تو اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

زیتون کا تیل بھی نعمت ہے:

ہمیں اسحاق نے محمد بن جابر، اعمش شمر بن عطیہ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت یحییٰ بن وثاب فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ایک خادم تھا جو آپ کے لیے کھانا تیار کرتا تھا آپ نے فرمایا اس کو خوب پکاؤ تاکہ تیل کی حرارت ختم ہو جائے، کیونکہ میں دیکھتا ہوں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے اپنی تمام تر بھلائیاں اس دنیا ہی میں وصول کر لی ہیں[۱]

حضرت عمرؓ کا زندگی کی لذتوں سے خوف:

(۱۸۸) ہمیں اسحاق نے ابن علیہ، یونس بن عبید، حمید بن ھلال کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہو کہ میری نیکیاں کم ہو جائیں گی تو میں تم لوگوں کے ساتھ مزے کی زندگی میں شرکت کر لوں۔

---

[۱] یحییٰ بن وثاب اس روایت کے راوی ہیں ابن عباس اور بہت بڑی جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اعمش کہتے ہیں کہ جب میں انہیں دیکھتا کہ یہ آ گئے ہیں تو میں کہتا کہ یہ شخص حساب کے لئے وقف ہے اپنے گناہ گنتا رہتا ہے۔ ۱۰۳ھ میں وفات ہوئی۔ (العبر ۹۵/۱)

حضرت عمرؓ کا قیامت کے خوف سے اچھا کھانا ترک کردینا:

(۱۸۹) ہمیں محمد بن حسین نے اسماعیل بن زیاد، محمد بن ثابت العبدی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابوعمران الجونی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم خوب جانتے ہیں کہ اچھا کھانا کیا ہوتا ہے لیکن ہم ایسے دن کے خوف سے اسے چھوڑ دیتے ہیں کہ ''جس دن ہر دودھ پلانے والی عورت اپنے بچے کو بھول جائے گی اور ہر حاملہ اپنا حمل ساقط کر بیٹھے گی[1] حضرت ابوعمران فرماتے ہیں حضرت عمر اور ان کے گھر والے صرف اتنا ہی کھاتے تھے کہ جس سے زندگی باقی رہے۔

اچھا کھانے کی رغبت پر سرزنش فاروقی:

(۱۹۰) ہمیں سریج نے ھشیم، عوف کی سند سے بیان کیا کہ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک بیٹے کے گھر گئے تو دیکھا اس کے سامنے تازہ گوشت رکھا ہوا ہے آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ بیٹے نے کہا ہمیں گوشت کی چاہت ہو رہی تھی ہم نے ایک درہم کے عوض خرید لیا، یہ سن کر آپ نے فرمایا تجھے جب بھی گوشت کی رغبت ہوگی تو خریدے گا پھر فرمایا آدمی کے فضول خرچ ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ آدمی جو چیز چاہے کھاتا پھرے۔[2]

کھانے اور دنیا کے حوالے سے حضرت عیسیٰؑ کی نصیحت:

(۱۹۱) ہمیں داؤد بن عمرو الضبی نے اسماعیل بن عیاش کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن دینار[3] فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں سے فرمایا تم لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ جو کی روٹی کھاؤ ایسے نمک سے جو اچھی طرح سے پسا ہوا نہ ہو اور جب بھی کھاؤ تو خیال رکھو کہ خوب رغبت کے وقت کھاؤ اور راھبوں کا لباس پہنو۔ یہ بات میں تمہیں یقین سے کہتا ہوں دنیا کی مٹھاس آخرت کی کڑواہٹ ہے اور دنیا کی کڑواہٹ آخرت کی مٹھاس ہے اور فرمایا اللہ کے نیک بندے عیش وعشرت کی زندگی اختیار کرتے ہی

---

[1] سورہ حج آیت نمبر ۲
[2] مذکورہ بالا روایت کو مزید کتاب الزھد للامام احمد بن حنبل ۲/۳۳، کتاب الزھد لعبداللہ بن مبارک ص ۲۶۶ رقم: ۷۶۹ میں دیکھئے۔
[3] یہ عبداللہ بن دینار البھرانی الاسدی ہیں، ان کی کنیت ابومحمد ہے۔ یہ ضعیف راوی ہیں۔ (تقریب التھذیب ص ۳۰۲)

نہیں ہیں۔ اور تم میں سب سے براوہ عالم ہے جو دنیا سے محبت کرے اور اپنے علم پر دنیا کو ترجیح دے، اگر اس کا بس چلے تو وہ سب لوگوں کو اپنے جیسا بنادے۔ دنیا دار تو یہ پسند ہی نہیں کرتے کہ انہیں کوئی عذر ہوا گر وہ جان لیں تو اس سے بہت دور رہیں گے۔

رسول اکرمؐ نے کبھی اکیلے گوشت روٹی نہیں کھائی:

(۱۹۲) ہمیں عباس[۱] بن جعفر نے مسلم بن ابراہیم، ابان، قتادہ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپؐ کے لئے کبھی ایسا موقع نہ آیا کہ آپ نے گوشت روٹی کھائی ہو بجز اس کے کہ بہت سے لوگ کسی موقع پر جمع ہوتے تو کبھی اتفاق ہو جاتا۔[۲]

غرور کے خوف سے کھانا ترک کرنا:

(۱۹۳) ہمیں ابو علی المروزی نے عبدان بن عثمان، عبداللہ، اسماعیل بن عیاش، شرحبیل بن مسلم کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عمرو بن اسود العنسی[۳] اکثر کھانے میں سیر ہونے سے پہلے کھانا ترک فرمادیتے تھے اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں غرور نہ آئے۔

بھوک سے حکمت آتی ہے:

(۱۹۴) ہمیں محمد بن حسین نے عبیداللہ بن محمد التیمی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت محمد بن مسعر فرماتے ہیں بھوک میں زیادہ وقت کاٹنے سے حکمت آتی ہے۔[۴]

---

[۱] عباس بن جعفر بن عبداللہ بن زبرقان البغدادی ان کی کنیت ابومحمد ہے یہ حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کی وفات ۲۵۸ھ میں ہوئی۔ تقریب التہذیب ص ۲۹۲

[۲] مذکورہ بالا روایت کو امام احمد نے اپنی مسند ۲۷۰/۳ میں روایت کیا ہے۔

[۳] ان کی کنیت ابوعیاض ہے، بڑے تابعین میں سے ہیں، حمص کے رہنے والے تھے ان کی شان میں حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے "جو آدمی کسی کو رسول پاکؐ کے طریقہ پر دیکھنا چاہے وہ عمرو بن اسود کو دیکھ لے۔ ان کی وفات حضرت معاویہؓ کے دور خلافت میں ہوئی۔ تقریب التہذیب ص ۴۱۸

[۴] ابوالقاسم قشیری کہتے ہیں کہ ارباب سلوک بھوک کے رہنے اور کھانے سے دور رہنے کی عادت آہستہ آہستہ بتاتے ہیں اور پھر بھوک کی حالت میں حکمت کے چشموں سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ (الرسالۃ القشیریہ ص ۶۶)

کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزیں پانچ جگہوں میں رکھی ہیں۔

عزت: فرمانبرداری میں — ذلت: نافرمانی میں

ھیبت: رات کے قیام میں — حکمت: خالی پیٹ میں

مالداری: قناعت میں (ایضاً ص ۷۵)

بھوک جسم کی طہارت ہے:

(۱۹۵) ہمیں محمد نے یحییٰ بن اسحاق ھشام بن لاحق کی سند سے بیان کیا کہ حضرت وھب[1] بن منبہ فرماتے ہیں بھوک جسم کی طہارت ہے اسی سے صفائی ورقت پیدا ہوتی ہے۔

(۱۹۶) ہمیں محمد نے قدامہ بن محمد، مخرمہ بن بکیر، انہوں نے اپنے[2] والد کی سند سے بیان کیا کہ حضرت بکیر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں فرمایا کہا جاتا ہے کہ انسان کا پیٹ ذخیرہ اندوز نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس کے لئے ایک دانہ کھجور یا ایک لقمہ یا تھوڑی سی چیز بھی کافی ہو جائے۔

مومن کے گذارے کا بہترین کھانا:

(۱۹۷) ہمیں محمد نے بشر بن محمد الزھدانی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت جعفر بن سلیمان فرماتے ہیں ایک آدمی نے حضرت مالک بن دینار سے کہا اے ابو یحییٰ کیا آپ کے لئے ایک دن میں دو روٹیاں کافی ہو جاتی ہیں؟ آپ نے فرمایا تبھی تو میں کچھ گھی اور ہلکی دو چپاتیاں اور کچھ تھوڑا سا پانی لیتا ہوں اور فرمایا کسی مومن کے لئے اس کی موت تک یہ بہترین گزارہ ہے۔

(۱۹۸) ہمیں محمد نے عباس بن الفضل نے سعید کی سند سے بیان کیا کہ حضرت حسن بصری نے فرمایا اللہ کی قسم یہ دنیا کی زندگی تو بس یہی ہے کہ آدمی قوت لایموت کے بقدر کھائے کسی مومن کے لئے دنیا کی عیش وعشرت میں کوئی حق نہیں ہے۔

اولیاء کی بھوک کا درجہ نعمت ہے:

(۱۹۹) ہمیں محمد نے صلت بن حکیم کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ مرزوق فرماتے ہیں جس آدمی کو بھوک کا درجہ حاصل ہو گیا اس کے دل میں ایک لمحہ بھر کے لئے بھی

---

[1] وھب بن منبہ صنعانیؒ یہ بڑے اعلیٰ درجہ کے اہل علم میں سے تھے، اور حضرت بن عباسؓ کے خصوصی شاگرد تھے۔ ۱۱۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ تقریب ص ۵۸۴

[2] بکیر بن عبداللہ بن الاشج المدنی یہ صغار تابعین میں سے ہیں، اور حضرت لیث بن سعد کے اساتذہ میں سے ہیں۔ حافظ صاحبؒ نے ان کی وفات ۱۲۲ھ ذکر کی ہے۔

دنیا کی محبت نہیں آسکتی۔

مرغن کھانوں کی رغبت فرائض سے روک دیتی ہے:

(۲۰۰) ہمیں ہارون بن عبداللہ نے ابو یحییٰ الحمانی، عبد بن ولید، عبداللہ بن عبید کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے فرمایا اے لوگو تم خوب اچھا کھانے پینے والوں کے پاس سے مت گزرا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں تمہارے واجبات سے کبھی تو گوشت کبھی گھی، کبھی زیتون، کبھی نمک کی اشتہا روک دے۔

گھر کے نگران کی خصوصیات:

(۲۰۱) ہمیں مفضل بن غسان نے سفیان بن عینیہ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آدمی اس وقت تک گھر کا متولی نہیں بن سکتا کہ جب تک وہ ایسا نہ ہو کہ جب اسے بھوک لگے تو کچھ پرواہ نہیں جو کچھ مل جائے وہ اس کے لئے رفع بھوک کی کفایت کر جائے اور جو کپڑا مل جائے وہی پہن لے[1]

گائے بھینس کی طرح موٹوں کی لئے ہلاکت ہے:

(۲۰۲) ہمیں ابو علی المروزی نے عبدان بن عثمان، عبداللہ بن مبارک ابراہیم کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن حارث[2] زبیدی رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی آیا تو اس نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے مبارک ہے وہ آدمی جس کی شام اس حال میں ہوئی کہ وہ اللہ کے راستے میں گھوڑے پر سوار تھا اور جب افطار کا وقت ہوا تو اس نے روٹی کے ایک ٹکڑے اور پانی کے ساتھ افطار کیا۔

فرمایا ہلاکت ہے ان موٹاپے والوں کے لئے جو گائے (بھینس) کی طرح موٹے ہوتے ہیں اور حکم چلاتے ہیں اے غلام یہ اٹھاؤ اور یہ رکھو اس سب کے باوجود اللہ کی یاد سے

---

[1] حلیۃ الاولیاء ۷/۳۰۶

[2] عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدیؓ، یہ مصر میں رہتے تھے، اور مصری حضرات انہی سے روایت کرتے ہیں، یہ وفات سے کچھ عرصہ قبل نابینا ہوگئے تھے، مصر میں صحابہ میں سے سب سے آخر انہی کی وفات ۸۶ھ میں ہوئی۔ (الاعلام ۴/۲۰۶)

غافل رہتے ہیں[1]

اور، لا، میٹھا، لا، کھٹا، لا کے الفاظ پریشان کن ہیں:

(۲۰۳) ہمیں محمد بن حسین نے زید بن حباب، یحییٰ بن علاء، عبدالملک بن مسلم کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو! مزید مزید اور لا اور لا کی رٹ سے بچو اسی طرح اس سے بھی بچو میٹھا لیکر آ، کھٹا لے کر آ، گرم لے کر آ، ٹھنڈا لیکر آ ان سب چیزوں سے اجتناب کرو یہ دنیا میں بوجھ ہیں اور موت کے وقت بھی مشکلات پیدا کر دیتی ہیں۔

حضرت عائشہؓ کا پیٹ بھر کر نہ کھانا:

(۲۰۴) ہمیں محمد بن حسین نے عمار بن عثمان، محمد بن ثابت العبدی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابوعمران الجونی فرماتے ہیں کہ عراق کے کسی آدمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے جوارش بطور ہدیہ بھیجی آپ نے دیکھی تو پوچھا یہ کیا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ زود ہضم دوا ہے جو اہل عراق بناتے ہیں، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رونا شروع کر دیا اور فرمایا جب سے میرے حبیب ﷺ فوت ہوئے میں نے کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔

نفس کو بھوکا رکھو تا کہ دل اللہ کو دیکھ لے:

(۲۰۵) ہمیں محمد نے بھلول بن مورق، بشر بن منصور، ثور کی سند سے بیان کیا کہ حضرت خالد بن معدان فرماتے ہیں میں نے بعض کتابوں میں پڑھا اپنے نفس کو بھوکا رکھو اور اسے عاری رکھو تا کہ تمہارا دل اللہ کو دیکھ لے۔

اللہ کو راضی کرنے اور پیٹ بھرنے والے الگ الگ ہیں:

(۲۰۶) ہمیں محمد نے عمار بن عثمان الحلبی، حصین بن قاسم کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عبدالواحد[2] بن زید فرماتے ہیں کہ اللہ کو راضی کرنے والوں میں اور پیٹ بھرنے

---

[1] و استغفر الله من ذلك: رأينا هكذا ضيع بعض المهتممين و النظماء في مدارس الدينيه يصلون فقط امام وجوه الطلاب وفي الغيبة لايصلون، ولا يدعون ولا يذكرون الله بل هم في طغيانهم ليسمنون كالبقرو الجاموس ويتحكمون على الطلاب كانهم عبيد هم. لاحول ولا قوة الا بالله.

[2] یہ ابوعبیدۃ البصریؒ ہیں، یہ نہایت متقی پرہیز گار اور بلیغ وعظ کہتے تھے، اُن کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء ۷/۱۷۸)

والوں میں بڑا فرق ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے والے کے لئے تو اتنا ہی کھانا کھافی ہے کہ جس سے اس کی زندگی کی رمق باقی رہے۔

راوی کا بیان ہے فرماتے ہیں ایک دن حضرت عبدالواحد نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا ہے کہ میں کبھی بھی عہد شکنی نہیں کروں گا۔ راوی حضرت حصین فرماتے ہیں میں نے پوچھا اے ابو عبیدہ وہ کیا عہد ہے؟ انہوں نے فرمایا اے حصین پوچھنے سے تم باز ہی رہو تو بہتر ہے۔ میں نے کہا کیا آپ نہیں چاہتے کہ آپ کی بات سے کوئی بہترین اسوہ حاصل کرے؟ انہوں نے فرمایا یہ تو میں چاہتا ہوں۔ میں نے کہا پھر آپ مجھے ضرور بتائیں کہ وہ کیا عہد ہے۔

انہوں نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا ہے کہ میں کبھی بھی دن میں کوئی چیز نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ میری موت واقع ہو جائے۔ حضرت حصین راوی فرماتے ہیں کچھ ایک دفعہ دن کے وقت حضرت بہت بیمار ہو گئے ان کے بھائیوں نے بہت کوشش کی کہ کچھ کھالیں لیکن انہوں نے کچھ نہ کھایا اور اسی حال میں وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ ان پر کروٹ کروٹ رحمت نازل فرمائیں۔ آمین۔

پیٹ کا دین سے زیادہ عزیز ہونا مومن کا شیوہ نہیں:

(۲۰۷) ہمیں محمد یحییٰ بن بسطام نے بیان کیا کہ حضرت محمد بن عبداللہ بن سمیع فرماتے ہیں کہ حضرت شمیط العنسی کو بعض امراء نے ایک دفعہ کھانے پر مدعو کیا تو انہوں نے بہانہ کر کے ٹال دیا اور نہ گئے، جب انہیں کہا گیا کہ آپ نے دعوت کیوں قبول نہ کی؟ تو آپ نے فرمایا کہ میرے لیے یہ آسان ہے کہ میں ایک لقمہ کھو بیٹھوں اس سے کہ میں اپنا دین ان لوگوں کے لئے ضائع کر دوں۔ کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس کا پیٹ دین سے زیادہ اسے عزیز ہو۔

حکیم بن حزام کی پیاس:

(۲۰۸) ہمیں داؤد بن عمرو نے حفص بن غیاث، ھشام بن عروہ کی سند سے بیان کیا

کہ حضرت حکیم بن حزام[1] رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اپنے گھر والوں سے کہا مجھے پانی پلاؤ اہلخانہ نے کہا کہ آج آپ نے ایک دفعہ پانی پیا ہے آپ نے فرمایا پھر بس رہنے دو۔

اسراف سے دور کھانے کا طریقہ:

(۲۰۹) ہمیں ابوخیثمہ نے محمد بن یزید بن خنیس کی سند سے بیان کیا کہ حضرت وھیب بن الورد فرماتے ہیں کہ کسی جگہ دو عالموں کی آپس میں ملاقات ہوئی جن میں سے ایک بڑے عالم تھے، انہوں نے پوچھا ایسے کھانے سے متعلق بتایئے جو ہم کھاتے ہیں کہ اس میں اسراف نہ ہو؟ دوسرے عالم نے فرمایا یہ وہ کھانا ہے جو بھوک کو ختم کردے البتہ سیر ہو کر نہ کھایا جائے۔

پیٹ بھرا ہو تو مت کھاؤ:

(۲۱۰) ہمیں سریج بن یونس نے ھشیم، منصور، حسن کی سند سے بیان کیا کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا جب تمہارا پیٹ بھرا ہو تو مت کھانا بلکہ ضرورت سے زیادہ کتے کو کھلا دینا۔

صحابہ فالودے کے نام سے کب واقف ہوئے؟

(۲۱۱) ہمیں ابراہیم بن سعید الجوہری نے ابوالیمان[2] اسماعیل بن عیاش[3] محمد بن طلحہ[4] عثمان بن یحییٰ کی سند سے بیان کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فالودہ کا

---

[1] یہ حضرت حکیم بن حزام بن خویلد بن اسدؓ ہیں، فتح مکہ کے دن انہوں نے اسلام قبول کیا، یہ بڑے مالدار اور سخی طبیعت کے آدمی تھے، انہوں نے ایک باغ حضرت معاویہؓ کو ساٹھ ہزار میں فروخت کیا تھا پھر اسی رقم کو صدقہ بھی کر دیا، چونکہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں سو غلام آزاد کیے تھے، اسلام قبول کرنے بعد پھر سو غلام آزاد کیے، ایک دفعہ انہوں نے حضرت زبیرؓ سے کہا تمہارے والد پر کتنا قرض ہے انہوں نے کہا ایک لاکھ کی رقم ہے فرمایا اس کا نصف میں ادا کرتا ہوں ۵۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ (العبر ۱/۴۳)

[2] یہ حضرت حکم بن نافعؒ ہیں، یہ اپنی کنیت ہی سے مشہور ہیں اور ثقہ درجہ کے راوی ہیں، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ان کی وفات ۲۲۲ھ ذکر کی ہے۔ تقریب ص ۱۷۶

[3] اسماعیل بن عیاش العنسی، ان کی کنیت و نسب ابوعتبہ الحمصی ہے یہ مقبول رواۃ میں سے ہیں ان کی وفات ۱۸۱ھ میں ہوئی۔

[4] محمد بن طلحہ بن مصرف الیامی یہ ضعیف راوی ہیں ۱۶۷ھ میں فوت ہوئے۔ تقریب ص ۴۸۵

نام ہم نے اس وقت پہلی دفعہ سنا جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا یارسول اللہ! آپ کی امت کو ایک زمانہ میں ایسی جگہ فتح ہوگی اور ان پر دنیا کا اسقدر فیضان ہوگا کہ یہ لوگ فالودہ کھائیں گے آپ نے فرمایا یہ فالودہ کیا ہوتا ہے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہ گھی اور شہد کو ملا کر بنایا جاتا ہے یہ سن کر نبی ﷺ ہنس پڑے۔

شہد اور گھی صاف روٹی سے کھانے پر پوچھ گچھ:

(۲۱۲) ہمیں عمرو بن محمد نے عفان، یزید بن ابراہیم، یوسف بن اخت بن سیرین کی سند سے بیان کیا کہ...... حضرت ابوقلابہ[1] سے منقول ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ''ترجمہ: تم سے ضرور بضرور قیامت میں ان نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ کے متعلق فرمایا کہ میری امت میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو شہد اور گھی کو صاف ستھری روٹی سے ملا کر کھائیں گے[2]

بھوک پیاس کے بدلے نجات کی دعا:

(۲۱۳) ہمیں محمد بن حسین نے صلت بن حکیم کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابو عاصم العبادانی فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھ سے حضرت عبدالواحد بن زید نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں کہ اپنے بندوں کو بھوکا پیاسا رکھے، لیکن مومنین کو ضرورت ہے کہ وہ اپنے کو بھوکا پیاسا رکھیں تاکہ ہمارے آقا و داتا ہمیں دیکھیں کہ ہم پیاس سے تھکے ہوئے ہیں اور ہمارے جسم نحیف ہیں اور ہم نے اپنے جسموں کو تھکا دیا شاید اس وجہ سے اللہ رب العزت ہم پر رحمت کی نگاہ فرمالیں۔ اور ہمیں اس بھوک و پیاس کے بدلے اعلیٰ اجر عطا فرما دیں، اور پھر فرمایا معلوم ہے کہ بڑا اجر کیا ہے؟ وہ اجر جزیل یہ ہے کہ ہمیں جہنم کی آگ سے چھٹکارا دے دیں۔

---

[1] یہ حضرت عبداللہ بن زید بن عمرو الجرمیؒ ہیں، ان کی کنیت ابوقلابہ ہے، انہیں عہدہ قضاء کی پیشکش کی گئی تو یہ انکار کرتے ہوئے اپنا وطن چھوڑ کر شام چلے گئے، علم حدیث میں ان کا مقام بہت بلند ہے۔ ان کی وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی۔ (تقریب التہذیب ص ۳۰۴)

[2] مذکور بالا تفسیری قول کو امام ابن کثیرؒ نے بھی نقل کیا ہے۔ ۵۴۷/۴

سونا چاندی کا بس چلے تو کافر بنا دیں:

(۲۱۴) ہمیں سریج بن یونس نے محمد بن حمید، سفیان، ابی حبان کی سند سے بیان کیا کہ حضرت تمیم بن حذلم[1] فرماتے ہیں کہ تم لوگ اس زمینی گوند سے اجتناب کرو یعنی سونا اور چاندی۔ اور تم اپنے انہی روٹی کے ٹکڑوں کو کھا کر اپنے دریائے فرات کا پانی پی لو۔ اگر اس کا بس چلے تو یہ تمہیں کفر میں ڈال دیں اور اسلام سے انتہائی دور کر دیں۔

معاویہ سبرہ کی نصیحت:

(۲۱۵) حضرت معاویہ بن سبرہؒ فرماتے ہیں اے عبداللہ! اگر یہ لوگ تجھے تازہ باریک روٹی دینے میں بخل کرتے ہیں تو تو موٹی روٹی ہی کھا لیا کر اور نہر سے پانی پی لیا کر اور اپنے دین کو مضبوطی سے تھام کر رکھ۔

صبر کے بدلے نعمتوں کا انعام:

(۲۱۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ تم لوگ روٹی اور زیتون پیٹ بھر کر کھاؤ گے، حضرت ابوبکر نے فرمایا یعنی مال و متاع کی وسعت ہوگی۔

رسول اللہؐ کا دوسروں کے لئے خود کو تھکانا:

(۲۱۷) ہمیں خالد بن خداش نے عبداللہ بن وہب عمرو، بکیر بن اشج کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عطاء بن یسارؒ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس قبیلہ بنو غفار کے آدمی آئے اور انہوں نے آپ سے مانگا، نبی پاک ﷺ نے فرمایا تم یہیں کھڑے رہو پھر آپ لوٹ گئے اور کچھ دیر کے بعد تشریف لائے اور ان کی چادر میں تین مد کے بقدر کوئی چیز تھی آپؐ نے فرمایا یہ تم دونوں کے لئے ہے، اور فرمایا میں تم لوگوں سے جب سے جدا ہوا تھا جب سے میں نے تمہارے لئے خود کو بہت تھکایا ہے۔

---

[1] تمیم بن حذلم الضبی، ان کی کنیت ابوسلمہ ہے، یہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے خصوصی شاگرد تھے تہذیب الکمال ۳۲۸/۴

آئندہ زمانے میں فکر کا محور پیٹ ہوگا:

(۲۱۸) ہمیں ابوعلی المروزی نے عبدان بن عثمان، عبداللہ بن مبارک سعید بن ابی ایوب، بکر بن عمرو کی سند سے بیان کیا حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کا تمام غور و فکر پیٹ ہی کے متعلق رہ جائے گا۔ اور ان کا دین ان کی خواہشات بن جائیں گی۔

لوگوں کا خدا پیٹ اور دین، لباس بن جائے گا:

(۲۱۹) ہمیں محمد بن حسین نے ھشام بن عبیداللہ، یحییٰ بن علاء کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابومسلم[1] الخولانی فرماتے ہیں کہ میں نے پہلے صحیفوں میں پڑھا جو یوں مذکور تھا اس امت میں یکے بعد دیگرے کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ وہ اپنے پیٹ ہی کو اپنا خدا بنا لیں گے اور اپنے لباس کو اپنا دین سمجھیں گے۔

اہل دانش بھی فکر شکم کے آگے ڈھیر:

(۲۲۰) ہمیں محمد بن حسین نے زید الخمری کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابوعبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ فکر آخرت نے دانش مند لوگوں کو ایسا مشغول کر دیا ہے کہ انہیں ہانڈی پکانے اور لذات کی پیروی کرنے کے متعلق کچھ خیال ہی نہیں رہا۔

دنیاوی اشیاء کی فکر سے دور کرنے والی چیزیں:

(۱۲۱) ہمیں محمد نے حکیم بن جعفر، دوید ابوسلیمان الفصی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت شعیب بن مالک فرماتے ہیں کہ لمبی بھوک کاٹنا اور خواہشات نفس کو ترک کر دینا یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں کہ انسان کو دنیاوی اشیاء کی فکر سے الگ کر دیتی ہیں۔

---

[1] یہ ابومسلم عبداللہ بن ثوب الخولانی ہیں، نہایت پرہیزگار و متقی اور فقیہ النفس آدمی تھے، علامہ ذہبیؒ ان کے تذکرے میں لکھتے ہیں یہ ملک شام کے پھول تھے۔ انہوں نے نبیؐ کی وفات سے پہلے اسلام قبول کیا لیکن یہ زیارت نہ کر سکے، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں مدینہ منورہ تشریف لائے۔ (حلیۃ الاولیاء ۱۲۲/۲)

پہلے پیٹ کے لئے سوچنا برا ہے:

(۲۲۲) ہمیں محمد نے یحییٰ بن اسحاق، النضر بن اسماعیل، ابن ابی رباب کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں انتہائی برا ہے وہ آدمی جو تمام افکار میں پیٹ کو مقدم رکھے۔

رضائے الٰہی کے لئے بھوکے رہنے والوں کا مرتبہ:

(۲۲۳) ہمیں محمد نے معاذ ابوعون کی سند سے بیان کیا کہ حضرت [۱]ابوبکر کوفی ؒ فرماتے ہیں ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ روز محشر میں رضا الٰہی کے واسطے بھوکے رہنے والے لوگوں کو ایک ایسی جگہ جمع کیا جائے گا جو عام لوگوں سے بلند ہو گی۔ پھر ان کے لئے ایک دستر خوان بچھایا جائے گا اور کہا جائے گا خوشی خوشی کھاؤ اور پیو اس کے عوض کہ تم نے اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے لئے بھوکا رکھا، حضرت نے فرمایا کہ وہ لوگ کھائیں پئیں گے اور دوسرے حساب دے رہے ہوں گے۔

پیٹ کے لئے ہلاکت:

(۲۲۴) ہمیں محمد نے زکریا بن عدی، جعفر بن سلیمان کی سند سے بیان کیا کہ حضرت فرقد[۲] السبخی فرماتے ہیں ہلاکت ہے ایسے آدمی کے لئے جس کا پیٹ ایسا ہو کہ اگر بھوکا رہے تو کمزور پڑ جائے اور اگر سیر ہو کر کھائے تو بھاری پڑ جائے۔

(۲۲۵) ہمیں محمد بن سلام الجمحی نے عمر بن ابی[۳] خلیفہ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت حسن بصریؒ سے ایک آدمی نے یہ شکایت کی کہ اگر میں کھانا کم کھاؤں تو میں کمزور ہو جاتا ہوں اور اگر زیادہ کھاؤں تو بوجھ بن جاتا ہے آپ نے فرمایا اپنا گھر تبدیل کر لو[۴] (مطلب

---

۱ بھیم العجلیؒ، ان کی صفت تھی دائم الفکرۃ حزیناً، یہ خشیت خدا میں روئے کہ ان کی بھویں گر گئیں۔

(صفۃ الصفوۃ ۳/۱۷۹)

۲ یہ حضرت فرقد بن یعقوب السبخی ہیں، ان کی کنیت ابو یعقوب ہے یہ طاعون کے زمانے میں فوت ہوئے ۱۳۱ھ (تہذیب التہذیب ۴/۵۸۳)

۳ عمر بن ابی خلیفہ العبدی، ان کی کنیت ابوحفص ہے، امام نسائیؒ نے ان سے احادیث نقل کی ہیں۔

۴ ابونعیم نے حلیہ (۱۰/۲۰) پر اسی روایت کی تخریج کی ہے۔

یہ ہے کہ یہ گھر تمہیں موافق نہیں ہے اور اس گھر میں نحوست لگتی ہے)

بھوک برداشت کرنا سب سے افضل عمل ہے:

(۲۲۶) ہمیں محمد نے عبید اللہ بن محمد التیمی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عقبہ بن فضالہؒ فرماتے ہیں کہ بعض کتابوں میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جو اعمال کیے جاتے ہیں ان میں سب سے افضل یہ ہے کہ آدمی اللہ کے لئے بھوک برداشت کرے۔

ساٹھ سال تک بھوکا رہنے والے:

(۲۲۷) ہمیں محمد نے سورہ بن قدامہ الاسواری، حبان بن الاسود کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عبدالخالق فرماتے ہیں کہ حضرت یزید الرقاشی[1] نے اپنے آپ کو ساٹھ سال تک بھوکا رکھا جس سے ان کا جسم انتہائی کمزور اور رنگ بدل گیا۔ کہا کرتے تھے کہ میرا پیٹ مجھ پر غالب آ گیا مجھے اب کوئی حیلہ سمجھ نہیں آتا ہے۔ (انکساری اور تواضع میں فرماتے تھے)

مالک بن دینارؒ کی خواہش:

(۲۲۸) ہمیں محمد بن ادریس نے عبدہ بن سلیمان، ابن مبارک، جعفر بن سلیمان، ھشام کی سند سے بیان کیا کہ حضرت مروان المحلمی فرماتے ہیں میں نے حضرت مالک بن دینار سے کہا مجھے آپ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ پھل کا زمانہ آتا ہے اور گزر جاتا ہے آپ کچھ بھی نہیں کھاتے۔ فرمایا اگر یہ ریت میرے لئے کافی ہو جائے تو میں اس کے سوا کچھ نہ کھاؤں یہاں تک کہ میرے متعلق مجھے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کیا معاملہ فرمائیں گے۔

مالک بن دینارؒ کی موت کے وقت آرزو:

(۲۲۹) ہمیں محمد بن ادریس نے سعید بن داؤد کی سند سے بیان کیا کہ حضرت جعفر

---

[1] حلیۃ الاولیاء ۳/۵۰ پر یہ روایت ہے۔ یہ یزید بن ابان قرشی بصری ہیں ابوعمر یزید مشہور تھے مشہور واعظ و زاہد ہیں ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تھے رات کو رونے والے لوگوں میں سے تھے۔ لیکن حدیث یاد رکھنے میں غافل ہو گئے کیونکہ عبادت میں زیادہ مصروف ہو گئے تھے۔ حدیث میں ضعیف ہیں بخاری نے ۱۱۰ھ سے ۱۲۰ھ تک وفات کرنے والوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ دیکھئے صفۃ الصفوۃ (۱۹۵/۶) تہذیب التہذیب ۱۹۵/۶)

بن سلیمان حضرت مالک بن دینار سے نقل کرتے ہیں جب ان کی وفات کا وقت قریب ہوا تو فرمایا کہ اے اللہ میری یہ آرزو ہے کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ میں دلی طور پر اس لئے زندگی سے محبت کرتا ہوں اور نہ موت سے نفرت کرتا ہوں کہ میں اپنی شہوت اور پیٹ کے لئے زندہ رہوں۔

مالک بن دینار کی نفس کو نصیحت:

(۲۳۰) ہمیں محمد بن ادریس نے ابو اسحاق الطالقانی کی سند سے بیان کیا حضرت فضیل[1] بن عیاض فرماتے ہیں کہ حضرت مالک بن دینار کے سامنے فالودہ پیش کیا گیا، تو آپ نے اپنے نفس سے کہا باوجود شدت رغبت کے نہیں کھانا۔

دنیا کی ہر چیز آخرت میں الٹ ہے:

(۲۳۱) ہمیں محمد بن حسین نے حکیم بن جعفر، ابو عمار الصفار، ابی سنان کی سند سے بیان کیا کہ حضرت وھب فرماتے ہیں کہ میں نے پہلی آسمانی کتابوں میں پڑھا کہ دنیا کی حلاوت یوم آخرت میں کڑواہٹ ہے اور اس دنیا کی سختی آخرت کی حلاوت ہے اور دنیا کی پیاس آخرت کی سیرابی ہے اور دنیا کی سیرابی آخرت کی پیاس ہے دنیا کی بھوک آخرت کی سیر ہے اور دنیا کی سیر آخرت کی بھوک ہے، اور دنیا کے غم آخرت کی خوشیاں ہیں اور دنیا کی خوشیاں آخرت کے غم ہیں لہٰذا جس نے جو چیز آگے بھیجی وہ اسے ملے گی اور ان معاملات میں اعتبار خاتمے کا ہے۔

حضرت حسنؓ بن علیؓ کا بچوں کو کھلانا:

(۲۳۲) ہمیں یوسف بن موسیٰ نے عبید اللہ بن موسیٰ، فطری بن الخشاب کی سند سے بیان کیا کہ حضرت مدرک بن ابی زیاد فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے باغ میں تھے کہ اتنے میں حضرات حسنین تشریف لے آئے اور باغ کا چکر لگایا اور پھر

---

[1] ابو علی فضیل بن عیاض بن المسعود التمیمی المروزی، جلیل القدر ائمہ میں سے ہیں ان کے متعلق عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ "روئے زمین پر فضیل بن عیاض سے بڑھ کر کوئی افضل آدمی باقی نہیں رہا۔ ان کی وفات ۱۸۷ھ میں ہوئی۔ (العبر ۲۳۱/۱)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا اے مدرک تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ میں نے کہا حضرت بچوں کا کھانا ہے، فرماتے ہیں کہ میرے پاس روٹی سرکہ اور نمک تھا جو اچھی طرح پسا ہوا نہ تھا اور کچھ سبزی وغیرہ تھی جو میں نے لا کر پیش کر دی حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے وہ کھانا کھایا۔ پھر ان کے گھر سے حضرت حسن کے لئے کھانا آیا جو نہایت ہی عمدہ اور بہت زیادہ تھا، انہوں نے مجھ سے کہا مدرک تمام بچوں کو جمع کر دو پھر ان تمام بچوں نے وہ کھانا کھایا مگر حضرت حسن نے نہ کھایا میں نے کہا آپ بھی لیجئے نا؟ آپ نے فرمایا میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے کہ یہ بچے کھائیں اور میں نہ کھاؤں۔

قناعت کے کھانے کی ایک مثال:

(۲۴۳) ہمیں عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن قریب نے اصمعی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت علاء بن اسلمؒ فرماتے ہیں کہ عبدالکریم المازی کو بحرین کا گورنر بنایا گیا تو آپ ایک ایسی جگہ میں اترے جہاں بکثرت پانی کے چشمے بھی تھے آپ نے وہاں اپنا دستر خوان بچھایا تھوڑی دیر میں وہاں کے ایک بوڑھے نے اذان دی (جو اپنے گھر بار چھوڑ کر وہاں رہا کرتا تھا اور عبادت کیا کرتا تھا) پھر سب نے نماز پڑھی، اس کے بعد اس کی بیوی آئی اس کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں کچھ کھجوریں تھیں اس بزرگ نے وہ کھجوریں کھائیں اور چشمے سے جا کر پانی پی لیا، عبدالکریم نے اس کے پاس خادم بھیجا کہ آ کر ہمارے ساتھ کھالو اس بزرگ نے کہا میں نے اتنا کھا لیا ہے کہ آنے والے دن تک میرے لئے کافی ہے اور ضرورت نہیں۔

کیا مسلمان اتنا کھاتا ہے کہ دوبارہ کھانے کی گنجائش نہ ہو؟

(۲۴۴) حضرت محمد بن سلام الجمحیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ نے ایک آدمی کو کھانے کے لئے دعوت دی تو اس نے کہا کہ میں نے کھا لیا ہے اب دوبارہ کھانے کی مجھے استطاعت نہیں ہے یہ سن کر حضرت حسن نے تعجب سے فرمایا سبحان اللہ! کیا مسلمان ایسا کھاتا ہے کہ اس کو دوبارہ کھانے کی گنجائش نہ ہو؟ (مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو کم کھانا چاہیئے)

حکمرانوں کا کھانا دجال کا فتنہ ہے:

(۲۳۵) ہمیں محمد بن داود القنطری نے بیان کیا کہ حضرت ابوعبدالرحمن المقری فرماتے ہیں کہ ایک شیخ نے ہم سے یہ حدیث بیان کی فرمایا بادشاہوں کے کھانے سے پرہیز کرتے رہو کیونکہ ان کا کھانا دجال کے کھانے کی طرح ایک فتنہ ہے جو اس کو کھائے گا اس کا دل مرجھا جائے گا۔

(۲۳۶) ہمیں ہارون بن عبداللہ البزاز نے سیار، عبداللہ بن شمیط کی سند سے بیان کیا کہ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں مسلمان کا الٹنا پلٹنا (زندگی) یقین کے ساتھ ہے کیونکہ مسلمان مومن کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جس قدر تھوڑا سا ایک بکری کے لئے کافی ہوتا ہے کہ آدمی چند کھجوریں کھائے اور پانی پی لے۔

دنیا کو دل اور مانگے گا مگر قناعت کرو:

(۲۳۸) ہمیں ہارون نے سیار، جعفر، کھمس بن الحسن کی سند سے بیان کیا کہ حضرت بکر المزنی فرماتے ہیں آدمی کے لئے دنیا اتنی ہی کافی ہے کہ کچھ گزر بسر ہو جائے اگر چہ مٹھی بھر کھجوریں اور تھوڑا سا پانی ہی کیوں نہ ہو اور ایک خیمے کا سایہ میسر آ جائے اور دنیا کا حال یہ ہے کہ جب بھی اس کی وسعت آئے گی تو دل اور مانگے گا، اس لئے تھوڑے پر قناعت کرنی چاہئے۔

ایک گورنر کی قناعت:

(۲۳۸) ہمیں خلف بن سالم نے ابونعیم، اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عبدالملک بن عمر فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بنو ثقیف کے ایک آدمی کو موضع، عکبرا کا والی بنایا جب میں اس کے پاس گیا تو وہاں اس کے گھر میں نے کوئی دربان نہیں پایا جو مجھے اس سے روکتا، میں اس کے پاس چلا گیا دیکھا کہ اس کے پاس ایک پیالہ اور ایک لوٹا ہے جس میں پانی رکھا ہوا ہے، مجھے دیکھ کر اس نے ایک چمڑے کی تھیلی منگوائی میں نے سمجھا کہ یہ اس سے کوئی ہیرا وغیرہ نکال کر مجھے دکھائے گا جب میں نے تھیلی

دیکھی تو اس پر مہر لگی ہوئی تھی اس نے وہ مہر توڑی اور اس میں سے ستو نکالا اور پیالے میں ڈال کر خود بھی پیا اور مجھے بھی پلایا، مجھ سے نہ رہا گیا میں نے کہا امیر المومنین آپ عراق میں ہیں اور ایسا کھانا کھا رہے ہیں؟ جبکہ اہل عراق کا کھانا تو اس سے بہت زیادہ اچھا ہے؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ میں اتنا ہی خریدتا ہوں جتنی مجھے ضرورت ہوتی ہے، مجھے ناپسند ہے کہ کھانا ضائع ہو جائے اور اس کھانے کو مقصد کی جگہ استعمال نہ کیا جائے میں جو اس پر مہر لگاتا ہوں بخل کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کو محفوظ رکھنے کے لئے مہر لگا دیتا ہوں مجھے حلال وطیب کے سوا اپنے پیٹ میں کوئی چیز داخل کرنے سے نفرت ہے۔

رسول اکرمؐ کے پیٹ پر پتھر:

(۲۳۹) ہمیں اسحاق بن ابراہیم نے حجاج بن محمد شریک، عاصم بن کلیب کی سند سے بیان کیا کہ حضرت محمد بن کعب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے فرمایا میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا دیکھا کہ بھوک کی شدت سے آپؐ نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا۔

حضرات حسنینؓ کا کھانا:

(۲۴۰) ہمیں ابوعبدالرحمان القرشی نے ابواسامہ، سفیان، ابی الحجاف کی سند سے بیان کیا کہ قبیلہ خثعم کے ایک آدمی کا بیان ہے کہ میں نے حضرات حسنین کو دیکھا کہ وہ روٹی سرکہ اور ترکاری کھا رہے تھے۔

حضرت ام کلثومؓ کا دستر خوان:

(۲۴۱) ہمیں اسحاق بن اسماعیل نے جریر، اعمش، عمرو بن مرہ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابوصالح فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو انہوں نے حکم دیا کہ ابوصالح کے لئے کھانا لاؤ، پس میرے لئے کھانا لایا گیا جس میں شوربہ اور کچھ دانے وغیرہ تھے۔

حضرت علیؓ کی مہمانداری:

(۲۴۲) ہمیں ابراہیم بن المنذر الحزامی نے عبداللہ بن وھب، ابن لہیعہ، عبداللہ ھبیرہ کی سند سے بیان کیا حضرت عبد بن زریر فرماتے ہیں کہ میں عید الضحیٰ کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے ایک خاص قسم کا پکا ہوا گوشت پیش کیا۔

حسن بن حیؒ کا مچھلی کھانا:

(۲۴۳) حضرت سلیمان بن ادریس المقری فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت حسن بن حی کو مچھلی کی رغبت ہوئی، جب مچھلی ان کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے اس کے پیٹ پر ہاتھ لگایا جس سے ان کا ہاتھ کانپ گیا، اس کے بعد انہوں نے فرمایا اس کو لے جاؤ اور کچھ نہ کھایا، بعد میں ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے خواہش کے باوجود مچھلی کیوں نہ کھائی؟ تو انہوں نے فرمایا جب میں نے اس کے پیٹ پر ہاتھ لگایا تو مجھے یاد آ گیا کہ انسان کا پیٹ ہی سب سے پہلے گندی بدبو پیدا کرتا ہے یہ سوچ کر مجھے طاقت ہی نہ رہی کہ میں مچھلی کھاؤں۔

جہنم کی آگ کے خوف سے کھانا نہ نگلنا:

(۲۴۴) ہمیں محمد بن قدامہ الجوھری نے سعدان بن جامع الجلاب، مسکین ابی فاطمہ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت صالح[۱] المری فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء[۲] السلیمی سے کہا حضرت آپ بہت کمزور دکھائی دے رہے ہیں ہم آپ کے لئے ستو تیار کر دیتے ہیں تا کہ کچھ کھالیں، لہٰذا ہم نے حضرت کے لئے ستو تیار کر دیا جس میں سے کچھ تھوڑا سا انہوں نے پیا، اس کے بعد بہت دن تک حضرت ایسے رہے کہ کچھ نہ پیتے تھے۔

---

[۱] یہ حضرت صالح بن بشیر بن وداع البصری القاصؒ ہیں، یہ مری کی نسبت سے معروف ہیں، انہوں نے بہت سے تابعین حضرات سے احادیث نقل کیں، یہ بنی مرہ بن الحارث قبیلہ کی ایک عورت کے غلام تھے، پھر اس نے آزاد کر دیا، یہ نہایت متقی و پرہیز گار ہونے کے ساتھ ساتھ علم حدیث میں ضعیف درجہ کے راوی ہیں۔ ان کی وفات ۱۷۲ھ میں ہوئی۔ تقریب ص ۲۷۱

[۲] یہ حضرت عطاء السلیمی البصریؒ ہیں یہ صغار تابعین میں شمار ہوتے ہیں، ان کا لقاء حضرت انس بن مالکؓ، حسن بصری، جعفر بن زید سے ثابت ہے ان کی وفات ۱۴۰ھ میں ہوئی۔ (سیر الاعلام ۶ ص ۷۶)

پھر ایک دن میں نے کہا حضرت ہم نے آج دوبارہ آپ کے لئے ستو تیار کیا ہے آپ تھوڑا سا پی لیجئے، انہوں نے فرمایا ابولبشر جب مجھے جہنم کی آگ یاد آتی ہے تو مجھ میں طاقت ہی نہیں رہتی کہ میں ستو نگل سکوں [1]

حضرت عیسیٰؑ کی وصیت، حلال کھاؤ:

(۲۴۵) ہمیں سعید بن سلیمان نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عبدالعزیز العمریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کسی آدمی نے کہا حضرت مجھے وصیت کیجئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم اپنی روٹی دیکھو کہ کہاں سے آ رہی ہے؟

حلال کھانے کی فضیلت:

(۲۴۶) ہمیں محمد بن حسین نے خلف بن تمیم کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ فرماتے ہیں کہ انسان کو اپنا کھانا حلال طریقہ سے حاصل کرنا چاہئے پھر اس کے لئے کوئی ضرورت نہیں کہ رات بھر تہجد پڑھے اور دن بھر روزے رکھے۔

پیٹ کی روٹی کی فکر کرو کہ حلال ہے یا؟

(۲۴۷) ہمیں محمد نے حکیم بن جعفر، ابوعبداللہ البرائی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد فرماتے ہیں کہ تم اپنے پیٹ میں داخل ہونے والی روٹی کے متعلق غور کرو کہیں حرام طریقہ سے نہ ہو۔

بھوکے آدمی کی اخلاقی حالت:

(۲۴۸) ہمیں محمد نے صلت بن حکیم کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابوجعفر الخولی فرماتے ہیں کہ جب آدمی بھوکا ہوتا ہے تو اس کا جسم صاف اور دل اثر اندوز ہوتا ہے۔ اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں اور اس کی اندرونی حالت اور اعضاء بہت جلد طاعت کو قبول کرتے ہیں اور وہ دنیا میں نہایت ہی اچھی زندگی گزارتا ہے فرمایا برائی ہی برائی ہے اس آدمی کے لئے جس نے دین پر پیٹ کو ترجیح دی۔

---

[1] مذکورہ بالا روایت کو حلیۃ الاولیاء ۲۱۹/۶ اور احیاء العلوم ۱۴۲/۳ میں بھی نقل کیا گیا ہے۔

انسان کا نفس اس کا خطرناک دشمن ہے:

(۲۴۹) ہمیں محمد نے بیان کیا کہ حضرت صلت بن حکیم فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ حضرت ابوجعفر سے سنا انہوں نے فرمایا کہ ایک بار مجھے کچھ دوستوں نے کھانے کی دعوت دی، میں نے اپنے پیٹ سے کہا کہ اس دفعہ کتے کو دور کرنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا اور میں کھانے میں شریک نہ ہوا۔

دوبارہ ایک مرتبہ پھر اتفاق ہوا تو میرے نفس نے کہا چلو چلتے ہیں، میں نے کہا آج پھر وہی کر جو پچھلی مرتبہ کیا تھا دیکھتا ہوں کہ پہلی مرتبہ کی لذت اب تک باقی ہے کہ نہیں؟ فرماتے ہیں میں ایسے ہی حیلے بہانے کرتا رہا حتی کہ بغیر کھائے پیئے میرے نفس کو سکون مل گیا۔

پھر ایک مرتبہ میرے بھائی نے مجھے کھانے کی دعوت دی تو میرے نفس نے کہا کہ یہ تیرا بھائی ہے، اس کے تجھ پر دو حق ہیں ایک بھائی ہونے کا دوسرا قبول دعوت کا، لہٰذا اب چلنا ہوگا کہ یہ قرب الٰہی کے لئے بھی بہتر اور رشتہ وصلہ رحمی بھی ہے۔ میں نے اپنے نفس سے کہا ہلاکت ہو تیرے لئے کہ تو کھانے کی محبت کی وجہ سے اس سے ملنے کے لئے کس قدر حیلہ کر رہا ہے، اگر اب قیامت آجائے تو تجھ پر رشک کیا جائے گا کہ تم نے بہت اچھا کیا جو کھانا کم کھایا اور خواہشات کو ترک کر دیا۔

فرماتے ہیں کہ میرا نفس بے قابو ہو گیا اور انکار کرنے لگا کہ ہر صورت جانا ہی جانا ہے۔ اور میرے نفس نے ایک عجیب بات مجھے سجھائی کہا کہ اگر تیری یہی عادت رہی تو تو اپنے آپ کو قتل کر کے ہی دم لے گا۔ چل اٹھ اپنے بھائی کے پاس چل فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں منہ کے بل چل نہیں رہا بلکہ گھسیٹا جا رہا ہوں چنانچہ جب میں بھائی کے گھر پہنچا تو دیکھا سب لوگ کھانے سے فارغ ہو چکے تھے۔ میرا بھائی اٹھا تاکہ میرے لئے کچھ کھانے کو لائے لیکن میں نے کہا اللہ کی قسم میں کچھ نہ کھاؤں گا، پھر میں نے انہیں خیر کی دعا دی اور چل دیا۔

جب میں بھائی کے گھر سے نکلا تو میں نے اپنے نفس سے کہا اللہ تیری ناک غبار آلود کرے، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر کہ تو نے جو چاہا وہ اللہ تعالیٰ نے نہ ہونے دیا۔ فرماتے ہیں میرے

نفس نے جواب دیا واللہ بالکل ایسا ہی ہے، جب تو کھانے کے وقت بیٹھ کر غور فکر شروع کر دے گا لوگ تو کھا کر چلے جائیں گے وہ تیرے جیسے تو نہیں ہیں۔

میں نے اپنے نفس سے کہا ہلاکت ہو تو کس طرح کی بات کرتا ہے بھلا کوئی مسلمان بھی ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ غور و فکر نہ کرے، اور اسے کوئی ڈر خوف نہ ہو۔ خصوصی طور پر دشمنوں سے اور پھر تیرے جیسا چالاک دشمن، ایک دشمن قسم کا کتا بھی وہاں تک رسائی نہیں پاتا جہاں تک انسان کا نفس رسائی حاصل کر لیتا ہے اور یہ ہے انسان کا دشمن اس کو ہرگز موقعہ نہ دیا جائے۔

بھوکے دل کی اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت ہوتی ہے:

(۲۵۰) ہمیں محمد نے صلت بن حکیم کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابو جعفرؒ فرماتے ہیں کہ بھوکا دل اللہ تعالیٰ سے قریب تر ہوتا ہے اور شیطان سے دور رہتا ہے بھلائی کی بات سے قریب اور برائی سے دور نیکیوں سے قریب برائیوں سے دور محبت سے قریب اور مصیبت سے دور رہتا ہے فرماتے ہیں کہ جب مجالس ذکر کے قریب سے گزرتا ہے تو انس محسوس کرتا اور انہیں میں لگ جاتا ہے اور جب برے لوگوں کے قریب سے گزرتا ہے تو ان سے نفرت میں بھاگتا ہے۔

حضرت داؤدؑ کی خوراک:

(۲۵۱) ہمیں محمد بن عبد اللہ المدنی نے معتمر بن سلیمان کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابی کعب[1] الحریری فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے مطبخ میں ستر ستر ڈھیر روٹیوں کے کھلائے جاتے تھے اور خود وہ جو کی روٹی کھجور وغیرہ کے پتوں سے کھایا کرتے تھے جسے وہ اپنے ہاتھوں سے تیار کرتے۔

حضرت داؤدؑ کا محنت سے کما کر کھانا:

(۲۵۲) ہمیں ہارون عبد اللہ نے معن بن عیسی معاویہ بن صالح کی سند سے بیان کیا

---

[1] یہ عبد ربہ بن عبید الازدی الجرموزیؒ ہیں، ابو کعب ان کی کنیت ہے، یہ کپڑے کا کاروبار کرتے تھے، انہوں نے نضر بن انس بن مالکؓ، محمد بن سیرین، حسن بصری اور ان کے طبقہ سے روایت کی ہے یہ ثقہ راوی ہیں۔
(تہذیب الکمال ۶/۴۸۰)

کہ حضرت ابوزاھریہ[۱] فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام خود ٹوکرے بنایا کرتے تھے اور انہیں فروخت کر کے اس سے کما کر کھایا کرتے تھے۔

ابوحصین رحمہ اللہ کا دسترخوان:

(۲۵۳) ہمیں محمد بن حسین نے محمد بن علاء بن صالح کی سند سے بیان کیا کہ حضرت مبارک بن سعید ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ہم ایک مرتبہ ابوحصین کے پاس آئے تو انہوں نے اپنی زوجہ سے فرمایا تمہارے پاس جو کچھ بھی کھانے کو ہے لے آؤ، اس نے ایک روٹی برتن پر رکھ کر بھیجی جس میں سے کچھ حصہ کھایا ہوا تھا اور ساتھ ایک ہڈی تھی، حضرت نے فرمایا بس اسی کو کھالو اس کے سوا ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔

بشار بن بشیر رحمہ اللہ کا دسترخوان:

(۲۵۴) ہمیں محمد بن حسین نے بیان کیا کہ حضرت اسماعیل بن زیاد فرماتے ہیں کہ بشار بن بشیر ہمارے پاس آئے وہ نہایت ہی عبادت گزار تھے وہ سات دن میں صرف ایک لقمہ کھایا کرتے تھے ایک دفعہ رات کے وقت میں ان کے پاس آیا تاکہ کچھ سلام دعا کرلوں، انہوں نے مجھے کھجور کے چار دانے دیئے اور فرمایا میاں یہ کھالو، اگر ہمارے پاس مزید کچھ ہوتا تو ہم وہ بھی آپ کو دے دیتے۔

مسمع بن عاصم رحمہ اللہ کا دسترخوان:

(۲۵۵) ہمیں محمد نے بیان کیا کہ حضرت حکیم بن جعفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت مسمع بن عاصم کے پاس ایک دن گیا تو انہوں نے ایک چھوٹی سی پلیٹ میرے سامنے رکھی جس میں زیتون تھا فرمایا یہی کھالو ہمارے پاس روٹی تو ہے نہیں کہ آپ کے دے دیں تاکہ آپ یہ روٹی کے ساتھ تناول فرماسکیں۔

---

[۱] یہ حریر بن کریب الحضرمیؒ ہیں، یہ لکھنا نہیں جانتے تھے، ان کی بہت سے حضرات نے توثیق کی ہے۔ امام بخاریؒ نے ان سے جزء القرأت خلف الامام' میں روایت نقل کی ہے۔ ان کی وفات سو ہجری کے قریب ہوئی۔

(تہذیب الکمال ۴۹۱/۵)

حسن بن صالح کا دستر خوان:

(۲۵۶) ہمیں محمد نے بیان کیا کہ حضرت محمد بن عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت حسن بن صالح کے پاس آیا اور کھانے کو کچھ مانگا تو آپ گھر گئے تو اور کچھ نہ ملا تو آپ گھر میں گئے تو صرف گندھا ہوا آٹا ملا وہی لے آئے۔

عابدین کی لذت اور آنکھوں کی ٹھنڈک:

(۲۵۷) ہمیں محمد نے داود بن المحبر، مطر الاعنق کی سند سے بیان کیا کہ حضرت زیاد نمیری فرماتے ہیں کہ عابدین حضرات کو بھوک اور پیاس میں لذت محسوس ہوتی ہے اور ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اس میں ہے کہ یہ تہجد میں کھڑے رہیں۔

روزہ رکھنے سے عقل بیدار ہوتی ہے:

(۲۵۸) ہمیں محمد نے حکیم بن جعفر، مسمع، ولید بن ھشام کی سند سے بیان کیا کہ حضرت بدیل عقیلیؒ فرماتے ہیں کہ عابدین کی عقل روزہ رکھنے میں بیدار ہوتی ہے۔

شیطان کے حملے:

(۲۵۹) ہمیں محمد نے حکیم بن جعفر کی سند سے بیان کیا کہ حضرت مصر فرماتے ہیں کہ جب کوئی دل بھوکا ہوتا ہے تو شیطان حیلے بہانے کر کے اسے کھانے پر مجبور کر دیتا ہے۔

ہمارے بعد کون ہے؟

(۲۶۰) ہمیں محمد بن ادریس نے موسیٰ بن ایوب، ضمرہ، کی سند سے بیان کیا کہ حضرت سری بن یحییٰ شیبانی فرماتے ہیں کہ بیت المقدس کے ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے کھانا تیار کیا اور لا کر پیش کیا وہ جب بھی کھانے کا برتن لے کر آتا آپ وہ برتن دوسرے برتن میں انڈیل دیتے اس نے کہا امیر المومنین یہ اس طرح نہیں کھایا جاتا آپ نے فرمایا تیرا ستیاناس! آج کے بعد ہم سے اچھا کھانے والا کون آئے گا۔

پہلے زمانے میں امت پر خوف لذیذ کھانوں کا کیا جاتا تھا:

(۲۶۱) ہمیں محمد نے شعیب بن محرز کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عبدالواحد بن زید فرماتے ہیں کہ حضرت عقبہ بن وساج[۱] ایک شادی میں شریک ہوئے، جب کھانا پیش کیا گیا تو آپ نے دیکھا کہ رنگ برنگ کھانے رکھے جا رہے ہیں، یہ دیکھ کر آپ نے رونا شروع کر دیا اور فرمایا میں نے اس امت کا وہ پہلا دور بھی دیکھا ہے کہ وہ لوگ امت کے اس زمانے کے متعلق اسی چیز سے ڈرتے تھے پھر حضرت نے صرف ایک ہی قسم کا کھانا کھایا۔

باریک روٹی ہمارے سرکارؐ نے کبھی نہیں کھائی:

(۲۶۲) ہمیں عبدالرحمٰن بن واقد[۲] نے ضمرہ[۳] عثمان بن عطاء کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فلسطین میں اپنے قبیلہ کے گھر لوگوں کی زیارت کی تو وہ لوگ کھانے میں باریک روٹی لائے۔ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو رو پڑے ان سے پوچھا گیا تو فرمایا نبی ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے اور انہوں نے یہ روٹی اپنی آنکھوں سے نہ دیکھی۔

رسول اللہؐ کا کھانے کے لئے عدم اہتمام:

(۲۶۳) ہمیں محمد بن عمرو الباھلی نے معاذ بن ھشام الدستوائی، ھشام، یونس، قتادہ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی بھی چوکی پر کھانا نہ کھایا اور نہ کبھی آپ نے چھوٹی چھوٹی رکابیوں (پلیٹوں) میں کھانا کھایا۔ اور نہ کبھی حضور ﷺ کے لئے باریک روٹی تیار کی گئی۔

اس حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ کس چیز پر کھانا کھایا کرتے تھے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ

---

۱ عقبہ بن وساج بن حصن الاسدی البرسانی، البصریؒ، انہوں نے شام میں سکونت اختیار کی، یہ تابعین میں سے ہیں اور ثقہ راوی ہیں، انہیں ایک جگہ میں شہید کیا گیا۔ تقریب ص ۳۹۵

۲ عبدالرحمٰن بن واقد بن مسلم الواقدی العطار، 'صدوق یغلط' ان کی وفات ۲۴۷ھ میں ہوئی۔ تقریب التہذیب ص ۳۵۲

۳ ضمرہ بن ربیعہ الفلسطینی، کنیت ابوعبداللہ ہے۔ ۲۰۲ھ میں وفات پائی۔ تقریب ص ۲۸۰

نے فرمایا چمڑے کے دستر خوان پر کھانا کھایا کرتے تھے[۱]

صحابہ کا کھانے کے لئے عدم اہتمام:

(۲۶۴) ہمیں محمد بن ادریس نے زھیر بن عباد، عطاء بن مسلم کی سند سے بیان کیا کہ امام اعمش فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سعید[۲] بن جبیرؒ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے شاگردوں کے لئے مختلف قسم کے کھانے اور حلویات تیار کئے چنانچہ جب وہ تشریف لائے تو یہ دیکھ کر مجھ سے فرمایا اے سعید! ہم لوگ عرب ہیں اور مختلف کھانوں کی جگہ ہمارے لئے ثرید بناؤ اور ان مختلف قسم کی حلویات کے بدلے ایک ہی قسم کا حلوہ بنادو۔ اور فرمایا اگر تم ہمارے گھر کے لوگوں میں سے نہ ہوتے تو میں تمہیں یہ کبھی نہ کہتا۔

حضرت عثمانؓ کا اپنے لئے کھانے کا عدم اہتمام:

(۲۶۵) ہمیں ابراہیم بن سعید نے ربیع بن نافع، اسماعیل بن عیاش کی سند سے بیان کیا حضرت شرحبیل بن مسلم فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عام لوگوں کے لئے بادشاہوں کا سا کھانا تیار کرواتے اور خود گھر میں جا کر سرکہ اور زیتون سے کھانا کھاتے۔

حضرت سلیمان فارسیؓ کا کھانے کے لئے عدم اہتمام:

(۲۶۶) ہمیں ابراھیم بن سعید الجوھری نے حسین بن محمد، سلیمان بن قرم، اعمش کی سند سے بیان کیا حضرت شقیق فرماتے ہیں ایک میں اور میرا ایک ساتھی صحابی رسولؐ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے تو آپ نے کھانے میں ہمیں روٹی اور نمک پیش کیا اور فرمایا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلف سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ضرور آپ کے لئے تکلف کرتا، حضرت شقیق فرماتے ہیں کہ میرے ساتھی نے کہا اگر ہمارے نمک میں پودینہ ہوتا تو بہت اچھا تھا،

---

۱ اس روایت کو امام ترمذیؒ نے اپنی سنن میں کتاب الاطعمۃ باب ماجاء علام کان یاکل رسول اللہؐ ۲۵۰/۴ پر نقل کیا ہے۔ اور ابن ماجہ نے اپنی سنن کتاب الاطعمۃ باب الاکل علی الخوان والسفرۃ ۲۲۹/۲ میں نقل کیا ہے۔

۲ سعید بن جبیر الوالبی الکوفی المقری، یہ فقیہہ ہونے کے ساتھ اعلیٰ درجہ کے مفسر تھے۔ انہیں حجاج بن یوسف نے قتل کر دیا تھا، یہ حضرت ابن عباسؓ کے خصوصی شاگرد تھے۔ علم حدیث میں انہوں نے بہت بلند مقام پایا۔ تاریخ شہادت ماہ شعبان ۹۵ھ، تقریب ص ۲۳۴

یہ دیکھ کر حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر سے ایک لوٹا دے کر سبزی فروش کے پاس بھیجا کہ اسے رکھ لو ہمیں کچھ پودینہ دے دو، تو حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پودینہ لوٹے کے بدلے دے دیا گیا جس کو انہوں نے مہمانوں کی خدمت میں پیش فرمایا۔

اس روایت کے دوسرے طریق میں ہے کہ کھانے سے فارغ ہو کر حضرت شقیق کے ساتھی نے بطور دعا پڑھی: الحمد لله الذي قنعنا برزقه" یہ سن کر حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر تو اللہ کے دیئے پر قناعت کرتا تو اس وقت میرا لوٹا سبزی فروش کے پاس رہن نہ رکھا ہوتا۔

حضرت کھمس رحمہ اللہ کا کھانا:

(۲۶۷) ہمیں مفضل بن غسان نے اصمعی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت اسحاق بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت کھمس کے پاس گیا تو انہوں نے گیارہ دانے نیم پختہ کھجور کے پیش کیئے اور فرمایا یہی آپ کے بھائی کی مشقت ومحنت ہے باقی اللہ مدد فرمائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت:

(۲۶۸) ہمیں قاسم بن زکریا نے اسحاق، منصور، منذر، یونس کی سند سے بیان کیا کہ حضرت قاسم[1] بن ابی بکر فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے میرے پاس سو درا ہم بھیجے اور فرمایا تمہارے بیٹے کا ختنہ ہوا ہے تم اس کی خوشی میں لوگوں کی دعوت کرو۔

(۲۶۹) ہمیں قاسم نے اسحاق بن منصور، قیس، جابر کی سند سے بیان کیا کہ حضرت قاسم فرماتے ہیں کہ ایک وصی نے اپنے بیٹے کے ختنہ پر ایک سو دینار خرچ کئے۔ یہ سن کر حضرت شریح[2] نے فرمایا ایک اونٹ یا اسی کی بقدر کچھ اور جو مناسب ہو صرف اتنے مال کی

---

[1] یہ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر القرشی التیمیؒ ہیں ان کی کنیت ابو محمد ہے، یہ حضرت عائشہؓ کے باپ شریک بھائی کے بیٹے ہیں، یہ بڑے درجہ کے محدث فقیہ عالم اور اپنے وقت کے امام سمجھے جاتے تھے ان کے والد حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں ۳۶ھ میں شہید کر دیئے گئے۔ پھر یہ حضرت عائشہ کی تربیت میں رہے۔ ابو الحجاج المزیؒ نے ان کی وفات ۱۰۶ھ ذکر کی ہے۔ (تہذیب الکمال ۲۳/ ۴۲۷)

[2] شریح بن الحارث ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ صحابی ہیں، یہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں کوفہ کے قاضی رہے، ان کی عمر سو سال سے زائد تھی وفات سے ایک سال قبل انہوں نے قضاء سے استعفیٰ دے دیا تھا، کہا جاتا ہے کہ ان کی طبیعت میں دیگر علوم کے ساتھ ساتھ ظرافت بھی تھی۔ ۸۷ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ (العبر ۱/ ۶۶)

اجازت ہے کہ وصی خرچ کرے (اس سے زیادہ مال کا وصی پر ضمان عائد کر دیا)

(۲۷۰) ہمیں فضل بن اسحاق نے اسامہ سلیمان، ثابت کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشروب پینے کی خواہش ہوئی تو آپ کو شہد کا شربت پیش کیا گیا آپ نے برتن ہاتھ میں لیا اور اسے ہاتھوں میں گھماتے جاتے اور فرماتے جاتے کہ اگر میں نے اسے پی لیا تو اس کی حلاوت جاتی رہے گی اور تلچھٹ رہ جائے گا۔ پھر آپ نے وہ ایک شخص کو دے دیا۔ (یہ حدیث نمبر ۳۲ پر گذر چکی ہے)

حساب میں ہر لقمہ اور گھونٹ کی پرسش ہوگی:

(۲۷۱) ہمیں محمد بن ابی سمینہ نے محمد بن عبداللہ انصاری، ابان بن صمعہ کی سند سے بیان کیا حضرت بکر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ارشاد باری تعالیٰ ''ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ'' میں مراد یہ ہے کہ پوچھا جائے گا اتنی باریکی ہوگی کہ جو پانی فلاں کے گھر پیا اور فلاں کے گھر پیا۔ (اس کا بھی حساب ہوگا)

تین چیزوں کی پرسش نہ ہوگی باقی سب کی ہوگی:

(۲۷۲) ہمیں شجاع بن اشرس نے حشرج بن نباتہ، ابی نصر کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابوعسلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات نبی مکرم ﷺ باہر تشریف لائے تو جب میرے قریب سے گزرے تو مجھے بھی ساتھ لے لیا، پھر حضرت عمر کے پاس سے گزرے تو انہیں بھی بلا لیا وہ بھی نکل آئے پھر چلتے چلتے ایک انصاری صحابی کے باغ کے پاس پہنچے تو آپ نے مالی سے فرمایا ہمیں نیم پختہ کھجوریں کھلاؤ، وہ ایک خوشہ توڑ لایا اور نبی اکرم ﷺ کے سامنے رکھ دیا اس میں سے آپؐ اور صحابہ کرام نے کھایا پھر آپ نے ٹھنڈا پانی منگوا کر پیا۔

اس کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا تم لوگوں سے ان نعمتوں کے بارے میں قیامت کے دن پوچھا جائے گا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ خوشہ پکڑ کر زمین پر دے مارا جس سے ساری کھجوریں جھڑ گئیں پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا قیامت میں ہم سے اس کے بارے میں بھی پوچھ ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا ہاں اس کے متعلق بھی سوال ہوگا،

اور فرمایا تین چیزیں مستثنیٰ ہیں (۱) کپڑے کا وہ ٹکڑا جسے تم ستر چھپانے کے لئے استعمال کرو، اور روٹی کا ٹکڑا جس سے تم اپنی بھوک مٹاؤ، اور ایسا گھر جس میں داخل ہو کر تم گرمی اور سردی کی شدت سے اپنی حفاظت کرو۔[۱]

رسول اکرمؐ اور صدیق اکبرؓ کی بھوک کا واقعہ:

(۲۷۳) ہمیں زکریا بن الحارث نے وھب بن جریر، جریر بن حازم، محمد بن المنکدر کی سند سے بیان کیا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر گیا تو آپ نے ان کے اہل خانہ سے کھانے کے متعلق پوچھا تو جواب ملا کچھ بھی نہیں ہے آپ نے فرمایا بکری سے دودھ نکالو، چنانچہ دودھ دوھ کر پکایا گیا[۲] جس سے آپ نے اور میں نے کھایا اور پھر ہم نے نماز ادا کی اور کوئی جدید وضو وغیرہ نہ کیا۔[۳]

حضرت سہل بن سعد کا سب غلہ تقسیم کر دینا:

(۲۷۴) ہمیں علی بن ابراہیم البشکری نے یعقوب بن محمد الزہری، عبدالمھیمن بن عباس کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابوحازم[۴] فرماتے ہیں کہ میں نے عصر کی نماز پڑھی اور حضرت سہل بن سعد[۵] کے پاس گیا وہ اس وقت روزے سے تھے جب افطار کا وقت ہوا تو میں نے ان کے خادم سے کہا حضرت کا افطار لے کر آؤ، اس نے کہا کچھ بھی نہیں، میں نے کہا کھجوریں لے آؤ اس نے کہا کھجوریں بھی نہیں، میں نے اس کو خوب برا بھلا کہا اور میں نے کہا یہ صحابی رسول ہیں تو نے ان کی خدمت کا حق ادا نہیں کیا اور ضائع کیا۔ اس نے کہا میرا اسمیں کیا قصور ہے؟ حضرت نے آج اپنا خزانہ کھولا اور اس میں ایک دانہ گندم یا جو تک نہیں چھوڑا سب تقسیم کر دیا۔

---

۱ مسند احمد ۵/۸۱، حلیۃ الاولیاء ۲/۲۷۔۲۸

۲ غالباً اس سے کھیر بنائی گئی ہوگی۔

۳ یہ حدیث نمبر ۷۵ پر بھی گذر چکی ہے۔

۴ یہ سلمہ بن دینار ہیں۔

۵ ایک جلیل القدر صحابی ہیں مدینہ منورہ میں انتقال کرنے والے آخری صحابی یہ تھے۔

حضرت عائشہؓ کا صدقہ اور یقین:

(۲۷۵) ہمیں علی بن ابراہیم نے یعقوب بن محمد کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابو حازم فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شام کا وقت تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزے سے تھیں اور ان کے پاس صرف دو روٹیاں تھیں ایک مانگنے والا آیا تو آپ نے فرمایا اس کو ایک روٹی دے دو کچھ دیر بعد ایک اور آ گیا تو آپ نے فرمایا دوسری روٹی اس کو دے دو آپ کی خادمہ نے کہا اب کچھ بھی نہیں آپ دیکھیں کہ خود کس چیز سے افطار کریں گی؟ (اور وہ روٹی بھی سائل کو دے دی)

جب شام ہوئی تو کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا آپ نے فرمایا دیکھو اگر غلام ہے تو اندر آنے دو جب وہ آیا تو دیکھا اس نے بھنا ہوا بکری کا گوشت اور روٹی اٹھا رکھی تھی آپ نے فرمایا یہ تیری روٹیوں سے بہتر ہے ورنہ یہ لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے کبھی اس سے پہلے مجھے ہدیہ نہ بھیجا تھا۔

کھانے کا ناپسندیدہ انداز:

(۲۷۶) ہمیں ہارون بن سفیان نے المعیطی، بقیہ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابوعبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ خلیفہ ولید بن یزید[۱] کا بیٹا اس کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا کہ جب اس نے لقمہ اٹھا کر منہ میں ڈالا تو اس کو منہ ہی منہ میں گھمانے لگا یہ دیکھ کر خلیفہ نے اس سے کہا تیرا ستیاناس اس کو پھینک دے تیرے معدے سے زیادہ بھاری یہ تیرے دانتوں میں ہو رہا ہے۔

معدے کی بہترین دوا:

(۲۷۷) ہمیں ہارون بن سفیان نے المعیطی محمد بن عمرو، بقیہ، ارطاۃ بن المنذر کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ضمرہ بن حبیب فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ کے پاس ماہرین طب جمع ہوئے بادشاہ نے ان سے پوچھا معدہ کی دوا کیا ہے؟ ان میں سے ہر آدمی نے کچھ نہ کچھ کہا

---

[۱] یہ یزید بن عبدالملک کا بیٹا ہے خلفاء بنوامیہ میں فسق اور ہتک عزت میں زیادہ مشہور ہوا اس کی خلافت کو بھی سوا سال ہوا تھا کہ اس کو تدمر کے قریب قتل کر دیا گیا۔ (العبر ا ص ۱۲۳)

ایک آدمی بالکل خاموش رہا جب سارے اپنے اقوال سے فارغ ہو کر خاموش ہوئے تو بادشاہ نے کہا تم کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا جو کچھ بھی سب نے کہا ہر ایک میں تھوڑا بہت فائدہ ضرور ہے لیکن بنیادی چیزیں تین ہیں۔ ہمیشہ کھانا اسی وقت کھاؤ جب کھانے کی خوب اشتہاء اور رغبت ہو، اور گوشت اس وقت تک نہ کھاؤ جب تک اچھی طرح پک نہ جائے، اور لقمہ اس وقت تک نہ نگلو جب تک اس کو دانتوں میں اچھی طرح سے نہ پیس لو تا کہ معدہ پر کوئی بوجھ نہ ہونے پائے[1]

سفیان ثوری کی قوت خرید:

(۲۷۸) ہمیں ہارون بن سفیان نے اصمعی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عمرو بن خدیم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوری کو دیکھا کہ وہ نصف دانق سے مکہ میں گوشت خرید رہے تھے۔

سفیان ثوریؒ کی کھانے سے بے فکری:

(۲۷۹) ہمیں ہارون نے بیان کیا کہ حضرت اصمعی فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری صبح اور رات کے کھانے کے لئے دو عدد روٹی رکھا کرتے تھے جب کوئی مانگنے والا آتا تو آپ آدھی روٹی دے دیتے اگر کوئی اس کے بعد دوسرا بھی آتا تو آپ بقیہ آدھی بھی دے دیتے اور فرماتے اللہ تعالیٰ وسعت دیں گے۔

سخاوت معمول ہونی چاہیے:

(۲۸۰) ہمیں ہارون نے اصمعی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عمرو بن علاءؒ فرماتے ہیں کہ اگر آدمی اپنی ہانڈی کے پاس ہوتا ہے تو اپنے پڑوسیوں اور گھر والوں کے لئے بھی کچھ نکال لیتا ہے اس پر ان سے ایک آدمی نے پوچھا کیا اتنا ہی جتنا وہ اپنے گھر والوں کے لئے نکالتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں لیکن تم لوگ تو کسی کو پانی تک نہیں پلاتے ہو۔

---

[1] احیاء علوم الدین۔ المحاسن والمساوی ا ص ۴۷۴

آنے والے کی مہمانداری اور اکرام:

(۲۸۱) ہمیں احمد بن عثمان نے حسین بن علی، عبداللہ بن زبیر الاسدی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن شریک اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ام البنین[1] بنت حازم سے نکاح کیا تو آپ ان کے پاس سات دن تک ٹھہرے جب ساتواں دن ہوا تو ان کی اہلیہ کے پاس محلے کی عورتیں آئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے خادم قنبر کو ایک درہم دیا اور فرمایا ان کے لئے انگور خرید کر لاؤ چنانچہ ان انگوروں سے ان عورتوں کی تواضع کی گئی۔

گوشت سے پرہیز کی نصیحت:

(۲۸۲) ہمیں محمد بن عثمان العجلی نے خالد بن مخلد، عبداللہ بن عمر، نافع، ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گوشت سے پرہیز کرو کیونکہ اس میں بھی شراب کی طرح سے خمار ہوتا ہے۔

(۲۸۳) ہمیں محمد بن بکر بن خالد نے، فضیل بن عیاض، ھشام بن حسان، ھشام بن عروہ، عروہ[2] کی سند سے بیان کیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے گھر والے ایک چاند دیکھتے پھر دوسرا پھر تیسرا گو تین ماہ گزر جاتے لیکن روٹی پکانے کی نوبت نہ آتی۔[3]

---

[1] ام البنین بنت حزام بن خالد .... بن کعب بن کلاب۔ ان سے حضرت علیؓ کی یہ اولادیں ہوئیں۔ عباس الاکبر، عثمان، جعفر الاکبر اور عبداللہ۔ یہ چاروں بھائی کربلا میں حضرت حسین کے ہمراہ شہید ہو گئے تھے۔ (الطبقات ۲۰/۳)

[2] عروہ بن زبیر بن عوام الاسدی، ان کی کنیت ابو عبداللہ، یہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے اوائل میں پیدا ہوئے، انتہائی منضبط حافظ تھے، اور فقہ پر خوب دسترس تھی ۹۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ تقریب التہذیب ص ۳۸۹

[3] مذکورہ بالا روایت کو امام ابونعیم نے حلیہ الاولیاء ۱۳۲/۸ پر نقل کیا ہے، اور امام احمدؒ نے مسند میں ۸۶/۶ پر نقل کیا ہے، اور حافظ ھیثمی نے مجمع الزوائد ۳۱۸/۱۰ پر نقل کیا ہے۔

کمزوری دور کرنے کا نسخہ:

(۲۸۴) ہمیں محمد بن مغیرہ نے کثیر بن ھشام کی سند سے بیان کیا کہ حضرت مطر الوراق[۱] فرماتے ہیں ایک نبی نے اللہ تعالیٰ سے ضعف کی شکایت کی تو ان کی طرف وحی نازل کی گئی کہ دودھ کے ساتھ گوشت پکاؤ اور کھالو۔

دودھ کی برکتیں:

(۲۸۵) ہمیں یعقوب بن عبید نے یزید بن ھارون[۲] جعفر بن برد، ام سالم الراسبیہ[۳] کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب گھر میں دودھ آتا تو نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے گھر میں کتنی ہے؟ ایک برکت ہے یا فرماتے دو برکتیں ہیں۔ دو برکتوں سے مراد شکم کا پر ہونا اور دوسرے فوائد ملنا ہے۔

حضرت عثمانؓ کے دو دستر خوان:

(۲۸۶) ہمیں ابراہیم بن سعید نے ربیع بن نافع، اسماعیل بن عیاش کی سند سے بیان کیا کہ حضرت شرحبیل بن مسلم فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے لئے بادشاہوں والا کھانا تیار کرواتے لیکن خود گھر میں تشریف لے جاتے تو سرکہ اور زیتون سے روٹی کھاتے تھے۔

(۲۸۷) ہمیں ہارون بن عبداللہ نے سیار، عبداللہ بن شمیط، شمیط بن عجلان کی سند سے بیان کیا کہ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ مومن بس ایک مسلمان کے واسطے اتنا ہی

---

۱ مطر بن طھمان الوراق الخراسانی، ان کی کنیت ابو رجاء ہے، انہوں نے بصرہ میں سکونت اختیار کی یہ مصاحت لکھا کرتے تھے۔ ۱۲۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ (تہذیب الکمال ۵۱/۲۸)

۲ یزید بن ھارون بن زاذان السلمی الواسطی، کنیت ابو خالد، ثقہ حافظ اور متقن تھے علم حدیث کے ائمہ میں سے ہیں۔ ان کی وفات ۲۰۶ھ میں ہوئی۔ (تقریب ص ۶۰۶)

۳ ام سالم بنت مالک الراسبیہ، یہ بصرہ کی رہنے والی تھی، سترہ مرتبہ حج کیا اور ہر دفعہ بصرہ سے احرام باندھ کر روانہ ہوتی تھیں۔ (تہذیب الکمال ۳۶۲/۳۵)

مذکورہ بالا روایت کی تخریج حافظ مزی امام احمد اور امام ابن ماجہ نے سنن میں کی ہے۔

کافی ہے کہ جس قدر بکری کے لئے تھوڑا سا چارہ کافی ہو جاتا ہے کہ چند کھجوریں کھا لے اور تھوڑا سا پانی پی لے۔

کھانے میں برکت کا ایک عمل:

(۲۸۸) ہمیں خالد بن خداش نے عبداللہ بن وہب، قرہ بن عبدالرحمٰن، زہری کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عروہ سے منقول ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب ثرید بناتیں تو اس کو کچھ دیر کے لئے ڈھانپ دیا کرتی تھیں تاکہ اس کا جوش ختم ہو جائے اور فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا اس سے بہت زیادہ برکت ہوتی ہے۔[1]

حضرت ابووائل کے ولیمہ کا کھانا:

(۲۸۹) ہمیں محمد بن حسان نے علی بن عباس کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابورزین[2] فرماتے ہیں کہ حضرت ابووائل نے گائے کی سری اور چار عدد روٹیوں سے ولیمہ کیا۔

حضرت ابن عمرؓ کی مچھلی:

(۲۹۰) ہمیں محمد بن عباد نے زید بن حباب، ابوکعب البیاع کی سند سے بیان کیا کہ حضرت انس بن سیرین فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو تازہ مچھلی کی رغبت ہوئی، تو آپ کے واسطے مدینہ منورہ سے کئی میل دور کی مسافت سے مچھلی لائی گئی اور اسے بھون کر خوب اچھی طرح تیار کر کے ساتھ میں باریک روٹی تیار کی گئی اور آپ کی خدمت میں لایا گیا آپ روزے میں تھے جب آپ نے اس کو کئی بار دیکھا تو فرمایا کہ اسے فلاں قبیلہ کے یتیم بچوں کے لئے بھیج دو ان کی اہلیہ نے کہا حضرت آپ اپنی خواہش کے مطابق کچھ تھوڑا بہت لے لیں پھر ہم انہیں بھیج دیں گے آپ نے فرمایا اس کو ان بچوں کے

---

[1] مذکورہ بالا روایت کو امام بیہقی نے سنن الکبریٰ ۲۸۰/۷، اور امام احمد نے مسند ۳۵۰/۶ امام حاکم نے مستدرک ۱۱۸/۴ میں نقل کیا ہے۔

[2] یہ ابووائل شقیق بن سلمہ ہیں جو خلافت عمر بن عبدالعزیز میں فوت ہوئے، ابورزین ان سے بڑے تھے، یہ ثقہ راوی ہیں۔ (تہذیب الکمال ۴۷۸/۲۷)

پاس لے جاؤ جب وہ کھالیں گے تو میری خواہش پوری ہو جائے گی، آپ کی اہلیہ فرماتی ہیں میں نے بار بار اصرار کیا لیکن حضرت یہی فرماتے رہے کہ اسے یتیم بچوں کے لئے بھیج دو۔

خواہشات پر عمل دیکھ کر حضرت عمرؓ کا ردعمل:

(۲۹۱) ہمیں محمد بن عباد نے زید بن خباب، عبداللہ بن عمر، صالح بن کیسان کی سند سے بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ میں نے ایک درہم سے گوشت خریدا، یہ دیکھ کر حضرت نے مجھے مارنے کے لئے اپنا کوڑا سیدھا کیا میں نے کہا حضرت امیر المومنین یہ میں نے اپنے لئے نہیں خریدا بلکہ میرے گھر والوں میں کسی کی خواہش تھی یہ سن کر حضرت نے چھوڑ دیا۔

کھانے میں اسراف نہیں، حسن بصری کا قول:

(۲۹۲) ہمیں محمد بن عباد نے زید بن حباب کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابو محمد فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ کو ایک ولیمہ میں دعوت دی گئی تو وہ بھی ان کے ساتھ ولیمہ میں شریک ہوئے، جب سب لوگ کھانا کھا کر فارغ ہو گئے تو انہوں نے اہلخانہ کے لئے برکت کی دعا کی، آپ سے کہا گیا کہ اس کھانے میں دیکھیں کس قدر اسراف کیا گیا، آپ نے فرمایا کھانے میں کوئی اسراف نہیں ہوتا[1]

حسن بصریؒ کا استغناء:

(۲۹۳) ہمیں محمد بن عباد نے زید بن حباب ابوبکر البصری کی سند سے بیان کیا کہ حضرت یونس بن عبید فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ کیلئے کسی نے شکر کی ٹوکری ہدیہ میں بھیجی، جب آپ نے اس ٹوکری کو کھول کر دیکھا تو انتہائی عمدہ شکر تھی کہ اس سے زیادہ اچھی شکر پہلے دیکھی نہیں گئی چنانچہ آپ نے پاؤں سے اشارہ کر کے پاس بیٹھے ہوئے ساتھیوں

---

[1] ایک دفعہ حضرت ابراہیم بن ادھم نے بہت سارا کھانا تیار کروایا اور پھر کچھ لوگوں کو دعوت دی جن میں امام اوزاعی امام ثوری بھی تھے۔ امام ثوری نے ان سے کہا اے ابو اسحاق تم اس سے نہیں ڈرتے کہ یہ اسراف نہ شمار ہو جائے کہ تم نے اتنا زیادہ کھانا پکوالیا ہے، حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے فرمایا کھانے میں کوئی اسراف نہیں ہوتا۔ البتہ اسراف لباس میں اور متاع و مال جمع کرنے میں ہوتا ہے۔ (احیاء العلوم ۱۴۷/۳)

سے فرمایا اسے کھالو[۱]

حضرت مالک بن دینار کی مچھلی:

(۲۹۳) ہمیں علی بن حسین نے یحییٰ بن اسحاق کی سند سے بیان کیا کہ حضرت حزم القطعی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مالک بن دینار کو کافی عرصہ سے مچھلی کی رغبت تھی، تو آپ نے ایک ساتھی (شاگرد) سے کہا کہ مجھے مچھلی کی طلب بڑے زمانے سے ہو رہی ہے، تو ان کے شاگرد نے مچھلی تیار کر کے پکا کر ان کے سامنے لا کر رکھ دی، حضرت ابن دینار نے اسے دیکھا اور پھر اپنی داڑھی ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا، اے مالک! کیا تو جب بھی کسی چیز کی رغبت کرے گا تو کھالے گا؟ جس سواری پر جی میں آئے گا سوار بھی ہو لے گا؟ کتنا برا عمل ہے مالک؟ ستیاناس ہو تیرا، اے مالک تیرا یہ عمل نہایت قبیح ہے۔

خواہش کے باوجود مالک بن دینار کا نہ کھانا:

(۲۹۴) ہمیں ابن ابی مریم نے حجاج بن نصیر کی سند سے بیان کیا کہ حضرت منذر ابو یحییٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مالک بن دینار کے پاس جانور کی پنڈلی کی ہڈیاں دیکھیں جو پکائی جاتی ہیں، وہ ان کو تھوڑی تھوڑی دیر بعد سونگتے تھے کہ ان کے پاس سے ایک بیمار بوڑھا گزرا تو انہوں نے وہ اسے دیدیں اس نے لے کر کھالیں اور پھر دیوار سے ہاتھ صاف کیا اور اپنے سر پر چادر رکھ کے چل دیا۔

راوی ابو یحییٰ فرماتے ہیں کہ میں حضرت مالک کے ایک دوست سے ملا تو میں نے کہا آج میں نے حضرت میں ایک عجیب چیز دیکھی ہے، اس نے کہا کیا تھا؟ میں نے بتایا کہ حضرت ان ہڈیوں سے ایسا ایسا کر رہے تھے، اس نے کہا حضرت نے آپ کو یہ نہیں بتایا کہ وہ ایک زمانہ سے ان کے کھانے کی خواہش میں تھے لیکن جب میسر آ گئیں تو آپ کا دل مطمئن نہ ہوا اور آپ نے انہیں صدقہ کر دیا۔

---

[۱] عبارت میں ایسے ہی آیا ہے لیکن محشی نے امکان ظاہر کیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ پاؤں سے کھسکانے کے الفاظ ہوں لیکن مترجم سمجھتا ہے کہ ایسا ہونا بعید از قیاس ہے کیونکہ پاؤں سے کھسکانا معیوب ہے۔

مالک بن دینار کی دودھ روٹی:

(۲۹۶) ہمیں ہارون بن عبداللہ نے سیار کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عثمان ابو ابرھیم جو امام مالک بن دینار کے شاگردوں میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت مالک اپنے ایک شاگرد سے فرمارہے تھے کہ مجھے طبیعت ہورہی ہے کہ نرم روٹی دودھ کے ساتھ کھاؤں، راوی فرماتے ہیں وہ طالب علم گیا اور ان کے لئے روٹی دودھ کا بندوبست کر کے لے آیا اور خدمت میں پیش کر دی، انہوں نے کھانے کو دیکھ کر مخاطب کیا فرمایا میں تجھے زمانے سے چاہ رہا تھا لیکن میں تجھ پر غالب رہا اور تیری چاہت ہے کہ تو مجھ پر غلبہ حاصل کر لے؟ فرمایا اٹھالو اسے اور نہ کھایا۔

عبدالعزیزؒ کی دودھ روٹی:

(۲۹۷) ہمیں ابن ابی مریم نے محمد بن عبدالعزیز کی سند سے بیان کیا کہ حضرت محمد بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے بتایا کہ ایک مرتبہ تیرے والد نے مجھ سے کہا میں موٹی روٹی دودھ سے کھانا چاہتا ہوں فرماتی ہیں کہ میں نے تیار کر کے لا کر دی اور ساتھ دودھ بھی رکھا، افطار کے قریب ایک سائل نے آواز لگائی کون ہے جو ایسے کو دے گا جو واپس بھی بھر کر پورا پورا دیتا ہے۔ والدہ نے فرمایا کہ تیرے والد نے کہا یہ تو میرے لئے غنیمت ہے کہ میری نیکیاں بھی نہیں چلو یہاں نیکی حاصل کروں۔

والدہ نے بتایا کہ تیرے والد نے وہ دودھ اور روٹی اٹھا کر اس مانگنے والے کو دے دی اور خود کچھ نہ کھایا اور بھوکے رات گزار لی جب سحری ہوئی تو میں نے کہا آپ کے لئے روٹی لاؤں تا کہ کمر سیدھی رہے، کہا نہیں اب مجھے ضرورت نہیں رہی۔

حضرت داؤد طائیؒ کا ایثار:

(۲۹۸) ہمیں ابن ابی مریم نے قبیصہ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت قبیصہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک دوست نے بتایا کہ حضرت داؤد الطائی کی بیوی نے ان کے لئے گھی میں ثرید بنائی اور افطار کے وقت ان کے پاس بھیجی، جو خادمہ لے کر آئی تھی وہ ان کی رضاعی بہن

تھی۔ خادمہ کہتی ہے کہ میں پیالہ لائی اور حضرت کے حجرے میں رکھ دیا، جب وہ کھانے کے لئے بیٹھے تو ایک مانگنے والا آ گیا اور دروازے پر کھڑا ہو گیا آپ اٹھے اور پیالہ ساتھ لے کر چلے گئے اور اس کے ساتھ بیٹھ گئے سائل نے دروازے پر ہی وہ کھالیا اس کے کھا لینے تک داؤد وہیں بیٹھے رہے۔

پھر حضرت داؤد گھر میں داخل ہوئے اور پیالہ دھو کر اس میں چند کھجوریں ڈال کر مجھے دیں (شاید انہوں نے وہ رات کو کھانے کے لئے رکھی ہوئی تھیں) اور فرمایا کہ جا کر اس خاتون (بیوی) کو میرا اسلام کہہ دینا۔ خادمہ کہتی ہے جو ہم ان کے پاس لے کر گئے وہ انہوں نے سائل کو دے دیا اور جوان کے پاس تھا وہ انہوں نے ہمیں دے دیا، باندی کا کہنا ہے کہ لگتا ہے حضرت نے رات بھوکے رہ کر گزاری ہوگی۔ راوی حدیث حضرت قبیصہ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں انہوں نے بہت بڑا عطیہ دیا۔

فی الوقت کھانے کو ذخیرہ آخرت پر ترجیح دیجئے:

(۲۹۹) ہمیں ابوسعید الاشج نے عبداللہ بن عبدالکریم کی سند سے بیان کیا کہ حضرت حماد بن ابی حنیفہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضرت داؤد الطائی کی خدمت کیا کرتی تھی ایک دفعہ اس نے کہا کہ میں آپ کے لئے چکنائی سے کھانا تیار کرنا چاہتی ہوں؟ آپ نے فرمایا بہت اچھا مجھے بھی چاہت ہے۔

چنانچہ اس نے کھانا تیار کیا اور آپ کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا، حضرت نے پوچھا فلاں قبیلہ کے یتیم بچوں کا کیا حال ہے، اس نے کہا حضرت وہ پہلے جیسے ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ کھانا ان کے پاس لے جاؤ، اس عورت نے کہا حضرت میں آپ پر کس کو ترجیح دوں؟ آپ نے اتنے دنوں سے سالن چکھا تک نہیں ہے آپ ہی کھائیے۔

مگر آپ نے فرمایا اگر یہ کھانا یتیم بچے کھائیں گے تو میرے لئے آخرت میں اجر و ثواب کی صورت میں ذخیرہ ہو جائے گا اگر میں خود کھالوں تو یہ جھاڑیوں کی نظر ہو جائے گا۔

داؤد طائیؒ کی نفس کو سرزنش:

(۳۰۰) ہمیں ابوسعید نے عبداللہ بن عبدالکریم کی سند سے بیان کیا کہ حضرت حماد[1] بن ابی حنیفہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت داؤد الطائی کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ ان کے جسم پر پہنے ہوئے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے ہیں، میں نے سنا کہ وہ فرمار ہے تھے تو نے اخروٹ کھانے کی خواہش کی تو میں نے تجھے وہ کھلا دیئے پھر تو نے کھجور اور اخروٹ کھانے کی خواہش کی ہے لیکن اب میں نے قسم کھالی ہے کہ تجھے یہ تو کبھی بھی نہ کھلاؤں گا۔ حماد فرماتے ہیں کہ میں نے سلام کیا اور ان کے پاس چلا گیا دیکھا تو وہ تنہائی میں اپنے نفس کو ڈانٹ رہے تھے۔

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کا گیلی مٹی پھانکنا:

(۳۰۱) ہمیں محمد بن ہارون[2] ہارون نے ابو صالح الفراء[3] کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابواسحٰق الفزاری[4] فرماتے ہیں مجھے حضرت ابراہیم بن ادھم نے بیان کیا کہ ہم مکہ میں تھے کہ ہم پر بھوک کا زمانہ آ گیا اور شدید بھوک تھی میں بہت عرصہ تک مٹی کو پانی سے گیلا کر کے کھالیا کرتا تھا۔

---

[1] یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے بیٹے ہیں، حماد بن النعمان بن ثابت، جب ان کے والد محترم زندہ تھے انہیں سے علم فقہ حاصل کرتے رہے، ان کی طبیعت پر تقویٰ وورع کا رنگ غالب تھا، اور خیر و بھلائی ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی حماد نیکی اور تقوی کے عظیم مرتبہ پر فائز تھے۔ ان کا نام مشہور زہاد میں ہوا کرتا تھا۔ ۱۷۶ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ الطبقات السنیۃ (۳ص ۱۸۸)

[2] محمد بن ھارون بن الربعی البغدادی البزاز، ان کی ابوجعفر کنیت ہے، اور ابونشیط سے معروف ہیں ان کی وفات مقام بعلبک ۴۵۴ میں ہوئی۔

[3] ان کا نام محبوب بن موسیٰ ہے اور نسبت الفراء ہے، یہ حضرت محمد بن ھارون سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ۲۶/۵۶۰)

[4] یہ حضرت ابراہیم بن محمد بن الحارث ہیں، یہ بڑے درجہ کے ائمہ میں سے ہیں اور ان کی تصانیف بھی ہیں، یہ مصیصہ کے رہنے والے تھے ۱۸۵ھ میں وفات پائی۔ (تہذیب الکمال ج ۲/۱۶۷)

ابن ادھم کا تواضع:

(۳۰۲) ہمیں محمد بن ھارون نے ابو عمر بن النحاس، ضمرہ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابراہیم بن ادھم فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ میرے کھانا چھوڑنے اور پانی ترک کرنے پر مجھے اجر آخرت نہیں ملے گا کیونکہ ان چیزوں کی مجھے چاہت ہی نہیں رہی۔

ابن ادھم کی اچھے کھانوں سے عدم رغبت:

(۳۰۳) ہمیں محمد بن ھارون نے ابو صالح الفراء کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ابو اسحاق الفزاری فرماتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم بن ادھم سے کہا کہ ہم آپ کو دیکھتے ہیں کہ آپ کا جسم کمزور ہو رہا ہے آپ گوشت وغیرہ کیوں نہیں کھاتے۔ کیا آپ ان چیزوں کو بالکل ترک کر چکے ہیں؟ حالانکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کو ان چیزوں کی ضرورت ہے؟ فرمایا میں اس لئے نہیں کھاتا کہ مجھے اس میں رغبت ہی نہیں۔

ابن ادھم کا قیامت کے خوف سے رونا:

(۳۰۴) ہمیں علی بن حرب الطائی نے ابوداؤد المغربی ابن سماک[1] کی سند سے بیان کیا حضرت اشعث[2] فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت یزید الرقاشی کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے دیکھ کر فرمایا اشعث پیاس کے دن ٹھنڈے پانی کی طلب میں روئیں۔

پھر فرمانے لگے عبادت گزار مجھ سے آگے نکل گئے وائے بربادی! حضرت اشعث فرماتے ہیں کہ حالانکہ انہوں نے بیالیس سال تک روزے رکھے اور اس کے باوجود زار و قطار رو رہے تھے۔

---

۱ یہ حضرت ابو العباس محمد بن صبیح العجلیؒ ہیں، یہ رئیس الواعظین کے لقب سے جانے جاتے تھے، ان سے روایت کرنے والوں میں امام احمد بن حنبل، یحیٰ بن ایوب جیسے کبار ائمہ میں سے ہیں۔ بڑے زاہد شخص تھے۔ علامہ ذھبیؒ فرماتے ہیں کہ صحاح ستہ میں ان کی کوئی روایت نہیں۔ ان کی وفات ۱۸۳ھ ذکر کی گئی ہے۔ (سیر (اعلام النبلاء ۸/۳۲۸)

۲ یہ اشعث بن عبداللہ بن جابر الحدانی الازدی الخملی البصریؒ ہیں، یہ اھواز کے قاضی بھی رہے، امام بخاریؒ نے ان سے تعلیقاً روایت نقل کی ہے، ان کی وفات ۱۳۰ھ میں ہوئی۔ (تہذیب الکمال ۳/۲۷۲)

یزید رقاشیؒ کا قیامت کی پیاس پر رونا:

(۳۰۵) ہمیں عبید اللہ العتکی نے محمد بن عمرو، محمد بن مروان کی سند سے بیان کیا کہ حضرت یونس بن ابی فرات فرماتے ہیں کہ حضرت یزید الرقاشی نے حضرت اشعث الحدانی کے پاس خط لکھ کر بھیجا کہ اگر بیٹھے ہو تو فوراً کھڑے ہو جاؤ اور اگر کھڑے ہو تو فوراً آ جاؤ، حضرت اشعث فرماتے ہیں کہ میں اسی لمحہ سوار ہوا اور حضرت کے پاس آ گیا اور جب میں ان کے پاس پہنچا تو فرمایا جانتے ہو تمہیں میں نے کس لئے بلایا ہے؟ میں نے کہا مجھے تو معلوم نہیں۔ فرمایا میں نے تمہیں اس لئے بلایا تا کہ آج ہم ٹھنڈے پانی اور قیامت کی ہولناک گرمی پر روئیں۔ (تا کہ قیامت کی سخت پیاس میں ہمیں ٹھنڈا پانی نصیب ہو)

زیادہ کھانا عبادت سے دور کرتا ہے:

(۳۰۶) ہمیں حسن بن صباح نے یزید بن ھارون، المسعودی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عون بن عبداللہ[1] فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جو ان کی نگرانی کیا کرتا تھا وہ ان سے کہا کرتا کہ تم زیادہ مت کھاؤ کیونکہ تم اگر زیادہ کھاؤ گے تو زیادہ سوؤ گے، اور جب زیادہ سوؤ گے تو عبادت بھی کم کرو گے۔

رسول اکرمؐ کا بھوک کو خزانوں پر ترجیح دینا:

(۳۰۷) ہمیں یعقوب بن عبید نے یزید بن ھارون، الجزاح[2] بن المنھال، زہری کی سند سے بیان کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک دفعہ جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا کہ آپ باہر نکلے اور ایک انصاری صحابی کے باغ میں تشریف لائے اور باغ میں سے گری ہوئی کھجوریں چن کر کھانے لگے تھوڑی دیر مجھ سے کہا اے ابن عمر! تم کیوں

---

[1] عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود الھذلی، ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے، یہ ثقہ راوی ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے ان کی وفات ۱۲۰ھ سے کچھ قبل ذکر کی ہے۔ (تقریب التہذیب ص ۴۳۴)
مذکورہ بالا روایت کو امام غزالیؒ نے احیاء علوم الدین میں نقل کیا ہے۔ جلد ثالث ص ۱۳۱

[2] حضرت ابوالعطوف الجزریؒ نے انہیں ضعیف کہا ہے، البتہ حافظ صاحب نے ان کے متعلق اقوال ائمہ جمع کئے ہیں، لا یکتب حدیثہ، متروک، یکذب فی الحدیث، یشرب الخمر، لیس حدیثہ بشیٔ، ذاھب لا یکتب حدیثہ، ضعیف ان کی وفات ۱۶۸ھ میں ہوئی۔ (لسان المیزان ۹۹/۲)

نہیں کھا رہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے چاہت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا لیکن مجھے تو چاہت ہو رہی ہے اور فرمایا یہ چوتھا دن ہے کہ میں نے کھانے میں کچھ نہیں چکھا نہ مجھے مل سکا، اگر میں چاہتا تو اپنے رب سے مانگ لیتا اور مجھے قیصر و کسریٰ جیسے خزانے دیئے جاتے، فرمایا ابن عمر! کیسا پاؤ گے جب تم دیکھو گے کہ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو سال بھر کا غلہ جمع کر کے رکھیں گے"

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی ہم نے اپنے قدم بھی اس جگہ سے نہ ہٹائے تھے کہ فوراً وحی نازل ہوئی:

"وَكَأَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ" (العنکبوت: ٦٠)

"اور کتنے ہی جاندار ہیں جو اپنی روزی نہیں اٹھار کھتے اللہ انہیں اور تمہیں رزق دیتا ہے اور وہ سمیع وعلیم ہے"

آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا جمع کرنے اور خواہشات کی پیروی کرنے کا حکم نہیں دیا جس نے اپنی زندگی کی بقا کے لئے رزق جمع کیا تو خوب سمجھ لے کہ زندگی صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ جب چاہے ختم کر دے وہ مختار کل ہے، خبردار! میں نے نہ دراہم و دینار جمع کیے اور نہ اپنے لئے آنے والے کل کا غلہ ذخیرہ کیا۔[1]

حضرت مجاہدؒ کا خواہشات سے پرہیز:

(۳۰۸) ہمیں عباس بن جعفر نے محمد بن الصلت، ابو کدینہ، لیث کی سند سے بیان کیا کہ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنی خواہش کے مطابق ہر چیز کھاتا تو میں خشک خمیرے کے برابر بھی نہ ہوتا۔

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۴۲۰/۳

المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ ۱۵۹/۳

الترغیب والترھیب ۱۸۸/۴

حضرت سلیمانؑ کا دستر خوان:

(۳۰۹) ہمیں محمد بن اسحاق نے حسان بن عبداللہ، سری بن یحییٰ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت فرقد سنجی فرماتے ہیں حضرت سلیمان بن داوٗد علیہ السلام لوگوں کو سفید آٹے کی روٹی کھلاتے اور خود جو کی روٹی کھاتے تھے۔

بھرے پیٹ میں ایک لقمہ بھی زہر ہے:

(۳۱۰) ہمیں محمد بن اسحاق نے حسان بن عبداللہ، سری بن یحییٰ کی سند سے بیان کیا کہ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا تم پیٹ بھرا ہونے کی صورت میں کبھی کھانا نہیں کھانا کیونکہ بسا اوقات ایک لقمہ بھی بیماری کا سبب بن جاتا ہے۔

جہنم و قیامت کے خوف سے کھانا ترک ہو جانا:

(۳۱۱) ہمیں حسین بن عبدالعزیز نے حارث بن مسکین، عبداللہ بن وھب کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں ایک آدمی شریک ہوا، کھانے کے وقت وہ آدمی تھوڑا سا کھاتا اور پھر ہاتھ صاف کر کے بیٹھ جاتا اور جب پانی پیتا تو تھوڑا سا پی کر سیراب ہو جاتا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا بھتیجے کیا بات ہے تم تھوڑا سا کھانا کھا کر سیر ہو جاتے ہو اور تھوڑا سا پانی پی کر سیراب ہو جاتے ہو؟ اس نے کہا حضرت جہنم کی آگ میرے سامنے ہے میں اسی معمول پر رہوں گا حتی کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ میں کل قیامت میں کہاں ہوں گا اور میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کبھی پیٹ بھرا نہیں دیکھا یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی۔

(۳۱۲) أنشد نی ابوعبداللہ.......... یہ حدیث کتاب میں مٹی ہوئی ہے۔

(۳۱۳) جنت میں داخل ہونے کے بعد جنتی حضرات کو ایک خوشبو آئے گی وہ کہیں گے کہ یہ کیسی خوشبو ہے؟ ہم نے اس سے زیادہ اچھی خوشبو کبھی نہیں سونگھی تو کہا جائے گا کہ یہ روزے داروں کے منہ کی خوشبو ہے۔

اور پھر (کبھی) اہل جہنم کو ایک بدبو آئے گی تو وہ کہیں گے کہ اے رب یہ کیسی بدبو ہے

ہم نے اس سے زیادہ بری بو کبھی نہیں سونگھی جب سے جہنم میں آئے ہیں؟ تو رب تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ زنا کار لوگوں کی شرمگاہوں کی بو ہے۔

بھوک پیاس والے مبارک لوگ ہیں:

(۳۱۴) ہمیں محمد بن حسین نے یحییٰ بن عیسیٰ، بشر بن منصور کی سند سے بیان کیا کہ حضرت ثور بن یزیدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض پہلی کتابوں میں پڑھا کہ مبارک ہیں وہ لوگ جو نیکی حاصل کرنے کے لئے بھوکے پیاسے رہتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جو مقدس جگہ میں میرے پاس ٹھکانہ حاصل کریں گے۔

روز حشر میں سب سے نمایاں لوگ:

(۳۱۵) ہمیں محمد نے اسحاق بن منصور، ابو اسحاق الحمیسی کی سند سے بیان کیا کہ حضرت یزید رقاشی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بھوکے رہنے والے لوگ قیامت میں سب سے آگے ہوں گے۔

قیامت کی پہلی صف میں پیٹ نہ بھرنے والے:

(۳۱۶) ہمیں محمد نے محمد بن سنان الباھلی، عبدالواحد بن زید کی سند سے بیان کیا کہ حضرت حسن بصریؒ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا میرا روزہ ہے آپ سے کہا گیا اتنی شدید گرمی میں آپ کیوں روزہ رکھتے ہیں فرمایا میں چاہتا ہوں کہ پہلی صف میں رہوں۔

---

[۱] مسند احمد ۳۹۹/۴ پر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے منقول ہے کہ نبی پاکؐ نے فرمایا تین طرح کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہو سکیں گے، دائمی شراب خور، قطع رحمی کرنے والا، اور جادو کی تصدیق کرنیوالا۔
آپؐ سے پوچھا گیا کہ نہر غوطہ کیا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا یہ ایسی نہر ہے جو عورتوں کی شرمگاہوں سے بہے گی، جس کی وجہ سے جہنمیوں کو اس کی بدبو سے سخت تکلیف ہوگی۔ (اعاذنا اللہ جمیعا)
مسند احمد میں ارشاد نبویؐ ہے کہ تین افراد جنت میں داخل نہ ہوں گے شراب بہت پینے والا۔ قطع رحمی کرنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا۔ اور شراب خور جب مرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے نہر غوطہ میں سے پلائیں گے سوال کیا گیا کہ نہر غوطہ کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ بدکار عورتوں کی شرمگاہوں سے جاری ہوگی اور اس کی بدبو اہل جہنم کو بہت اذیت دے گی۔

قیامت میں عزت بخشی جائے گی:

(۳۱۷) ہمیں محمد نے خالد بن خداش، انہوں نے اپنے والد کی سند سے بیان کیا کہ حضرت فرقد سبخیؒ فرماتے ہیں قابل مبارک ہیں وہ لوگ جو بھوک برداشت کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں، یہی وہ مکرم لوگ ہیں جنہیں میدان قیامت میں عزت بخشی جائے گی۔

پیٹ کو اپنا غلام بنائیے اس کے غلام مت بنئے:

(۳۱۸) حضرت یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن عاص[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا:

فبطني عبد عرضي ليس عرضي اذا اشتهى الطعام بعبد بطني

(ترجمہ) ''میرا پیٹ میری عزت کا غلام ہے میری عزت نہیں، جب کھانے کی رغبت کرتا ہے تو اپنے غلام کے سبب کھانا مانگتا ہے''

بھرا ہوا پیٹ دل کو اندھا کرتا ہے:

(۳۱۹) ہمیں موسیٰ بن عمران نے بیان کیا کہ حضرت ابوسلیمان الدارانیؒ فرماتے ہیں کہ جب نفس بھوکا اور پیاسا ہوتا ہے تو دل صاف اور رقت انگیز ہوتا ہے اور جب پیٹ بھرا اور سیراب ہوتا ہے تو دل اندھا اور برباد ہوتا ہے۔[2]

(مطلب یہ ہے جس وقت پیٹ بھرا ہو تو شیطانی خیالات زور پکڑتے ہیں اور حق بات بھی سمجھ میں نہیں آتی اور جب تک پیٹ بھرا رہے شیطان کے اس میں گھسنے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں جو لوگ خواہش نفس سے پیٹ بھرتے رہیں گے ان کے بارے میں یہ تفصیل ہے۔ اور یہ کہ انکا دل شیطانی مسکن ہونے کی وجہ سے برباد ہو جاتا ہے اور یہ

---

[1] سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ الاموی، ان کے والد کو غزوہ بدر میں قتل کیا گیا تھا، جب نبی کریمؐ کی وفات ہوئی تو ان کی عمر نو سال تھی، انہیں صحابہ کی فہرست میں شمار کیا گیا ہے، حضرت عثمانؓ کے زمانے میں کوفہ کے امیر بھی رہے، حضرت معاویہؓ کے زمانے میں مدینہ منورہ کے امیر رہے یہ انتہائی سخی، بردبار اور دانا شخص تھے جنگ صفین و جمل میں بالکل شریک نہ ہوئے ۵۹ھ میں وفات پائی۔ (تقریب التہذیب ص ۲۳۷)

[2] امام بیہقی نے الزھد الکبیر ص ۵۷۱ پر اس روایت کی تخریج کی ہے۔

ساری کارستانی پیٹ بھرنے کی ہے۔ لہٰذا پیٹ کچھ خالی رہنا چاہئے تاکہ دل کو صفا اور رقت (نرمی) حاصل ہو۔

بھوکے رہنے والے پرندوں کی فضیلت:

(۳۲۰) ہمیں ابو عمر نے عبدالرحمٰن بن محمد احمد بن ابی الحواری کی سند سے بیان کیا کہ حضرت عبدالعزیز بن عمیر[۱] فرماتے ہیں ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ بہت سے پرندے چالیس دن تک بھوکے رہے، پھر ہوا میں اڑے، جب واپس لوٹے تو ان میں مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔



---

[۱] عبدالعزیز دمشقی خراسان کے رہنے والے تھے۔ دمشق میں مقیم ہوئے ان کے مشہور اقوال میں سے یہ قول مشہور ہیں: (۱) نفس برائی کا حکم دینے والا ہے۔
(۲) جب عزم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آ جائے تو یہ وہ چیز ہے جو تجھے بھلائی کی طرف گھسیٹ کر لے جاتی ہے۔ (صفۃ الصفوۃ ص ۲۳۴)